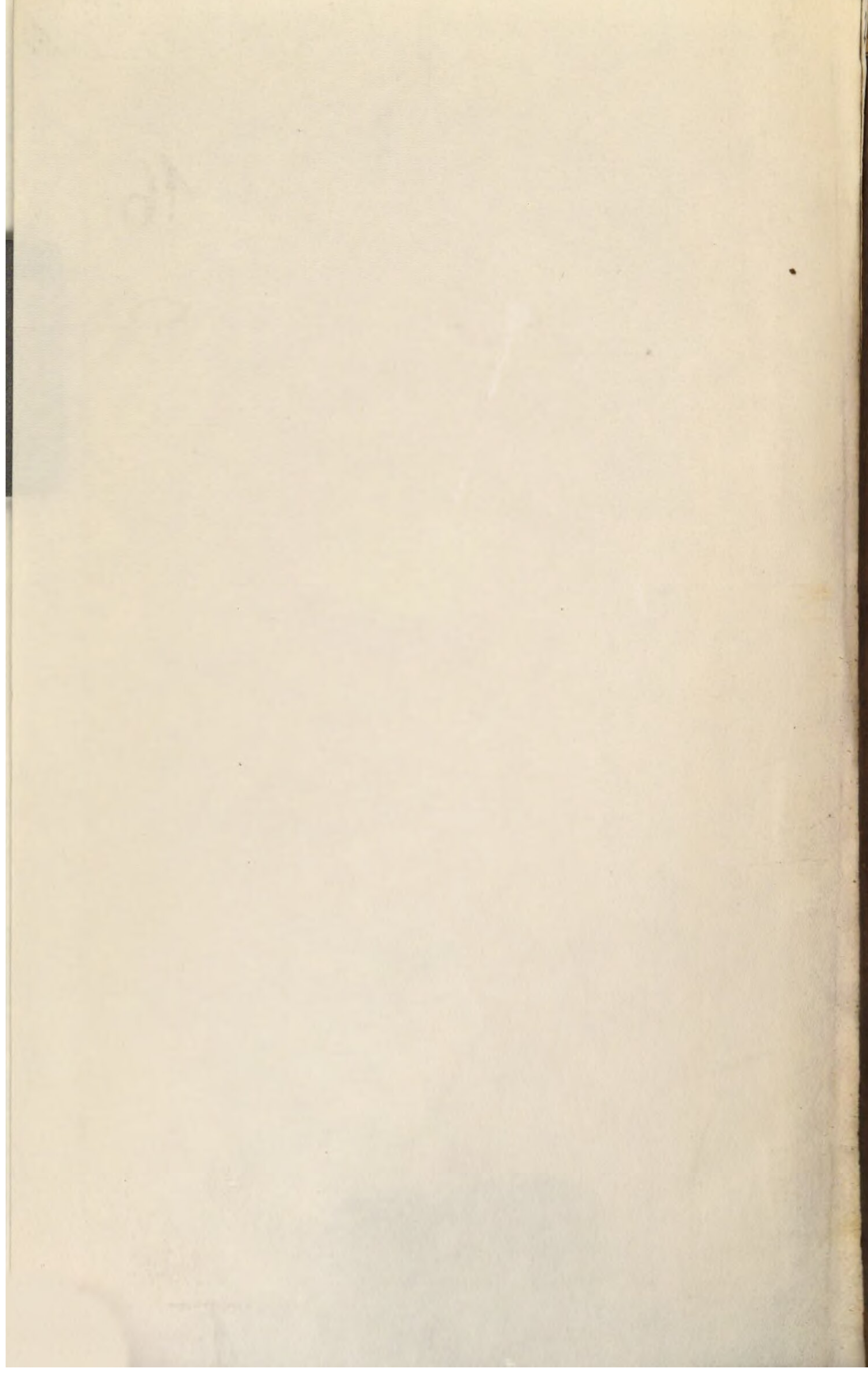


А. о.г

2835

A. or. 2835



84

IKHTITÁMI
MÚBÁHISHAH.

SUMMARY
OF
MUHAMMEDAN DISCUSSION,
BY
REVD. C. G. PFANDER.



AGRA:
PRINTED AT THE SECUNDRA ORPHAN PRESS.

1855.

L ~~1223~~

~~258~~

1260

A. or. 2835

hindust.

Pfander

IKHTITÁMI MÚBÁ'HISAH.

SUMMARY

OF

MUHAMMEDAN DISCUSSION,

BY

REVD. C. G. PFANDER.

AGRA:

PRINTED AT THE SECUNDRA ORPHAN PRESS.

1855.

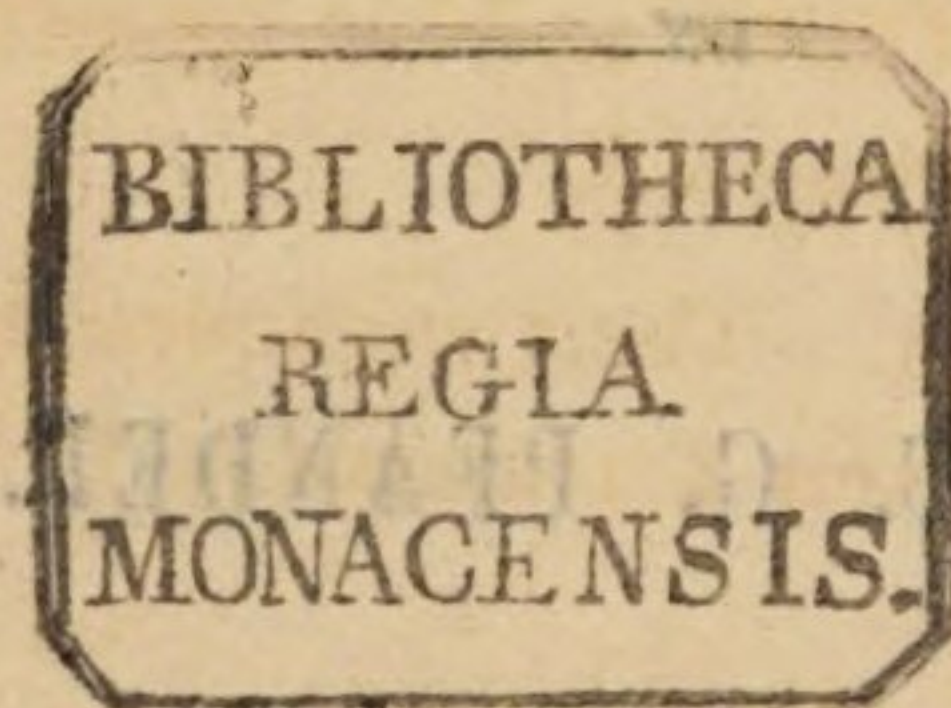
A

INSTITUTUM MURATI

SEMIARY

VO

MURATI DISCUSSION



PRINTED AT THE SECTARIA ORPHAN PRESS

1855

CONTENTS.

INTRODUCTION.

Short account of the present state of the Controversy.—The opponents have not answered, but only evaded the principal objections advanced against Muhammad and the Koran.

Section I.—Christ's testimony to the truth and integrity of the Old Testament.—*Justin's* assertion, of the corruption of some passages of the Old Testament, is unfounded.—Statements of our Critics, that the Old Testament has not been altered by the Jews after Christ.—Apocrypha.

Section II.—Christ's testimony to the Resalat, or Divine Mission of the Apostles.—The Miracles of the Apostles, and their own claim of Divine Inspiration.

Section III.—The Proofs for the truth and divinity of the Old and New Testament.

Section IV.—On Inspiration, the Canon, and the character of a Prophet.

Section V.—The testimony of Christ and his Apostles, that the Gospel has not and will not be abrogated.

Section VI.—Various Readings. Their existence does not in any way affect the integrity of the New Testament.—Testimony of some of our Critics.

Section VII.—Assertion of the Koran, that the Gospel is from God.

Section VIII.—Objections to the contents of the Old and New Testament prove nothing against their integrity.

Section IX.—Observations on the Trinity and the Divinity of Christ.

Section X.—Christ the only Mediator and Saviour.—Scripture passages to this effect.

Section XI.—Proofs of the falsehood of the Koran.

APPENDIX.

Letter to Moulvee Rahmutullah, respecting their incorrect account of the public discussion.

My last letter to Wazir Khan, with Notes, added in answer to his reply.

CONTENTS.

INTRODUCTION.

Short account of the present state of the controversy.—The opponents have not answered, but only evaded the principal objections advanced against Muhammad and the Koran.

Section I.—Christ's testimony to the truth and integrity of the Old Testament.—Judaism's assertion, of the corruption of some passages of the Old Testament, is unfounded.—Statements of our critics that the Old Testament has not been altered by the Jews after Christ.—Apostrophe.

Section II.—Christ's testimony to the Resurrection of the Mission of the Apostles.—The Miracles of the Apostles, and their own claim of Divine Inspiration.

Section III.—The Proofs for the truth and divinity of the Old and New Testament.

Section IV.—On Inspiration, the Canon, and the character of a Prophet.

Section V.—The testimony of Christ and his Apostles that the Gospel has not and will not be abrogated.

Section VI.—Various Readings.—Their existence does not in any way affect the integrity of the New Testament.—Testimony of some of our Critics.

Section VII.—Assertion of the Koran, that the Gospel is from God.

Section VIII.—Objections to the contents of the Old and New Testament prove nothing against their integrity.

Section IX.—Observations on the Trinity and the Divinity of Christ.

Section X.—Christ the only Mediator and Savior.—Scripture passages to this effect.

Section XI.—Proofs of the falsehood of the Koran.

APPENDIX.

Letter to Monsieur Hahnemann, respecting their incorrect account of the public discussion.

My last letter to Warr Khan, with Notes, added in answer to his reply.

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۷	ایمان کے اُور مسکوں کی	ایمان کے بیضے اور مسکوں میں
۱۰	۱۳	مردوں میں	مردوں میں سے
۳۸	۱۲	مثلاً	یعنی
۴۰	۱۲	خیر	غیر
۴۸	۸	خبر ہی	خبر ہو
۴۲	۹	سو	جو
۷۵	۵	ویا ہی	اور ویسا ہی
۸۱	۸	بکہ	بلکہ
۸۸	۳	مرف	اُسکو مرف
۹۴	۷	ندے	ندی
۹۸	۸	اسی	اُسی
۱۰۸	۷	گو ہو لکھ	گو ہو لکھ
۱۱۰	۳	ایمان جو دکھی بات ہی مبنی اعتقاد اور محبت پر منحصر ہے	ایمان تو دکھی بات ہی مبنی اعتقاد اور محبت پر
۱۱۰	۱۵	سبب ہی	سبب سے ہی
۱۱۵	۲	عیش	عشق
۱۱۷	۳	اسکے	اُسکے
۱۳۲	۱۰	اس	اُس
۱۳۵	۱	اسلئے	اسلئے تا
۱۳۶	۸	آیتوں	آیتوں کے
۱۳۸	۱۴	کیونکہ نہ وہاں تو ساری	کیونکہ وہاں تو نہ ساری
	۵	میں سے	میں

خلاصہ آپ کے خطوں کا جواب ادا ہوا اور جناب کی غیر حق اور بیجا باتوں کا بیان اور
ثبوت جس کا طلب آپ نے کیا ہے یہ بھی عمل میں آیا اور اگرچہ میں نے آپ کی سب غیر حق اور بیجا
باتوں کا بیان نہیں کیا اتنا جو لکھا گیا کافی اور واثی ہے کہ منصف و دانایا پر آپ کا انصاف
اور حق گوئی ظاہر اور عیان ہوئے اور اگرچہ میں نے اس جواب کو کچھ سختی آمیز لکھا تو
یہ کچھ خوشی و عداوت کی راہ سے نہیں کیا بلکہ ایسی سختی آپ نے مجھ پر لازم کی ہے فقط
فی الجملہ امی صاحب اگر آپ کے گوشہ دل میں محبت اور دوستی کی بات کے واسطے
کچھ جگہ ہو اور آپ ایسی بات کو طعن نہ سمجھیں تو محبت کی راہ سے یہ بھی مجھے کہنے
دیجئے کہ انجیل مقدس کو حق جوئی کی راہ سے غور اور تفکر سے پڑھیے اور اگر حواریوں کا
کلام آپ کو فی الحال ناگوار معلوم دیتا ہے تو اُس پر جو خاص حضرت مسیح کا قول ہے جو یوں
درستی سے متوجہ ہو جائے اور خدا سے دعا مانگیے کہ آپ کو حق کی طرف ہدایت کرے تو بیشک
بفضل الہی رفتہ رفتہ تمام انجیل کی فضیلت اور اُس کے نجات بخش مضمون آپ پر بھی
روشن ہونگے اور مسیح کی شفاعت اور الوہیت کو قبول کر کے اور اُس پر ایمان لا کر اُس کی
نجات کے فیض سے مشرف ہونگے یہی اس بندہ کی دعا و دلی اور التجا ہے درگاہ الہی
سے اُس جناب کے حق میں آمین ۔

الراقم کشیش پادری فائز صاحب

مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۴ء

اور متی حواری کا قول سچا رہا اور آپ کے حق میں وہ مثل درست آئی کہ کوہ کنڈن دکھا
 براوردن شک نہیں کہ ڈاکٹر استراس صاحب کو خوب معلوم تھا کہ اُسکے اعتراض بے اصل ہیں
 مگر زمرہ منکرین میں شامل ہو کر اُسینے محض تعصب اور دشمنی کی راہ سے ایسے ایسے دعوے کو
 اپنا پیشہ بنایا اور آپ نے بے تحقیق و دریافت اُسکی پیروی کر کے اُسکے قول مان لیں
 امید کہ آئندہ جناب منکرین اور بدعتیوں کے قول اپنی دلیل نہ بناویں گے کس واسطے کہ اسے
 کچھ فائدہ نہ لکلیگا انتہائے نقل خط +

دوازدہم + آپ اپنے خط کے آغاز میں کہتے ہیں کہ میں نے اس مباحثہ کو شروع
 کیا ہے مگر یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ میں نے تو وہ تین کتاب انگریزی زبان میں صرف
 آپ کے ملاحظہ کے لیے بھیجی تھیں نہ آپ سے ان کتابوں کا جواب طلب کیا نہ جواب کا میرا
 مقصد اور مطلب تھا بلکہ آپ نے کتابوں کو واپس دینے کے وقت اُسکے ساتھ اپنا پہلا خط
 بھیجا اور جواب طلب کر کے مباحثہ شروع کیا + پھر آپ کی ایک اور غرض بات ذکر کر کے
 اس جواب کو ختم کر دیا اور وہ یہ ہے کہ آپ پہلے خط میں کہتے ہیں کہ میں نے صاحب ہفتار کا
 جواب ہنوز نہیں دیا یہ تعجب کی بات ہے کیا آپ نے اُسکا جواب باری کتاب حل الاشکال
 میں صفحہ ۹۹ سے ۱۴۰ تک نہیں دیکھا اور آپ کو یہ یاد نہیں ہے کہ اب سات برس ہو
 کہ وہ کتاب طبع میں آئی ہے فقط +

[جو وزیر خان صاحب نے اپنے جواب کے اخیر میں انجیل کے قدیم نسخوں
 کی نسبت اور سہو کاتبوں کے عدد کے باب میں لکھا ہے اُسکا جواب مقصد ششم میں
 دیا ہوا ہے اس مقام کو دیکھیے فقط +]

دونوں معنی سے آیا ہے پس لفظ بن بیٹا اور پوتا پوتا اور آل و نسل کے معنی اور لفظ آخ
 بھائی اور خویش اور اقربا بھی معنی رکھتا ہے اور اہل زبان اور انجیل دانان کو معلوم ہے کہ
 الفاظ بیٹا اور بھائی انجیل کے اکثر مقاموں میں عبرانی محاورہ پر آئے ہیں اور لفظ پیدا ہوا
 بھی ایسی ہی عام معنی سے آیا ہے یعنی کہ اسکی نسل سے ہے پس یہ ان اعتراضوں کا جواب ہے
 جسکو آپ الفاظ بیٹا اور بھائی کی بابت سچ میں لائے : ثالثاً یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ ان تین
 تقسیم پر ہر ایک کے واسطے چودہ پشت درست نہیں آتی ہیں اور اس بات کو ایک بڑی
 غلطی بتاتے ہو تو ظاہر ہے کہ متی حواری بھی کچھ عدد جانتا تھا اور پشتوں کا عدد اس
 سے ہے کہ داؤد کا نام پہلی تقسیم کے آخر اور پھر دوسری تقسیم کے شروع میں گنا چاہیے
 اور یہ اسی سبب سے ہے کہ وہ یہودیوں کا بڑا بادشاہ تھا اور اسکو یہ خاص وعدہ
 بھی دیا گیا تھا کہ مسیح اُسکی اولاد سے پیدا ہوگا اور پشت جو اصل یونانی میں گنا ہے نہ صرف ایک
 شخص یا ایک نسل سے بلکہ دو تین شخص بھی مراد ہیں : رابعاً یہی آپ کی ساتویں بات اور وہ یہ
 ہے کہ متی نے ابود کو زرو بابل کا بیٹا لکھا ہے حال آنکہ اُسکے بیٹوں میں یہ کسی کا بھی نام
 نہ تھا تو آپ کی اس بات میں صرف اتنا ہی سچ ہے کہ اُسکا ذکر توریت میں نہیں آیا ہے نہ یہ کہ
 اُسکا ایسا کوئی بیٹا یا پوتا یا رشتہ دار نہ تھا آدم کے اور شیث اور انوس وغیرہ کے بھی سب
 بیٹوں کے نام مسطور نہیں ہوئے ہیں دیکھیے پیدائش کے ۵ باب اور پھر دسے سب نام جو
 زرو بابل کے بعد مذکور ہیں دسے بھی توریت میں کہیں نہیں پائے جاتے ہیں تو آپ کے قول کے
 موافق متی حواری نے اُنکو بھی غلط لکھا ہوگا خلاصہ دسے ساتوں اعتراض جسکو آپ نے
 مسکروڈ اکثر استراس صاحب کے قول پر بڑے تفاخر سے پیش کیے ہیں سب بیجا اور بے اصل لفظ

یورام کا بیٹا لکھتا ہی حال آنکہ وہ اُسکے پر پوتے کا بیٹا ہی اور متی نے تین بادشاہوں کے
نام بھی چھوڑ دیئے ہیں چنانچہ کتاب تواریخ کے اُسی باب سے ظاہر ہی چوتھا یہ کہ متی نے
یہکینیا کو یوشیا کا بیٹا لکھا ہی حال آنکہ وہ اُسکا پوتا تھا اور یہاں بھی متی سے ایک نام
چھوٹ گیا پانچویں یہ کہ متی نے یہکینیا کے بھائی لکھے ہیں حال آنکہ عہد عتیق کی کتابوں سے
اُسکا کوئی بھائی ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا چھٹا یہ کہ متی زرو بابل کو
نکالنے کا بیٹا لکھتا ہی حال آنکہ وہ اُسکا بھتیجا اور فدایا کا بیٹا ہی اب ان اعتراضوں پر صاحب
موصوف نے بڑا فخر کیا اور کہا ہی کہ اُنکا جواب اب تک ادا نہیں ہوا اور عیسائی ادا کرنے سے
عاری ہیں فقط یہی مسیحی مفسرین کے مطابق اپنے خط مورخہ ۲۱ جون کے آخر میں جواب
دیکریوں لکھا کہ جناب کی تشفی خاطر کے لئے اختصار کی راہ سے دو ایک بات اُن اعتراضوں کے
جواب میں مذکور کروں گا جنکو آپ نے متی کے نسب نامہ کی بابت مسطور کیئے ہیں اولاً جان لیجئے
کہ نسب نامہ تفصیلاً بھی لکھا جاتا ہی اور اختصاراً بھی چنانچہ توریت میں مثلاً روت کی کتاب
کے اخیر باب کے اخیر آیتوں میں بھی ایک نسب نامہ اختصار سے مرقوم ہی اب متی حواری نے
اختصار لکھ کر کئی ایک نام قصداً چھوڑ دیئے مثلاً دسے نام جنکا ذکر آپ نے کیا اور
ایسا ہی پانچویں آیت میں بھی سلمون کے بعد کتنے نام چھوڑ دیئے گئے ہیں کہ آپ نے
ذکر نہیں کیا اور آپ کی دریافت میں نہیں آئے اب اختصاراً ذکر کر نیکا سبب متی
حواری نے نہیں بتایا ہی مگر ماورائے اُورسب کے ایک یہ معلوم دیا ہی کہ وہ تین قسم کے
سبب جو وہ چودہ پشت پر انھوں نے ایسی ہی کیا ہی + ثانیاً لفظ بیٹا عربی میں بن اور لفظ
بھائی عربی میں اخ دونوں زبان عربانی میں اور توریت کی بہتیری آیات میں خاص عام

طعن اور بہتان لکھتے ہیں ایسی بات کا کیا کہوں منصف آپ کے ایسے انصاف کی منصفی کریں
 اور جو اپنے نسب نامہ کی بابت میرے جواب میں لکھا سو سب بیجا اور بے مطلب ہے اور معلوم ہوتا ہے
 کہ آپ نے محض کچھ کہنے کے واسطے جو قلم میں آیا سو لکھا ہے کیونکہ میں نے تو نہیں کہا ہے کہ متی جواری
 سے غلطی ہوئی یہ آپ ہی کا انصاف ہے بلکہ میں نے نسب نامہ کی پانچویں آیت پر اشارہ کر کے کہا کہ
 اس آیت میں بھی متی نے نام چھوڑ دیئے ہیں اور یہ کہ اخبار الامام میں بھی وہی نام چھوڑ
 دیئے گئے ہیں یہ وہی ہماری بات کی دلیل ہے کہ توریت میں بھی بعض مقام میں نسب نامے اختصار
 سے لکھے ہوئے ہیں فقط — چہر آپ نسب نامہ کے حق میں لکھتے ہیں کہ تماشا یہ ہے کہ اس
 تکلف پر بھی اعتراض نہیں اٹھتا کیونکہ اس صورت میں دوسری قسمت میں جو یہکینیا پر ختم
 ہوئی پندرہ پشت ہو جائیگی الحما اب یہاں بھی آپ نے قصداً خلاف کہا تا اپنے اعتراض کی نادانوں
 کے سامنے کچھ صورت بنائیں کیا آپ کو معلوم نہوا کہ جب دوسری قسمت داؤد کے نام سے شروع ہے جیسا کہ
 بیان کیا تو اسکی آخر پشت یعنی چودھویں پشت یوسبا ہی اور یہکینیا تیسری قسمت کا پہلا پشت
 ہے اور اس طرح تینوں قسمت کی پشت ٹھیک آتی ہیں *

(وے اعتراض جنکا یہاں اشارہ ہوا اور وزیر خان صاحب نے انکوائے خط
 مورخہ یکم جون میں منکر ڈاکٹر استراوس صاحب کی کتاب سے نقل کر کے متی کے
 نسب نامہ کے باب میں پیش کیئے ہے میں اول یہ کہ متی نے کہا کہ تین قسمیں ہیں چودہ
 چودہ پشتوں کی و حال یہ ہے کہ ہر ایک قسمت پر چودہ پشت درست نہیں آتی ہیں دوسرا
 یہ کہ تواریخ کے اول کتاب کے ۳ باب کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں
 دوسری قسمت چودہ کی جگہ اٹھارہ پشتیں بیان ہوئی ہیں تیسرا یہ کہ متی عوزیا کو

مذکور ہوا ہے وہ جو اُن سبکو مانتا اور مقرر ہوتا ہے عیسائی ہے اور وہ جو انجیل کی سب
بات مانتا اور عمل میں بھی لاتا ہے سو حقیقی عیسائی ہے خواہ گریک یا نستوری یا رمنی یا روم
کاتولک یا پروٹسٹنٹ اسکا نام ہو اور ہم صرف اُن رومن کاتولک اور گریک وغیرہ کو بت پرست کہتے
ہیں جو فی الحقیقت صورت اور صورت کو مانتے اور انکی پوجا کرتے ہیں *

دہم * آپ کہتے ہیں کہ اگر مینے اُن لوگوں کو یعنی استراس اور پائین اور ولٹائر
اور اسپنوزہ کو مسیحیہ لکھا تو کیا غضب کیا جواب یہ غضب آپ نے کیا کہ پھر ایک غرق اور
جھوٹ بات لکھی استراس پائین اور ولٹائر تو متکبرین میں سے تھے اور اسپنوزہ ایک یہودی
تھا اور اپنی بے ایمانی کے سبب یہودیوں کے مجمع سے بھی نکالا گیا *

[اس کے جواب میں وزیر خان صاحب لکھتا ہے کہ دو انگریزی ان سیکلو پیڈیا میں
کہا ہے کہ اسپنوزہ عیسائی ہو گیا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ لکھنوی اسے نے سہو و غلط کیا
کیونکہ معتبر جرمنی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مذہب کو چھوڑ دینے کے بعد کسی دوسرے
مذہب میں شامل نہیں ہوا مگر بعض عیسائیوں سے دوستی و رفاقت کا طریقہ رکھتا تھا لیکن اسی
بے ایمانی اور ملحدی میں آخر عمر تک گرفتار رہا چنانچہ کنفرس سائیس لیکزکن اور پیررس
انفرسال لیکزکن میں لکھا ہے اور خود اسپنوزہ کی کتابوں سے بھی اسکی بے ایمانی و ملحدی ظاہر اور
ثابت ہے اور انسائیکلو پیڈیا امریکا میں بھی یہی بات ہے اور بس *]

پاز دہم * جو جناب مرحلہ بستم میں لکھتے ہیں کہ جو بیچارہ متی نے نہیں کہا وہ بھی
آپ اُسکے سر تھوپے دیتے ہیں الخ تو یہ بھی آپ کی بیجا اور غیر مناسب باتوں میں سے ایک ہے
اور آپ لحاظ نہیں کرتے کہ متی کے حق میں جو حضرت مسیح کا حواری اور رسول تھا ایسے

کس طرح بیان کیا اور نہ انکی تفسیر سے ہمارا کچھ کام ہی کیونکہ مضمون ظاہر و آشکارا ہی مگر اتنا جانتا ہوں کہ اگر ان الفاظ میں کچھ مضمون ہی تو البتہ یہ ہے کہ اُس وقت اہل کتاب کے پاس یعنی عیسائیوں کے پاس ایک کتاب انجیل موجود تھی اور اُس وقت وہ انجیل صحیح بھی تھی اور یہ بات کہ اُس وقت کوئی اور انجیل عیسائیوں کے بیچ مشہور نہیں تھی مگر یہ جواب ہی اسکا بیان و ثبوت ہو چکا اور آپ بھی ایک جگہ کہتے ہیں کہ ہم اُس انجیل پر کہ حضرت مسیح کو وحی کی گئی ایمان لاتے ہیں پس آپ اُس انجیل کو ظاہر کیجئے اور بیچ میں لا کر بتائیے کہ یہ ایک اور انجیل ہی اُس سے کہ مسیحیوں کے بیچ میں ہمیشہ مستعمل تھی اور اب ہی یہ تو آپ سے برابر ہماری درخواست تھی مگر اب تک آپ نے اُس کو ظاہر نہیں کیا اور اس صورت میں کہ محمدی اس بات میں لاچار ہیں پس ایسے دعویٰ بیجا اور بے دلیل سے آپ مانگھ اٹھائیے اور انصاف پر اگر مقرر ہو جائیے کہ اب کی انجیل وہی اصل انجیل ہی فقط +

نہم + آپ کئی ایک جگہ کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ عیسائی آپ کو کہتے گریک یا رومن کنولک یا نستور یا پروٹسٹنٹ اب اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے محض تکرار کی راہ سے ایسا لکھا ہے تو بھی اوروں کی خاطر کے واسطے اسکا بھی جواب دو لگا پس متکرمین انکو کہتے ہیں جو نہ کلام و الہام نہ وحی اور نہ نبی اور نہ رسل کو مانتے بلکہ اُن سب سے انکار کرتے ہیں بدعتی وہی ہے جو بعض یا اکثر تعلیمات انجیل کی قبول نہیں کرتا اور اُورات انپر علاوہ دیتا ہے عیسائی وہی ہے جو انجیل کی سب تعلیمات تسلیم کرتا ہے مثلاً وحدت تثلیث مسیح کی الوہیت اُسکی انبیت اور شفاعت اُسکی موت اور قیام و عروج گناہ کی بخشش مسیح کے کفارہ اور فدیہ کے سبب سے اور روز انصاف و قیامت وغیرہ چنانچہ قانون اصولیہ دینیہ میں اختصاراً

اور یہ کہ وزیر خان کہتا ہے کہ تشریاتی ترجمہ میں انجیل کے سب صحیفے نہیں ہیں اور لاطینی ترجمہ میں غلطیاں بہت ہیں تو یہ مجھے بھی معلوم ہی سینے تو اُس صاحب کو اُس کا نشان دیا جہاں مارن صاحب نے یہ سب بات تفصیل وار بیان کی ہے مگر بات اسی پر نہیں کہ ہر ترجمہ میں انجیل کے سب صحیفے موجود ہوں اور ترجمہ غلط نہ ہو بلکہ اسی پر ہے کہ وہ ترجمہ محمد کے وقت سے آگے عمل میں آئے اور انجیل کے وہ صحیفے جو انہیں موجود ہیں موافق قدیم یونانی نسخہ کے اور مطابق اب کی انجیل کے ہیں یا نہیں یعنی وہی اناجیل اربعہ وہی کتاب اعمال اور وہی نامہ روم وغیرہ انہیں ہیں کہ نہیں اب ہمارے محققین نے جو بڑی دقت سے اُن ترجموں کی تحقیق و تفتیش کی ہے اس بات پر متفق ہیں کہ وہ ترجمے سیکڑوں برس محمد کے ایام سے آگے اصل یونانی انجیل سے اُن زبانوں میں ترجمہ کئے گئے ہیں اور مقاصد اور مطالب میں اُن قدیمی نسخوں اور انجیل کے اب کے ترجموں سے موافق اور مطابق ہیں اور یہی میرا مطلب ہے اور مارن صاحب اور سب دیگر کی کتاب اسناد میں بات مذکورہ تفصیل کے ساتھ مسطور ہوئی ہے اور اُن کتابوں میں وہ غلطیاں بھی بیان ہوئی ہیں جو اُن ترجموں میں واقع ہیں اور یہ بھی مذکور ہوا کہ کس واسطے بعض ترجموں میں انجیل کے سب صحیفے مندرج نہیں ہیں فقط +

ہشتم + اس میں جناب نے حق کہا کہ الفاظ اہل الکتاب سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اُن کی کتاب محرف نہ ہو مگر آپ نے یا تو سہواً یا قصداً ایسا بیان کیا کہ گویا میری بات صرف انہیں الفاظ پر تھی اور حال یہ کہ ان آیات میں تو یہ الفاظ بھی ہیں کہ فَسْأَلُ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ اور پھر یہ کہ فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اور پھر یہ کہ قُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي اُنْزِلَ الْيَنَّا وَاُنْزِلَ الْكِتَابِ اَبِمْ نَحْنُ جَانِبُ الْمُسْتَرِينَ اِنْ اِيَاتُكَ

معلوم ہے آپ اُن کتابوں کو دیکھ لیجیے اور قدیمی نسخے بعض اُن کے تمام انجیل ہیں اور بعض میں
 انجیل اربعہ اور بعض میں انجیل کے بعض صحیفے ہیں خلاصہ ان سب دلیل و لائل سے بالتمام واضح
 اور مثبت ہے کہ انجیل ہر وقت یہی تھی جو اب ہی فقط * اور اُسی مقام یعنی اسی دفعہ
 دوازدہم میں آپ کہتے ہیں کہ مارن صاحب خود لکھتے ہیں کہ جہاں میں کسی کتاب کے
 دو نسخے ایسے مختلف نہیں ہیں جیسے کوڈکس ہکتہ رینوس اور واطیکا نوس مگر یہ غلطی اور پھر آپ کی
 اُن باتوں میں سے ایک ہی جو آپ نے قصداً ناراست اور غیر حق نقل کی ہے مارن صاحب نے
 دوسری جلد کے ۱۲۲ صفحہ میں اس بات کو یوں لکھا ہے کہ اُن دو نسخوں کے بیچ میں
 زیادہ اختلافات قرات و نقل کے ہیں انجیل کے دو کسی اور قدیمی نسخوں کی نسبت
 پس مارن صاحب کا یہ قول کہاں اور آپ کا لکھا ہوا کہاں اور ویسا ہی آپ نے لوطر اور کاتوین کے
 قول کو بھی اول تو خلاف سمجھ لیا اور پھر مبالغہ کر کے خلاف واقع بیان کیا ہے *

(انجیل کے اُن نسخوں کی قدامت کے ثبوت میں وزیر خان صاحب کی دلجمعی
 کے واسطے دو تین علمائے کے نام لکھتا ہوں کہ جسکا ذکر مارن صاحب کی کتاب میں
 نہیں ہوا ہے مثلاً ڈاکٹر برودر پروفیسر گریسباخ اور فلکس گوسن اور مصنف اُس
 مقدمہ کا جو اُس یونانی انجیل کے آغاز میں ہے کہ ۱۸۴۸ء لندن میں چھپی ہوئی ہے یہ
 سب اُن علمائے مذکورہ کے ساتھ اُس بات پر متفق ہیں کہ انجیل کے دے نسخے ساتویں
 صدی سے پیشتر لکھے ہوئے ہیں پس اگرچہ بعض علمائے نے گمان کیا کہ شاید ساتویں صدی کے
 بعد لکھے ہوئے ہوں تو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ اکثر اور معتبر علمائے کے قول یہ ہیں کہ
 پیشتر اُس زمانہ کے لکھے ہوئے ہیں چنانچہ پروفیسر ہوگ نے بھی اپنی کتاب میں تفصیلاً بیان کیا ہے *

پائی گئی اور کہ کوڈکس الکسندر نیوس کی جلد میں اور کتاب بھی اُسکے ساتھ مجلد ہیں یہ سب
 آپ نے مارن صاحب کی کتاب میں دیکھا کہ اُسکی دوسری جلد میں یہ بات تفصیلاً بیان
 ہوئی ہے اور مجھے بھی آگے سے معلوم تھی اور میں نے میزان الحق میں اُن باتوں کو صرف خوف
 تطویل کے واسطے نہیں لکھا مگر اسے یہ کہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ گویا وہ نسخے معتبر نہیں
 جیسا آپ کہتے ہیں البتہ ہمارے علمائے کے قول آپ کی بات سے کہ علم اور زبان یونانی
 سے واقف نہیں اور اُن نسخوں کو نہ دیکھا نہ پڑھا ہے زیادہ معتبر اور قوی تر دلیل ہے
 انھوں نے تو وہ نسخے وقت سے دیکھے اور مقابلہ کیے ہیں اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ
 کہ تعلیمات و گزارشات و احکام انجیل جیسے اب کی انجیل میں ہیں ویسے ہی اُن قدیمی نسخوں
 میں بھی ہیں اور اس لحاظ سے وہ قدیمی نسخے معتبر دلیل ہیں کہ وہی انجیل جو اب ہی محمد کے
 وقت میں اور اُسکے آگے بھی یہی انجیل تھی اور کبھی کوئی اور انجیل مسیحیوں کے پیچ متعمل نہ تھی
 مگر یہی اور یہی بات انجیل کے قدیمی ترجموں سے بھی ثابت اور مدلل ہے مثلاً سورمانی اور لاطینی
 کہ دوسری صدی میں اور کوپلی کہ تیسری صدی میں اور آرمینی کہ پانچویں صدی میں اصل
 انجیل یونانی سے ترجمہ ہوئی ہیں دیکھیے مارن کی دوسری جلد ۵۶ صفحہ سے اور ہوگ کی پہلی
 جلد صفحہ ۳۴۷ سے ۳۹۲ تک اور یہ ترجمہ اُس ایام سے آج تک سورمانی اور مصری اور آرمینی
 اور ایطالیہ کے عیسائیوں کے پاس موجود ہیں اور اُن ترجموں سے بھی موافق ہیں جو پرتشنت
 کے پاس ہیں پس محمد کے وقت نہ مانیکوئی اور ایونیوئی انجیل کہ بدعتی تھے بلکہ مذکورہ عیسائیوں
 کی انجیل شام اور عربستان اور مصر اور روم میں مشہور اور متعمل تھی اور یہ ترجمہ قدیمی نسخوں
 سے موافق اور اب کی انجیل سے مطابق ہیں چنانچہ مارن اور ہوگ وغیرہ کی کتابوں سے بھی

جو اپنے مفید نہ دیکھا قرآن سے نکال دیا ہی اور گمان ہی کہ علی کو نبی کی طرف سے اشارہ
 یا حکم ہوا تھا کہ قرآن کے جمع اور تالیف کرنے میں انکی مدد کچھ نہ کرے کیونکہ ظاہری کے اول مرحلہ
 میں مخالفین اُسکی مدد سے انکار کریں گے اور کہیں گے کہ تیرے نسخہ سے ہمارا کچھ کام نہیں ہی لہذا
 علی نے اپنے نسخہ کو پنہان رکھا اور اُسکے بعد جب چاہتے تھے کہ کسی تدبیر سے اُس نسخہ کو اُس سے
 لے لیں تاکہ جلادیں اور برباد کریں پس اُسے اور بھی زیادہ کوشش سے اُسکو چھپا دیا اور اُسوقت
 سے اُسکے خاندان کے پاس رہا اور اب امام وقت کی حفاظت میں ہی فقط انتہائی نقل [
 ہفتم : آپ کہتے ہیں کہ دسے کو ڈکس یعنی انجیل کے دسے قدیمی نسخے جنکا ذکر
 میں کتاب میزان الحق میں کیا محمد سے آگے نہیں جیسا میں لکھا ہی بلکہ محمد سے پیچھے لکھے ہوئے
 ہیں مگر آپ کی یہ بات بھی راست نہیں اور آپ نے پھر قصداً مارن صاحب کی کتاب سے
 خلاف واقع بیان کیے ہیں صاحب موصوف نے اپنی کتاب کی دوسری جلد میں اُن قدیم
 نسخوں کا بیان کر کے ذکر کیا کہ بعض علما مثلاً دسے جنکا نام آپ نے اُس کتاب سے نقل کیا
 یہ گمان کرتے ہیں کہ شاید دسے نسخے ساتویں صدی کے بعد لکھے ہوئے ہوں مگر اکثر
 مصححین چنانچہ مارن صاحب بھی اُسی مقام میں بتاتا ہی اس بات پر متفق ہیں کہ دسے
 نسخے ساتویں صدی سے آگے یعنی محمد کے وقت سے آگے لکھے گئے ہیں مثلاً گربتی شولرج
 ویطیاستین و دبد مونتھا، سون ہوگ وغیرہ مارن کے مذکورہ مقام کے سوا دیکھے
 پروفیسر ہوگ کی کتاب کی پہلی جلد ۲۵۲ صفحہ سے ۲۶۳ تک اب اُن ناموں سے اپنی
 آنکھ بند کرنا اور قصداً خلاف لکھنا اور بعض کو کل کہنا یہ کیا انصاف ہی اور یہ کہ اُن
 نسخوں میں بعض اوراق کھو گئے اور بعض بوسیدہ ہیں اور کہ کتابوں کی غلطی بھی اُن نسخوں میں

جنگو عیسائی لوگ ہر وقت مرتد جانتے اور انکے قول سے انکار کلتی رکھتے تھے جواب الزامی
 نکال دینا محض اُس صاحب کی خوش فہمی ہی اور بس مینے تو قرآن کے اگلے نسخوں کے جملانے
 کی بات کتاب شکات سے نکال دی اور وزیر خان نہ یہ کہہ سکا کہ یہ کتاب مشہور
 معتبر نہیں نہ یہ کہ وہ بات اُس میں پائی نہیں جاتی ہی پس میری بات سچ اور
 درست ٹھہری + پھر وہ صاحب کہتا ہی کہ ہزاروں آدمی اُس کام میں یعنی قرآن کے
 جمع اور تصحیح کرنے میں شریک تھے سو یہ بھی ایک غلط بات ہی کیا اُس نے شکات کی اُسی
 حدیث میں نہیں دیکھا کہ عثمان نے اُس امر کے واسطے صرف اُن چار اشخاص یعنی
 زید ابن ثابت اور عبداللہ ابن الزبیر اور سعید ابن المعاص اور عبداللہ ابن الحارث
 ابن ہشام کو مقرر کیا تھا اور بس + پھر اُن باتوں کے سوائے جو مینے میزان الحق
 میں مشہور شیعوں علماؤں کی کتابوں سے نقل کر کے لکھ دیا یہاں وزیر خان صاحب
 کی خاطر داری کے لیے وہ بات بھی مسطور کرتا ہوں جو اسی مطلب کے بیان میں
 ملا محمد رضا ہمدانی نے اُس کتاب میں مذکور کیا کہ اُس نے پادری ہنری مرتین صاحب
 کے رسالہ کے جواب میں قریب تیس برس اُسے آگے شہر شیراز میں تالیف کی او
 یوں لکھا ہی کہ اگر قرآن شریف کی آیتوں کی ترتیب پر اعتراض کیا جاوے تو
 ہم مقرر ہیں کہ بعض آیات کی ترتیب و تسلسل میں نقص و قصور معلوم دیتا ہی اور
 اُس کے کئی سبب ہیں چنانچہ ایک سبب متالفین نخستین کی جہالت اور کم علمی تھی
 کیونکہ خلفاء عمر و عثمان نے کہ حق سے کچھ علم نہ رکھتے تھے قرآن شریف کو تالیف
 اور جمع کیا ہی اور ایک حدیث معتبر میں منقول ہی کہ اُنھوں نے بعض آیات کو

اُس امر کے بعد محمدی بہ تحقیق نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا اب کا قرآن اصل قرآن ہی اگر عثمان صرف
سورتوں کی ترتیب اُتار کر تا جیسا سنتی کہتے ہیں تو چاہیے تھا کہ اگلے نسخوں کو خراب نہ کرتے
تاکے مقابلہ سے تحریف و تبدل کا شبہ دور ہو جاتا پس اُنکے سب کے سب جلا دینے سے
کچھ اُتر بات نہیں نکلتی مگر یہ کہ یا تو عثمان نے قرآن کو فی الواقع کم کر دیا ہی یا یہ کہ
اگلے نسخے ایک دوسرے سے ایسے مختلف تھے کہ معلوم نہوا کہ صحیح کون اور اصل کون ہی پس اس
فرق و اختلاف کے چھپانے کو سب نسخے جلا دیئے ۔

(جو وزیر خان صاحب نے ان باتوں کے اُتر میں اپنی کتاب میں صفحہ ۱۴۵ سے
۸۱ تک مذکور کیا ہے تو اُسکا جواب دو چار باتوں میں ادا ہو گا اس مضمون سے کہ اگرچہ
میں نے میزان الحق میں اُس حدیث کا ذکر کیا ہے جو عمر ابن الخطاب سے قرآن کی قرات
کے باب میں منقول ہے تو اُسکو صرف اس واسطے مذکور کیا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ خود محمد
کے ایام میں بھی قرات کے مرحلہ میں اختلاف تھا نہ اس واسطے کہ اُس سے قرآن کے تغیر و
تبدیل ثابت کروں بلکہ اس بات کا ثبوت دینے اُس حدیث سے نکالا جس میں کہا ہے کہ
عثمان خلیفہ نے قرآن کو تصحیح دے کے اُسکے اگلے نسخوں کو سب کے سب جلا دیا ہے پس میرا
اشارہ اس پر تھا نہ قرات پر لہذا میرا یہ قول کہ اُس صاحب نے قصداً میری بات الٹی
بیان کی ہے درست اور بجار نا ۔ پھر یہ کہ صاحب موصوف نے اپنے جواب الزامی میں
بعثیوں اور منکرین مثل ابیونیون اور مدسیون وغیرہ کی طرف اشارہ کر کے لکھا ہے
کہ اُن لوگوں نے بھی ہر طرح کی بات انجیل اور توریت اور حواریوں کے اور موسیٰ کے
حق میں کہی ہے اور اپنے نسخے انجیل میں کم و بیش کیئے ہیں تو ظاہر ہے کہ ایسوں کے قول سے

مسلمانوں کو دھوکا دینے کے واسطے میزان الحق میں کاتبوں کے سہو و غلطیاں ذکر نہیں
 کہیں مگر یہ پھر آپ کا قول اور ایک غیر حق بات ہی کیا آپ کو یاد نہیں تھا کہ صفحہ ۴۲
 صفحہ کے آخر میں لکھا کہ کتب مقدسہ میں تیرہ سو چودہ سو برس کے عرصہ میں کاتبوں کا
 سہو از قسم تبدیل اعراب و حروف و الفاظ بہت ساد قوع ہیں آیا مگر اسی مقام میں یہ بھی
 کہا کہ باوجود ان سہو کے سب نسخے مطلب اور مضمون میں موافق اور مطابق ہیں پھر آپ نے
 میزان الحق سے ہمارے یہ الفاظ نکال لیے کہ اگر محمدی مسیحیوں کی مشہور و معتبر کتابوں سے
 ایسی باتیں (یعنی اختلافات و قرأت) توریت و انجیل کی بابت نکال لیں تو البتہ انکا یہ
 ادعا کہ کتب مقدسہ تحریف ہوئی ہیں سچا نہوتا اب دسے باتیں جو حلقے میں ہیں جناب نے علاوہ
 کہیں اور قصداً جھوٹ لکھی ہیں مینے تو اس مقام میں کسی بات سے اس اختلاف کی طرف
 جو قرآن کے اعراب اور قرأت میں واقع ہیں اشارہ بھی نہیں کیا ہی بلکہ ۴۴ صفحہ سے
 ۴۹ تک مینے تفصیلاً شیعی لوگوں کی وہ بات ذکر کی ہے جو کہتے ہیں کہ عثمان نے قرآن کو
 کم کر دیا اور بعض آیات اور سورۃ اصل قرآن سے نکال لی ہیں اور پھر دسے باتیں جو
 کتاب مشکات سے مینے مسطور کہیں کہ عثمان نے قرآن کو تصحیح دسے کے اور اپنا نسخہ مشہور
 کر کے اگلے نسخوں کو سب جلا دیا اس امر کے حق میں مینے کہا کہ اگر محمدی الخ اب قرآن سے
 سورۃ نکال لینا اور اسکے سب اگلے نسخوں کو جلا دینا اور بات ہی اور اختلاف قرأت
 اور ہی اور میری ان باتوں کو اختلاف قرأت کہنا یہ البتہ قصداً جھوٹ لکھنا ہی اگر
 کسی ظالم عیسائی بادشاہ نے انجیل کی بابت کبھی کوئی ایسا کام کیا ہوتا جیسا عثمان نے
 کیا تو البتہ پھر اس دعویٰ کو نہیں کر سکتے کہ انجیل اپنی اصل پر ہی اور ظاہر ہی کہ عثمان کے

ہیں + خامساً پھر آپ کہتے ہیں کہ چونکہ فرضی انجیلیں بہت سی تھیں تو اس صورت میں ہرگز
یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اس انجیل کے اقوال کتنے کتنے اناجیل اربعہ میں تقیماً آئے ہونگے مگر
یہ بھی صرف آپکا خلاف بیان ہی اور بس سچ ہی کہ اگلے دنوں میں فرضی یا جعلی انجیلیں
بہت تھیں جنکو ہم لوگ اپوکریفیکل انجیل کہتے ہیں اور انکے بعض نام آپ نے ہماری
کتابوں سے نقل کیے ہیں مگر ان کتابوں میں سے آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ وہ
کتاب کبھی اناجیل اربعہ کے برابر نہیں گنی گئیں بلکہ اول ہی سے جمہور علمائے مسیحیہ نے
انکو غیر حق اور جعلی جان کر رد کیا ہی چنانچہ مارن صاحب نے بھی پہلی جلد کے اخیر میں اس بات کا
تفصیلاً بیان کیا ہی صرف بعض بدعتی لوگ بعض کو انہیں سے مانتے تھے مگر مسیحی لوگوں
نے انکو کبھی حق نہ جانا اور نہ کبھی قبول کیا اب ایسی کتابوں سے جنکو جمہور عیسائی
اول ہی سے غیر حق اور جعلی جانتے تھے گو انکے مصنفوں نے انکا نام انجیل ہی رکھا ہو
کیا اصل انجیل کی صحت پر کچھ شبہ یا خلل آگیا لہذا ظاہر ہے کہ آپکا شبہ اور دعویٰ بیجا
اور بے اصل ہی اور ایک ایسی بات ہے کہ کوئی کہے اس صورت میں کہ بہت حدیثیں
غیر حق ہیں پس قرآن کے واسطے صحت کا شبہ ہی یا کوئی محمدی کہے کہ غیر معتبر حدیث
اور قرآن یکساں ہیں فقط

[جو وزیر خان صاحب نے اس دفعہ کے جواب میں اپنی کتاب میں ۱۴۹
صفحہ سے ۱۶۵ تک لکھا ہی ان سب باتوں کا جواب ان اوراق کے ۲ و ۳ و ۴
و ۵ مقصدوں کے ضمن میں بخوبی ادا ہوا ہی ان مطلبوں کو دیکھ لیجئے +]
ششم + جناب نے آخر خط کے مرحلہ دوم میں ایسا لکھا ہی کہ گویا مینے

گذارشات لکھے ہوئے تھے اور انھوں نے اُس سے نقل کیا متی نے بہت اور مارقس اور
 لوقا نے تھوڑی نقل کی مگر ٹارن صاحب اُسی جگہ بتاتا اور مدلل کرتا ہے کہ قول مذکورہ
 باطل اور اُن علمائے کی بات قابل تسلیم نہیں ہے اور کیا ٹارن صاحب کی یہ بات آپ نے
 نہیں دیکھی پس قصداً ایسا خلاف واقع بیان کرنا یہ کیا انصاف ہے ہاں متی کی
 انجیل کی بابت بعض علمائے کا یہ گمان ہے کہ اول عبرانی میں لکھی ہوئی تھی اور بعد یونانی
 میں لیکن اکثر اس بات پر متفق ہیں کہ متی نے بھی یونانی میں لکھا ہی اسکا بیان ٹارن کے
 ۴ جلد کے ۲۶۶ صفحہ میں دیکھیے * رابعاً پھر اُسی جگہ آپ لکھتے ہیں کہ موافق قول آپ
 ہی کے علمائے کے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل لکھی نہیں گئی اور اگر لکھی بھی گئی ہو تو مفقود
 ہے اب ایسی جھوٹ بات کے جواب میں کیا کہیں اُن علمائے کا نام اور کتاب جس میں
 ایسی بات ہے آپ نے کس واسطے مسطور نہیں کیا ہے اور کیا آپ کو لحاظ نہیں آیا ایسی
 بات کہنا ان سب اسناد اور دلیل کے روبرو جو ٹارن صاحب نے اپنی کتاب کی ۴ جلد
 کے دوسرے حصے میں انجیل اور انجیل کے ہر ایک صحیفہ کے حق اور اصل ہونیکے بیان میں
 مفصل منقول کی ہیں اور ضرور آپ کے دیکھے ہوئے بھی ہیں یہ البتہ ہے کہ مسیح نے
 خود اپنے ہی ہاتھ سے انجیل نہیں لکھی بلکہ اپنے حواریوں کے ہاتھ سے الہام کی راہ
 سے لکھوائی اور یہ بھی درست ہے کہ حواریوں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخے اب
 موجود نہیں ہیں مگر اُس بات کو ایسا بیان کرنا اور کہنا کہ انجیل لکھی نہیں گئی یہ
 بعینہ ایسی فاحش جھوٹ بات ہے کہ گویا میں کہوں کہ قرآن لکھا نہیں گیا اور یہی نہیں
 کس واسطے کہ وے اوراق اور صحیفے جن پر محمد کے اصحاب نے قرآن کو لکھا تھا مفقود

قول کے مطابق ہی اگر بعض نے الہام و وحی کے حق میں خلاف واقع بیان کیا ہے تو کیا اس سے
 ثابت ہوگا کہ انجیل الہام سے نہیں لکھی گئی ہے اور کیا آپ نے نہیں دیکھا جو ٹارن صاحب
 کی پہلی جلد میں توریت اور انجیل کے الہام و وحی سے لکھے ہونے کی بابت تفصیلاً بیان اور
 مدلل ہوا ہے اور پھر وہ جو ۴ جلد کے دوسرے حصے میں انجیل اربعہ اور مکتوبات کے حق اور
 اصل ہونیکے بیان میں مفصلاً مسطور ہے اگر آپ ابواب مذکورہ کو غور اور انصاف سے
 دیکھتے اور حق گوئی پر آتے تو یہ بات کبھی نہ کہتے کہ انجیل غیر الہامی اور مصنوعی ہے
 اور پھر یہ بھی دیکھیے جو بیشوب ویلسن کی کتاب اسناد کی پہلی جلد میں اور پھر ہالڈین
 صاحب کی کتاب اسناد کی پہلی جلد میں اور پھر وہ جو ڈاکٹر کمینگ اور پھر وہ جو ڈاکٹر
 میل وین اور وہ جو ڈاکٹر گوٹسن صاحب کی اسناد کی کتابوں میں انجیل کے حق اور
 الہامی ہونے کے بیان میں مفصلاً لکھا ہوا ہے اور میزان الحق کے دوسرے باب کی
 ۷ فصل میں بھی مینے بیان اور ثابت کیا ہے کہ حواری رسول اور صاحب معجزہ تھے
 اور وحی اور الہام انکو پہنچا تھا اور رسالت اور الہام کا دعویٰ بھی کرتے تھے مگر آپ نے
 ان سب باتوں کو قصداً اپنی نظر سے ڈالا ہے۔ ثالثاً پھر آپ کہتے ہیں کہ انجیل عبرانی میں
 لکھی گئی اور کئی ایک علمائے کے نام اس بات کی دلیل بناتے ہیں اب یہ بات اور ان
 علمائے کے نام آپ نے ٹارن صاحب کی ۴ جلد میں دیکھے یعنی اس نسخہ کی جو تھی جلد
 میں جو آپ کے پاس تھی مگر قصداً خلاف واقع بیان کیا کیونکہ نہ وہاں تو ساری انجیل بلکہ
 صرف متی اور مرقس اور لوقا کا ذکر ہے اور ان مصنفوں کے قول کا یہ بیان ہے کہ کہا
 شاید متی مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک ایسا صحیفہ تھا جس میں حضرت مسیح کے

۱۲ باب کی ۲۷ آیت کو پراسیٹے معلوم ہو کہ اس عورت کا فعل ایک عمل بد اور گناہ ہے پس عورت کو نصیحت کی راہ سے کہا کہ جا اور پھر گناہ نہ کر فقط پھر وہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہہ ورس توریت کے محرف ہونیکے لیے ایک معقول دلیل ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آیہ رجم توریت میں موجود تھی اور اب وہ حکم بالکل مفقود ہے مگر ایسی بات صرف اس صاحب کی خوش فہمی اور تعصب خلاف پردلالت کرتی ہے اور بس کیونکہ استثناء کے ۲۲ باب کی ۲۲ آیت میں صاف کہا ہے کہ زانی اور زانیہ دونوں مار ڈالے جاویں مگر ارڈالنے کا طور معین نہیں کیا گیا لیکن اسی باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں تعین ہو کر کہا ہے کہ منگیتر لڑکی جب زنا کرے تو اسکو پتھر اڑ کر کے دونوں زانی اور زانیہ کو اسی طرح قتل کریں اب ان آیتوں نسبت یہود زانیہ کو خواہ منگیتر خواہ جو رو ہو سنگسار کرنے تھے پس آیہ رجم مفقود نہیں ہوئی بلکہ اب بھی توریت میں موجود ہے فقط۔

پنجسم۔ جو آپ نے خط مورخہ ۹ جون میں انجیل کے غیر حق اور غیر الہامی اور مصنوعہ ہونے کی بابت تطویل سے لکھا تو اسکا جواب یہہ ہے اولاً محمد یوں سے مباحثہ اس بات پر نہیں ہے کہ انجیل الہام سے لکھی ہوئی اور حق اور خدا سے ہے کہ نہیں اور کس طرح اسکے صحیفے ایک جلد میں جمع ہوئے ہیں کیونکہ کوئی دیندار محمدی انجیل کا حق اور خدا سے ہونیکا شک نہیں لاسکتا بلکہ صرف اس بات پر ہے کہ اب کی انجیل وہی ہے جو محمد کے وقت میں تھی یا نہیں مگر اس مطلب سے آپ کے وہ اعتراضات کچھ علاقہ نہیں رکھتے۔ ثانیاً وہ علمائے جسکو آپ نے انجیل کے غیر الہام ہونیکے لیے اپنا دلیل بنایا تو انکے قول بالفرض اگر آپ نے خلاف نہیں سمجھے اور راست بھی نقل کیے ہوں پر ہمارے مستند علیہ نہیں اور نہ جمہور مسیحی علمائے

اصل انجیل ہی وہ جس ویروس ریڈنگ خواہ سہواً خواہ قصداً عمل میں آئے ہوں صرف
اُس وقت کتاب کی تحریف کی دلیل ہو گئے کہ معلوم ہوا کہ اُنکے سبب سے کتاب کا اصل اور
عمدہ مطالب و مقاصد اور ہو گئے ہیں پس محمدیوں کا دعویٰ صرف اُس حال میں درست
بجا ہو گا کہ ایک ایسی انجیل لاویں کہ مسیحیوں کے بیچ اگلے دنوں میں مشہور و مستعمل تھی
اور اب کی انجیل سے اُور طرح کی ہونا نہ یہ مضمون آگے بھی گزرا اور جب تک اس بات کو
عمل میں نہیں لائے ویروس ریڈنگ کی طرف اشارہ کرنا اُنکو کچھ مفید نہ ہو گا اور یہ بھی
جاننا چاہیے کہ وے آیات اور جملے اور الفاظ کہ مارن صاحب نے باب مذکورہ میں ذکر کیے
اور تفصیلاً بتائے ہیں کہ وے سب غلط کس وجہ سے سہواً اور بعض قصداً بھی عمل میں آئے
اور متن میں داخل و الحاق ہوئے ہیں اب سب مشتبه نہ رہے ہیں بلکہ اکثر اُن غلط کے ہمارے
مصححین کی محنت و وقت سے درست و تصحیح ہوئی ہیں چنانچہ مارن صاحب نے بھی اُسی باب
میں جسے وزیر خان صاحب نے ویروس ریڈنگ کا بیان نکال لایا ہے اس بات کو ۱۷۴
صفحے ۲۰۳ تک بنایا اور تفصیلاً بیان کیا ہے مگر ان باتوں کو وزیر خان نے تعصب
کی راہ سے قصداً اپنی نظر سے ڈال دیا ہے فقط یہ پھر صاحب موصوف کہتے ہیں کہ یوحنا کے
۸ باب کی پہلی آیت سے ۱۱ تک غیر صحیح ہونے سے ایک بڑا مسئلہ اولٹ گیا مگر یہ بھی ایک غلط
بات ہے اُن آیات سے خواہ صحیح یا غیر صحیح ٹھہرائی جاویں کسی طرح سے نہ انجیل کا اور نہ توریت کا
کوئی مسئلہ اولٹا نہیں ہوا ہے وے آیات انجیل کی کسی تعلیم و حکم و گزارش سے کچھ علاقہ
نہیں رکھتی ہیں اور مسیح نے اُس عورت کے امر میں بھی کچھ حکم نہیں دیا ہے کیونکہ حاکم کا کام
داخل کرنا اسکا مطلب اور مقصد نہ تھا دیکھئے لوقا کے ۱۲ باب کی ۱۲ آیت اور یوحنا کے

شہادت کی خبر نہ اسکی موت اور قیامت وغیرہ انہیں ہی تو آپکا دعویٰ ثابت
ہوتا مگر جب تک آپ یہہ امر عمل میں نہیں لائے آپکا قول محض ایک دعویٰ
بلا دلیل ہی اور بس *

[اب اسکے جواب میں وزیر خان صاحب نے کہا ہی کہ دیروس ریڈنگ کا
ہونا عین تحریف ہی اور کہ ان آیات کے سوا اور آیات ہیں کہ مشتبہ ہیں تو یہہ
بھی معلوم ہی کہ ہمارے محققین کی کتابوں میں مثلاً مارن وغیرہ میں بعض اور
آیات کا بھی ذکر ہی مگر عمدہ ترین آیات مشتبہ کی وہی ہیں جنکو مینے ذکر اور چھٹوں
مقصد میں تفصیلاً بیان کیا ہی اور جو کوئی ان آیات پر نظر کرے اور ان آیات کو
جو مارن صاحب نے اپنی کتاب کی دوسری جلد میں دیروس ریڈنگ کے بیان میں لکھا
ہی اور جس سے وزیر خان نے اپنی سب بات لکالی ہی اگر کوئی ان سب کو انصاف کی
نظر سے دیکھے اور انجیل سے مقابلہ کرے تو اُسکو خوب معلوم و یقین ہوگا کہ ان آیات اور الفاظ
مشتبہ کے سبب سے انجیل کی کسی تعلیم یا حکم یا گزارشات کو کچھ خلل نہیں آیا ہی اور کہ ہمارے
محققین کی بات راست اور درست ہی کہ باوجود ان سب دیروس ریڈنگ کے پھر بھی انجیل
کے سب نسخے اصل مقاصد و مطالب میں بعینہ موافق و مطابق ہیں یعنی سب میں وہی تعلیمات
وہی احکام وہی نصائح وہی گزارشات ہیں سب میں مسیح کی وہی خاںات و واردات وہی
معجزات و تعلیمات و احکام ہیں سب میں اسکی انبیت والوہیت اسکی موت و قیام و عروج
سب میں تعلیم تثلیث و مسیح کی شفاعت و نجات اور حواریوں کی رسالت و معجزات مذکور
مستور ہیں لہذا ہم کہتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ انجیل تحریف و تبدیل نہیں ہوئی بلکہ وہی

نہیں صرف شبہ ہی اس لیے کہ وہ آیات سب قدیم نسخوں میں نہیں پائی گئی ہیں اور
 فرض کریں کہ فی الحقیقت غیر صحیح ہوں تو بھی اُنکے مضمون سے ظاہر ہی کہ اُنکے غیر صحیح ہونے
 کے سبب نہ انجیل کی کوئی تعلیم نہ کوئی حکم اور نہ کوئی گزارش بدل گئی ہے اب اگر
 آپ کو ذرا بھی انصاف ہو تا تو کبھی یہ بات نہیں کہتے کہ ان دیروس ریڈنگ کے سبب
 انجیل تحریف ہوئی ہے کیونکہ انھیں مصححین نے جنھوں نے انکو بیان کیا انھیں مقابل
 میں یہ بھی کہا چنانچہ مذکور ہوا کہ سب نسخہ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ باوجود اس
 تحریف درحروف اور الفاظ و شبہ در بعض آیات کہ پھر بھی کچھ ایسی غلطیاں
 ہمنے نہیں پائیں جسے کسی حکم یا کسی تعلیم یا کسی گزارش میں کچھ خلل آیا ہو یا انجیل کا
 مضمون تغیر و تبدیل ہوا ہو اور کیا اُنکی یہ بات آپ نے نہیں دیکھی اور اُنکی اس
 گواہی سے آپ نے انصاف کی اُنکھ کو واسطے بند کی جناب نے کو واسطے اس تفصیل و
 بیان پر کچھ لحاظ نہ کیا جو مارن کی دوسری جلد کے پہلے حصے کے ۵ باب میں
 اور پھر میکا ایلیس کی پہلی جلد کے ۶ باب میں انجیل کے دیروس ریڈنگ کے بیان
 میں مفصلاً مذکور و مسطور ہے اور کیا اس بات سے کہ آپ نے اُن مصححین کے بیان
 اور گواہی پر کچھ بھی توجہ نہیں کی آپ کا تعصب خلاف اور تکرار بیجا ثابت نہیں ہوتا
 لازم اور واجب یہ تھا کہ آپ یا تو ہمارے علمائے کی گواہی انجیل کی صحت
 اور اصلیت کے حق میں قبول کرتے یا زبان یونانی سیکھ کر قدیمی نسخوں کو خود مقابلہ
 کرتے اور اگر مقابلہ کے بعد آپ بتا سکتے کہ قدیم نسخوں کے مطالب اور ہیں اب کی انجیل سے
 مثلاً انہیں نہ مسیح کی الوہیت اور نہ تثلیث ہی نہ مسیح کی ابنیت اور نہ اسکا کفارہ

سے منسوب ہی اور اگر یہ بات کہ ویروس ریڈنگ اتنے بہت ہوں اور پھر بھی انجیل کا مضمون
تغیر و تبدیل نہیں پایا ہو وزیر خان کی سمجھ میں نہیں آتی ہے تو کچھ تعجب نہیں
اول تو طرفداری اور تعصب خلاف اُسکا روک ہے اور پھر یہ کہ وہ زبان یونانی نہیں جانتا
اور اس سبب سے ویروس ریڈنگ کی کیفیت اُسکو معلوم نہوگی اور نہیں سمجھ سکتا کہ
کون انہیں سے مضمون سے علاقہ رکھتا اور کون صرف نقطہ و حروف وغیرہ سے منسوب ہے لہذا
میں نے کہا کہ اس باب میں بات کرنے سے آگے اُسکو تحصیل علم زبان یونانی
درکار ہوگی +

چہارم + آپ نے بار بار لکھا کہ میں نے انجیل کی تحریف با چند دلیل ثبوت میں
پہنچائی تو اس میں اتنا سچ ہے کہ اُسکا دعویٰ جناب نے بہت جگہ کیا ہے مگر کوئی اور
دلیل نہیں لائے صرف وہی ویروس ریڈنگ جسکی خبر آپ کو ہماری کتابوں سے ملی ہے
اور انہیں سے وعدہ و آیات انجیل بھی ہیں جسکی طرف آپ نے اشارہ کیا یعنی پہلے یوحنا
کے ۵ باب کی ۷ و ۸ آیتیں اور یوحنا کے ۸ باب کی پہلی سے ۱۱ آیت تک جسکو اکثر
مصححین مشتبه جانتے ہیں اور اُسی جگہ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسی آیات اور بھی
بہت ہیں مگر یہ پھر آپکی غلط باتوں میں سے ایک بات ہے اور بس کیونکہ اسکے سوا
صرف دو آیات اور ہیں جسکی صحت پر شبہ ہے یعنی یوحنا کے ۵ باب کی ۴ آیت اور
اعمال کے ۸ باب کی ۷ آیت اور پھر دو مقام ہیں جسکی بابت نہ صحت کا بلکہ صرف
مقدم و موخر کا شبہ ہے یعنی رومیوں کے ۸ باب کی پہلی آیت اور ۱۴ باب کی
۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اُن چار آیتوں کا غیر صحیح ہونا یقین

میں اختلاف ہی پس ظاہر ہے کہ بالجزم نہیں کہہ سکتے کہ قرآن کی اصل عبارت باقی ہے
یا سب تحریف ہوئی بلکہ ہر ایک پر صدق اور کذب کا احتمال ہے تو کیا محمدی ایسی بات کو
محض غرور اور کمال ہو قونی نہیں جانینگے اور نہیں کہینگے کہ تو اول عربی سیکھو اور بعد اسکے
قرآن کی قرأت کے باب میں بات کر۔

(اب ان باتوں کے جواب میں وزیر خان صاحب کو لازم تھا کہ ہمارے
معتبر محققین کی کتابوں سے ایک ایسی بات لاتا جس میں کہا گیا ہو کہ ویروس ریڈنگ کے
سبب انجیل کا اصل مطلب و مقصد گم ہوا اور تعلیمات و احکام وغیرہ میں فرق پڑا اُس وقت
البتہ ہمارا جواب ہوتا مگر اس بات میں وہ لاچار تھا کیونکہ کوئی ایسی بات کسی نے
انہیں سے نہیں لکھی ہے پس قصداً بات اولیٰ کر کے ایسی باتوں سے جواب دیا کہ صرف
کاتبوں کے سہ سے منسوب ہیں اور کہا کہ ویروس ریڈنگ بہت ہیں اور ہر حال میں
معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں سے کون اصل و صحیح ہے اور کون خلاف ہے اور کون الحاق
کیا گیا اب یہ بات سچ ہے کہ ویروس ریڈنگ بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے
نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے مگر ہماری بات اس پر نہیں تھی بلکہ اس پر کہ باوجود ان
سب ویروس ریڈنگ اور الحاق کے پھر بھی انجیل تحریف و تبدیل نہیں پائی ہے
یعنی اسکی تعلیمات و احکام وغیرہ میں فرق نہیں ہوا بلکہ ہر وقت وہی انجیل تھی
جواب ہے چنانچہ ہمارے محققین نے بتایا اور گواہی دی ہے اور انھوں نے یہ بھی کہا
کہ ڈیرہ لاکھ ویروس ریڈنگ ہیں سے اکثر نقطوں اور حرفوں سے علاقہ رکھتے ہیں
نکلمات اور مضمون سے بلکہ پانچ ہزار میں صرف ایک ایسا اختلاف ہے کہ آیت کے مضمون

جواول میں تھی یعنی قدیم نسخے اور قدیم ترجمے اور قدیم مسیحی معلموں کی کتابیں بوقت
 تمام مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ انجیل میں نہ کم و بیش نہ کچھ تغیر و تبدل ہوئی ہو بلکہ
 نسخوں میں وہی انجیل اربعہ وہی کتاب اعمال اور وہی نامحبات ہیں اور سب میں وہی تعلیمات
 اور وہی احکام ہیں فقط اور میکا ایلیس نے بھی اپنی کتاب کی پہلی جلد کے ۶ باب ۵ فصل
 میں اور دوسری جلد ۴۱۴ اور ۴۱۸ صفحہ میں اس بات پر گواہی دی ہے اور مباحثہ
 کے وقت بھی ہماری یہی بات تھی ہاں میں دیریوس ریڈنگ یعنی کاتبوں کے سہو کا مقرر
 چنانچہ رسالہ دینی مباحثہ میں (اور ان اوراق کے چھٹوں مقصد میں) اسکی تفصیل آئی
 اب اس پر آپ کہتے ہیں کہ میں نے انجیل کا تحریف قبول کیا مگر یہ ایسی بات ہے گویا میں کہوں
 اس حال میں کہ آپ قرآن میں اعراب و قرأت کے اختلاف کے مقرر ہیں پس آپ نے
 قرآن کا تحریف اقبال کیا ہے اور یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ انجیل میں اختلاف عبارت
 اتنے بہت ہیں کہ بالجزم نہیں کہہ سکتے کہ یہ اصل مصنف کی عبارت ہے یا تحریف تو
 یہ صرف آپ ہی کا قول ہے اور بس اور آپ تو یونانی نہیں جانتے اور اتنا بھی لیا
 علم نہیں رکھتے کہ دو نسخے کیا بلکہ دو آیت بھی اصل زبان میں مقابلہ کر نہیں سکتے
 پس آپ کی بات کو ہمارے معجین کی مذکورہ گواہی کے سامنے جو زبان دان
 اور عالم کامل تھے اور اپنی عمر قدیم نسخوں کے مقابلہ کرنے میں صرف کی ہے کیا قدر
 ہوگی ظاہر ہے کہ ہر صاحب انصاف اور مرد دانا آپ کا قول محض بیجا اور کمال غرور
 اور بوقوفی جانیکا و بس اگر کوئی شخص جو عربی سے کچھ بھی واقف نہ ہو کہ اس
 صورت سے کہ میں نے سنا اور کسی اور کو کتاب میں دیکھا کہ قرآن کے اعراب اور قرأت

اٹھا کر طریق حق جوئی پر آویں وہ جو تکراری ہی تو اُس سے کس واسطے وقت بے فائدہ
ضائع کریں اور محمدی جو اپنے قرآن سے بھی برخلاف انجیل کو غیر حق یا لا وجود کہتا ہے
تو ظاہر ہے کہ وہ تکراری ہی اور اُس سے کس واسطے حواریوں کی وحی اور الہام کی بات میں
مباحثہ کریں یہ تو محض بیجا اور لا حاصل بات ہوگی مگر انموج کی راہ سے جواب دہی میں
فرصت پا کر نشان کرونگا اور بتاؤنگا کہ آپ نے بہتیری جگہ قصداً اور نکلے قول خلاف
واقع بیان کیئے ہیں تا اس طرح اپنی دلیل بناویں *

سوم * جناب نے جا بجا کہا ہے کہ میں نے انجیل کی تحریف کا اقبال کیا ہے
اور کہ ہمارے علما اور مصححین نے بھی اس بات پر گواہی دی مگر یہ آپ کی ناراست
اور غیر حق باتوں میں سے ایک ہے اور بس اسی صاحب میں نے کب کہا کہ انجیل تحریف و تبدیل
ہوئی اور اسکے مضمون اور مطالب اُور ہو گئے یا ہمارے علما اور مصححین میں سے کس نے
ایسی بات کہی کیا مارن یا گریساخ یا میکا ایلیس وغیرہ نے اگر کہیں اُنکا ایسا قول ہو تو
آپ بتائیے اور کتاب اور صفحہ نشان دیجئے بلکہ برعکس اسکے سب کے سب اس بات پر متفق ہیں
کہ باوجود سہو کا تبوں کے انجیل کے مضمون اور مطالب اور تعلیمات بے کم و بیش اب بھی
وہی ہیں جو ہر وقت اور اول ہی سے تھے اور اب کی انجیل اصل انجیل ہی چنانچہ مباحثہ
کے وقت گریساخ اور کنسیکاٹ اور ترنگیل صاحب کی گواہی اس بات کے حق میں آگے
سنائی گئی اور مارن کی دوسری جلد کے پہلے حصہ کے ۳ باب ۳۴ فصل کے پہلی دفعہ کے
اخیر میں یوں مرقوم ہے کہ سترہ سو برس کے بعد باوجود مختلف فرقہ کہ عیسائیوں کے بیچ
اور باوجود دشمنوں کی عداوت اور زمانہ کی مخالفت کے انجیل مقدس اب بھی وہی ہے

ایک جگہ آپ نے بھی لکھا ہے کہ ہم محمدی محدثین کا قول صرف اُس وقت قبول کرتے ہیں کہ وہ
 عقلی قطعی یا دلیل نقلی قطع کے خلاف نہ ہو پس جیسے محمدی بر مصنف کے قول بے دلیل قبول
 نہیں کرتے ایسے ہی ہم لوگ بھی لہذا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف اپنے مفاد کے واسطے ایسا
 لکھا کہ گویا ہم اپنے سب مصنفوں کے قول قبول کر لیں اور مان لیں اور یہ کہ منکرین سے
 مثل اسٹراوس و پین و ولیٹر وغیرہ کے ہمیں کچھ کام نہیں اور کہ انکے اعتراضوں کے
 جواب ہمارے دیندار علما سے بخوبی ادا ہو گئے اسکا ذکر سوچا اور باقی علما جنکا ذکر
 آپ نے کیا ہے پس اُنکا قول صرف اُس وقت دلیل ہو گا خواہ لوطرا اور کلون بھی ہو جب
 معلوم ہو کہ کلام اللہ یعنی توریت اور انجیل کے مطابق اور موافق ہے اور اگر علمی یا
 تاریخی بات ہے تو اس حال میں قبول کریں گے کہ معتبر دلیلوں سے مثبت ہو لہذا اول یہ
 لازم تھا کہ آپ ہم سے دریافت کرتے کہ فلا نے مصنف کی فلا نی بات آپ کے نزدیک معقول
 ہے کہ نہیں اسکے بعد ہمارے واسطے دلیل بنا سکتے تھے نہ قبل ظاہر ہے کہ معترض صرف
 اُس وقت کسی کتاب سے دلیل لا سکتا جب اُسکو معلوم ہو کہ اس کتاب کی سب بات محجب
 کے معتقد علیہ ہیں یہ ہمارا جواب ہے اُن سب باتوں کا جنکو آپ نے ہمارے علماء کے
 قول پر اپنے خطوں میں لکھا یا اشارہ کیا ہے اور اس صورت میں کہ آپ نے اول
 اس بات کو ہم سے نہیں پوچھا پس آپ کی وہ سب محنت ایک محنت بے فائدہ ہوئی
 پھر یہ کہ آپ کو بتانا اور سمجھانا کہ مذکورہ مصنفوں کی فلا ن بات معقول اور میری
 معتقد علیہ ہے اور فلا ن بات نہیں ہے یہ اُس وقت ہو گی کہ جناب اول انجیل کی حقیقت
 اور صحت پر مقرر ہوں اور تعصب خلاف اور تکرار بیجا اور طعن و بہتان سے ناتھ

اور ویسا لکھا ہی کہ لوگ گمان کریں کہ آپ نے ان سب مصنفوں کی کتاب دیکھی
 اور پڑھی ہیں مگر آپ کی ایسی مغالطہ دہی صرف ان لوگوں کے سامنے کچھ چلیگی
 کہ ان مصنفوں سے بے خبر ہیں مجھے تو اول ہی معلوم تھا کہ آپ اکثر انکی کتابوں کو
 نہ دیکھے نہ پڑھے ہیں اور صرف برائے نام اُنکا ذکر کیا ہی کیونکہ بہتری جرمنی
 اور بعض لاطینی زبان میں لکھی ہوئی ہیں اور ان زبانوں سے آپ واقف
 نہیں ہیں اور جب میں نے آپ سے ان مصنفوں کی کتابوں کا نام و نشان پوچھا تو
 آپ آدھوں کے بھی نام نہیں بتا سکے اور آپ کو اتوار کرنا پڑا کہ میں نے وہ کتابیں
 ملاحظہ نہیں کیں بلکہ صرف نام دیکھا اور سنا ہی اور اس طرح میری بات صادق
 آئی اور مطلب حاصل ہوا اب آپکا بڑا بول کہاں رہا دانا اور منصف خود جانے
 کہ آپکی ایسی بات کا کیا نام رکھنا چاہیے +

[ڈاکٹر وزیر خان صاحب نے میرے اس خط کا جواب لکھ کر اُسکو اپنے
 رسالہ مباحثہ مذہبی کے دوسرے حصہ سے الحاق کر دیا ہے پس میں نے جہاں تہاں
 جواب الجواب ضرور تھا اُسکو ہر ایک دفعہ کے بعد حلقوں میں داخل کر کے لکھ دیا
 اور جہاں جواب نہیں دیا پس جان لیجئے کہ یا تو اُسکے جواب اس رسالہ کے اگلے
 مقصدوں میں عمل میں آئے یا وہ بات کچھ جواب کے لائق نہ تھی فقط +]

دوم + آپ نے اس بات میں بھی خلاف کیا کہ آپ نے یا سہو یا مقصداً
 ایسا لکھا کہ گویا ہم لوگ ہر مصنف کو معتقد علیہ جانیں یا اُسکو معتبر جان کے
 اُسکی ہر ایک بات تسلیم کریں سو ایسا تو نہیں چنانچہ آپکو بھی معلوم ہی اور

پادری فائڈ صاحب کا خط

جو انھوں نے دینی مباحثہ کے باب میں
محمد وزیر خان صاحب کو لکھا ہے معاً جواب الجواب

جناب ڈاکٹر صاحب شفق مخلصان محمد وزیر خان صاحب سلامت
بعد ما وجب عرض یہ ہے کہ نامہ سامی مورخہ ۸ جولائی پہنچا اور بندہ اُسکے مضمون
سے حالی ہوا مگر جاے افسوس ہے کہ جناب نے اس دفعہ غیر حق اور بیجا باتوں پر عن
بہتان بھی علاوہ کیا ہے اور یہ نہ صرف مجھ پر اور پادری صاحبان پر بلکہ جناب
متی پر بھی جو حضرت مسیح کا رسول تھا لہذا مناسب یہی تھا کہ آپ کا خط بے جواب
واپس دیتا لیکن اوروں کی خاطر اور فائدہ کے واسطے جواب لکھتا ہوں اور اس
بہتان سے جس کو آپ نے ہمارے اور پادری صاحبوں کے حق میں قلمی فرمایا
نہ تو مجھ کو کچھ نقصان عائد ہو گا نہ اور پادری صاحبوں کو اور صاحبان انصاف
قدروانوں کے نزدیک آپ کی عزت کا باعث بھی نہ ہو گا شاید جناب ایسی ایسی
بات اپنی قدر و منزلت کے موافق و مطابق جانیں تو جانیں اس میں آپ کا اختیار
فاما الجواب

اول: جناب نے سوائے اُن چودہ نام کے جس کا ذکر آپ کے پہلے خط میں
ہے دوسرے خطوط میں تینسٹ مصنفوں کے نام مسطور کیے اور اپنی دلیل بنا چاہا

جس تفصیل سے کہ لکھی گئی ہیں مباحثہ کے وقت ذکر نہیں ہوئیں اور بعضی ایسی کہ
 انکا ذکر نہیں ہوا یا اگر ذکر ہوا تو میرے سننے میں نہیں آیا خلاصہ میری دانست
 میں یہ بیان صحیح نہیں اور جیسا کہ مجھے اپنے خط مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۸۱ء میں
 مولوی صاحب کے اول ہی کے بیان سے انکار کرنا پڑا ویسا ہی اس بیان سے بھی میرا انکار
 ہی بلکہ مباحثہ کی اصل بات اور مطالب نے اسی طریق پر بیان اور انجام پایا جیسا کہ
 میرے رسالہ میں بیان ہوا ہی تفصیلاً ان سب باتوں کو ثابت کرنا لازم نہیں جانتا ہوں
 کہ اتنے کچھ حاصل نہوگا کیونکہ امید نہیں کہ مولوی صاحب میرا بیان قبول کریں گے اور نہ
 میں انکے بیان کی طرف کو تسلیم کروں گا مگر آئندہ کی جوابدہی میں پھر اس مباحثہ کی
 طرف توجہ کر کے لازماً جواب ادا کروں گا فقط *

ان باتوں کے چھپنے کے بعد وہ رسالہ بھی میری نظر میں آیا جو منشی
 سید عبداللہ نے مباحثہ کے بیان میں زبان اردو میں چھپوایا مگر وہ بھی مولوی صاحب
 کے بیان کے منوال پر ہی پس ہمارا جواب بھی وہی جواب ہی جو وزیر الدین
 اور مولوی صاحب کو دیا گیا فقط *

میں کیا طبع میں آویں گی اور میں اُن سب کو دیکھوں گا تب اگر خدا زندگی بخشے میں
مباحثہ کی کتاب کا دوسرا حصہ تمام کر کے اور پہلا حصہ اُسکے ساتھ سر نو چھپوا کر جو بات
جواب کے لازم و لائق ہوگی خدا کی مدد سے اُسکا جواب ادا کروں گا اور آپ کے پاس بھی
بھیج دوں گا مگر فی الحال خط کتابت کی راہ سے کوئی اور جواب نہیں دوں گا سوا اُسکے جو
اب دیا گیا فقط آپ کی کتاب ازالۃ الالواء نام فرصت پا کے فی الحال تامل سے دیکھتا ہوں
اور آپکا ابطال التثلیث دیکھ چکا ہوں مگر اُس میں کچھ اور بات نہیں پائی فقط وہی جو
مصنف کتاب کشف الاستار نے بھی لکھا اور جسکا جواب میں نے حل الاشکال میں دیا
آپ نے صرف اُسکی بات کچھ کم و بیش کر کے مکرر کی اور کچھ بیجا و بے مناسب باتیں
علاوہ کی ہیں مثلاً وہ جو آپ نے ۳۵ اور ۳۶ صفحوں میں رومن کا تہلک کے حق میں لکھی
ہیں وغیرہ چنانچہ آئندہ بیان کیا جائیگا فقط

الراقم کشیش فائڈر صاحب مرقومہ ۱۱ ستمبر ۱۸۵۴ء

اکبر آباد

اوپر کا خط روانہ کرنے کے بعد مباحثہ کا وہ بیان میری نظر میں آیا جو دہلی
میں فارسی زبان میں وزیر الدین ابن شرف الدین نے بحث الشریف کے نام سے
طبع کرایا مگر اسکی نسبت بھی وہی بات ہی جو میں نے مولوی صاحب کے نامہ کے جواب
میں عرض کی ہے چنانچہ اسکا بیان جو دیکھا تو بالکل ایک طرف ہی ہے اکثر جاہری باتیں اور
جواب میرے بعینہ مذکور نہیں ہوئے اور بعض مقام میں غیر صحیح بھی نقل کیا گیا
اور مولوی صاحب کی باتوں میں سے بھی بعضی ایسی ہیں کہ میری دانست میں

ظاہر کیا اور ظاہر کیا جاتے ہو مسیح کی گواہی توریت کی صحت اور حقیقت پر کافی اور
 وافی جواب ہی اور آپ کے اور وزیر خان صاحب کے اور اعتراض میں اس سبب سے
 مذکور نہیں کیے کہ انکو عمدہ نہیں جانا اور مباحثہ کے وقت بھی میں نے کہا تھا کہ جہتیں سے
 سہو ہوا اور کہ یہ دعویٰ کہ یہود نے توریت کو مسیح کے بعد تحریف کیا میرے
 نزدیک قابل تسلیم نہیں ہی فقط یہ پھر یہ کہ میں نے ۲۰ صفحہ میں لکھا کہ مولوی صاحب
 نے غیر مناسب الفاظ لکھے الخ اور اسکے جواب میں آپ کہتے ہیں کہ میں نے تو اپنی دانستہ
 کوئی غیر مناسب لفظ نہیں لکھا الخ اور اسکا ثبوت چاہتے ہو پس ثبوت اسکا یہ ہی کہ
 آپ نے اپنے خط مورخہ ۲۳ اپریل کے شروع میں مجھے لکھا کہ آپ گفتگو موقوف کرلو
 ایک عذر کچا بار بار زبان پر لاتے ہیں پھر اس خط کے بیچ میں آپ نے یوں لکھا کہ
 آپ نے ایک عذر بیچ سے حیلہ قطع کرنے گفتگو کا اٹھایا ہے اب عذر بیچ اور حیلہ ہماری طرف
 منسوب کرنا کیا غیر مناسب الفاظ نہیں ہیں اگر ایسے الفاظ عمل میں لانا آپ کے نزدیک
 مناسب اور لائق ہیں تو یہ آپ ہی کا انصاف ہے اور بس اور سپر بھی حال یہ ہے کہ
 میں نے نہیں بلکہ آپ نے گفتگو کو موقوف کیا اور اس خط کے اسی مقام میں یوں لکھا کہ یہ
 ہمارا آخری خط ہے ہم تو اسکے بعد کوئی خط نہ لکھینگے اور آپ بھی نہ لکھیگا کیا آپ کو
 اپنی باتیں یاد نہیں یا اپنے خط میں یہ الفاظ نہیں دیکھے کہ اور آپ کے خط کی اور
 باتیں جو ہیں سو انکے جواب اسوقت لازم نہیں جانتا اسواسطے کہ میں نے سنا کہ آپ مباحثہ
 کی گزارش کو تفصیلاً چھپواتے ہیں اور کہ ڈاکٹر وزیر خان صاحب بھی اس کام میں
 مشغول ہیں پس جب یہ اور آپ کی اور کتابیں جنکا ذکر آپ نے کتاب ازالۃ الاولیاء

تھے وہاں بھی مینے اختصار کے سبب صرف اصل مطلب کا ذکر کیا ہے اور بس اور مطلب
اور زیادہ واضح کرنے کے لئے مینے بعض جا ایسی بات علاوہ بھی کی جو مباحثہ کے وقت
ذکر نہیں ہوئی مثلاً وہ باتیں جو حلقہ میں ہیں + پھر یہ کہ مینے بعضی جگہ صرف انجیل کا
لفظ لکھا اور مباحثہ کے وقت بھی بعض دفعہ صرف انجیل کا ذکر کیا ہے تو یہ اس سبب سے
نہیں کہ گویا مجھے یاد نہیں تھا کہ مباحثہ نسخ و تحریف کا نہ محض انجیل بلکہ سارے مجموعہ بیل پر
ٹھہرا تھا بلکہ مینے اس واسطے بعض مقام میں صرف انجیل کا ذکر کیا کہ اصل مباحثہ انجیل پر ہوا
اور مینے مباحثہ کے وقت کہا تھا کہ مباحثہ اول انجیل پر ہوا اور اس کا یہ سبب بتایا کہ اگر
انجیل کا غیر صحیح ہونا ثابت ہو تو پھر توریت پر مباحثہ کرنا لازم نہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ اگر
بالفرض انجیل غیر حق ہو تو عیسائیوں کو توریت سے اور کیا کام ہوگا + پھر یہ کہ مینے
لکھا کہ مباحثہ کی دوسری بات کے شروع کرنے میں آپ نے نوح اور ابراہیم وغیرہ کے
گزارشات کی طرف اشارہ کیا اور آپ کہتے ہیں کہ ایسی گذارشات کو ہرگز میں دونوں
جلسوں میں زبان پر نہیں لایا تو گو آپ نے لفظاً نہیں کہا جیسا مینے لکھا پھر اس بات
میں مجھے اور پادری فرنیچ صاحب کو بھی کچھ شبہ نہیں ہے کہ آپ نے توریت کی ایسی ایسی
گزارشات کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی میرا مطلب ہے پس مینے غیر حق یا جھوٹ کہاں سے
لکھا یہ صرف آپ ہی کی سمجھ ہے اور بس اور آپ کے اشارہ پر ان باتوں کو یاد کر کے
جنکو آپ نے اپنی کتاب ازالتہ الاولیاء کے ۴۸ صفحہ سے توریت کی انہیں گذارشات کے
حق میں تفصیلاً لکھا ہے مینے کہا کہ ایسی باتیں مباحثہ کے مسئلہ سے باہر ہیں اور کہ ایسے
اور آپ کے سب اور اعتراض کے واسطے جنکو آپ نے توریت کی تحریف اور غیر حق ہونے کی بابت

بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ مباحثہ کو اختصاراً لکھوں چنانچہ اُس رسالہ کے مقدمہ میں بھی میں نے
 کہا ہے لہذا اُن سب باتوں کا ذکر بلکہ اشارہ بھی نہیں کیا جو مباحثہ کے مطلب سے خارج
 تھیں مثلاً آپکا وہ قول اور بیان کہ میں نے میزان الحق میں کہا کہ قرآن اور اُس کے معتقد
 دعویٰ نسخ کتب مقدسہ کرتے ہیں اور آپ نے کہا کہ کوئی ایسی بات قرآن میں نہیں ہے
 اور جواب اسکا میں نے اپنے خط مورخہ ۱۸ اپریل سنہ حال میں آپ کو یوں لکھا تھا۔
 کہ وہ جو میں نے میزان الحق کی دوسری فصل کے شروع میں لکھا کہ قرآن اور مفسرین
 دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کے ظہور سے انجیل منسوخ ہوئی ہے اور جناب نے کہا کہ یہ بات
 غلط ہے تو میں اس شرط پر اس غلطی کا مسلم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن کی کسی آیت اور
 کسی تفسیر میں اسکا بیان اور اشارہ نہیں ہوا ہوگا اب یہ بات مجھے یقین نہیں اور
 میں کبھی اُسکی جست وجو میں نہیں پڑا صرف محدثوں کے عموماً دعویٰ کرنے پر میں نے اسکو
 قبول کیا اور میرا کچھ مطلب بھی نہ تھا کہ اس بات کا ثبوت چاہوں کہ واسطے کہ آپ کے سوا
 اب تک کسی محمدی عالم سے اسکا انکار سننے میں نہیں آیا اور تعجب یہ ہے کہ اول آپ نے
 کہا کہ یہ بات قرآن اور تفسیروں سے برخلاف ہے من بعد خود دعویٰ کر کے آپ فرماتے
 ہیں کہ انجیل منسوخ ہوئی پھر واسطے آپ ایسا دعویٰ کرتے ہیں جو آپ کے نزدیک قرآن میں
 نہیں ہے فقط *

اور پھر میں نے اُن اعتراضوں کو بھی نہیں لکھا جو ڈاکٹر وزیر خان صاحب نے
 متی کے پہلے باب کی بعض آیات کے مضمون پر پیش کیا تھا وغیرہ کہ نسخ اور نہ تحریف
 کچھ علاوہ رکھتے ہیں اور جہاں آپ کے اعتراضات مباحثہ کے مطالب کے موافق اور مطالب

ادعا صرف ایک دعویٰ اور گمان ہی اور بس اس بات پر دوسرا جلسہ تمام ہوا۔
 اب اگر جناب دونوں جلسہ کی گزارش بدین مضمون ضبط کر کے پیش کریں گے تو
 ہم دونوں یعنی پادری فرنیچ صاحب اور بندہ اسپر دستخط کریں گے والا فلا انتہا
 نقل خط ۱۸ اپریل کے) — تو آپ نے اسکو پسند نہیں کیا پس اب بھی وہی
 حال ہی یعنی آپ کہتے ہیں کہ تمہارا بیان غیر صحیح ہے اور ہماری دانست میں آپ کا
 بیان صحیح نہیں ہے چنانچہ آپ نے اس خط میں بھی کتنی جگہ خلاف واقع بیان کیا
 مثلاً بزرگوں کی عمر کے سالوں کی تحریف کا ذکر کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے کیا ہی
 پھر یہ کہ آپ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر وزیر خان صاحب نے سسہو کا تب ڈیڑھ لاکھ اور پھر میں نے
 بھی بتایا ہے ہمارے علما کے قول پر یہ سب میری دانست میں آپ سے اور اس صاحب
 سے مباحثہ کے وقت ذکر نہیں ہوا یا اگر ذکر ہوا تو مجھے سے نہیں کہا گیا اور میرے سننے میں
 نہیں آیا پھر اس بات حیت کو بھی جو میرے اور مفتی صاحب کے درمیان ہوئی آپ نے
 صحیح نہیں لکھا میں نے تو مفتی صاحب کو لفظ تم سے نہیں بلکہ جیسا کہ چاہیئے لفظ آپ
 سے مخاطب کیا پھر اس گفتگو کو صد ہا آدمیوں نے نہیں سنا جیسا آپ کہتے ہیں بلکہ
 محض انہی دانش یار پنج اشخاص نے جو مفتی صاحب کے اور ہمارے پاس بیٹھے تھے
 کیونکہ وہ گفتگو خاص مفتی صاحب سے ہوئی تھی نہ عام جلسہ سے اور پھر خود گفتگو کی باتوں
 میں آپ نے مبالغہ اور علاوہ بھی کیا ہے + آپ جو کہتے ہیں کہ میں نے مباحثہ کی
 سب گزارشات نہیں لکھیں تو یہ درست ہی میرا مطلب یہ نہ تھا کہ سب لفظاً لفظاً
 لکھوں قطع نظر اس سے کہ ایسے مباحثہ کی سب باتیں لفظاً لفظاً یاد رکھنا مشکل ہی

لوقا کے ۲۱ باب کی ۳۳ آیت میں مرقوم ہے پھر ادعاے تحریف کے جواب میں ہماری
 بات یہ تھی کہ تحریف و تبدیل از سہر کاتبان وغیرہ نکتوں اور حروف اور لفظوں میں
 اور بعض آیتوں میں بھی ہوا ہے اور یہ کہ ہمارے علمائے قدیم نسخوں سے ہزاروں
 غلطیاں اس طرح کی نکالی ہیں مگر نہ یہ کہ ہر نسخہ میں اتنی غلطیاں واقع ہوئی
 ہوں بلکہ سب قدیمی نسخوں سے مذکورہ غلطیاں نکال دی ہیں اور
 بعض میں کم بعض میں زیادہ غلطیاں پائی گئیں اور یہ بھی ذکر ہوا
 کہ انجیل کے قدیم نسخوں کو مقابلہ کرنے سے اکثر غلطیاں تصحیح کی گئیں چنانچہ اب
 صرف تھوڑے الفاظ اور صرف چند آیات مشتبہ رہی ہیں پھر یہ کہ ہم نے اُن
 عالموں کی گواہی جنہوں نے قدیمی نسخے مقابلہ کرنے میں اپنی عمر صرف کی ہے
 پیش کر کے ثابت کیا کہ باوجود سہو کاتبان وغیرہ انجیل کے اصل متن یعنی اصل
 مطلب میں کچھ بھی فرق نہیں پڑا بلکہ وہ اپنے اصل پر ہی چنانچہ سب تعلیمات
 اور احکام انجیل اب بھی بعینہ وہی ہیں جو ادل سے تھے اور یہ بات ماورائے
 گواہی علماء مذکورہ کے اب کی انجیل کو اُن نسخوں سے جو زمانہ محمدیہ سے آگے
 مروج تھے مقابلہ کرنے سے بھی معلوم ہوتی ہے پھر یہ کہ باوجود ہماری ان دلیلوں
 کے جناب نے کہا کہ مضمون میں بھی فرق پڑا ہو گا مینے آپ سے اس بات کی دلیل
 مانگی اور کہا کہ آپ ایسی انجیل جو اگلے وقتوں میں مشہور اور مروج تھی لائیے اور
 اُسکی رو سے بتائیے کہ اُس انجیل کی تعلیمات و احکام اب کی انجیل سے اور طرح کے
 ہیں مگر آپ نے کوئی دلیل اپنے ادعا کے ثبوت کو پیش نہیں کی تیسرے نے کہا کہ جناب کا

پادری فائدر صاحب کا خط

جو انھوں نے مولوی رحمت اللہ صاحب کو لکھا اس بات کے جواب میں کہ مولوی صاحب نے
ایسے طور کیا تھا کہ آپ نے مباحثہ کو جو میرے اور آپ کے پیچ میں ہوا ہی بعینہ بیان نہیں کیا

جناب والا مناقب معالیٰ مناصب مولوی رحمت اللہ صاحب ^{مست}
بعد ما وجب عرض یہ ہے کہ نامہ نامی مورخہ ۳۰ ذی الحجہ کو پہنچا اور بندہ اُس کے مضمون
سے آگاہ ہوا کہ خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ آپ کی دانست میں مینے مباحثہ بعینہ بیان نہیں کیا
اور اس بات کا میں کچھ تعجب نہیں کرتا کہ مباحثہ کا میرا بیان آپ کے نزدیک معقول
نہیں ہی بلکہ آگے ہی سے مجھے یقین تھا کہ آپ ویسا ہی کہیں گے کیونکہ مباحثہ کے بعد بھی
آپ نے اپنے خط مورخہ ۱۴ اپریل میں اُس کے گزارش مطالب ایسے طور پر بیان کیئے کہ
مجھے اُن کے اقبال اور دستخط کرنے سے انکار کرنا پڑا اور جب اُس کے جواب میں میں نے
مباحثہ کی بات جیسے میری اور پادری فریچ صاحب کی دانست میں انجام پائی
مسطور کی — (اسی طرح کہ مباحثہ دونوں جلسہ گذشتہ میں ہم لوگوں
کے نزدیک بدیں مضمون تمام ہوا یعنی کہ ہم مقرر ہوئے کہ توریت میں نہ در اصول
ایمانیہ بلکہ صرف فروعیات کے مسئلوں میں نسخ ہوا ہی اور پھر صرف اس مضمون سے
کہ فروعیات نے مسیح کے ظہور سے انجام و اختتام پایا اور انجیل کی بابت ہماری بات
یہ تھی کہ نہ منسوخ ہوئی ہی نہ ہوگی مسیح کے اُس قول کے موافق جو انجیل میں یعنی

انجیل سے نقل کیا کان دے کے اپنے دل کا دروازہ بند مت کر بلکہ سُکر کے کھول اور
 مسیح کے کلام کو اپنے دل کے اندر جگہ دے اور مسیح کی نجات پر متوجہ ہو اور خدا سے
 دعا مانگ کہ تیری ہدایت کرے اور روح القدس کے نور سے تجھے منور کرے اور اس راہ سے
 توبہ اور ایمان تیرے دل میں پیدا ہووے اور تو مسیح پر ایمان لا کر اپنے گناہوں کی بخشش
 حاصل کرے اور اُسکی نجات و نعمات میں شریک ہو کے نیکی بختی حقیقی اور حیات ابدی کو
 پہنچے لیکن اگر تو مسیح کی نجات سے انکار کر لگا تو یاد رکھ کہ کوئی اور کفارہ گناہ کے بدلہ اور
 کوئی اور نجات دینوا لا نہیں ہے اور کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ وہ جو مسیح پر ایمان
 نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھ سکا بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہے اور کہ پھر کہا ہے اُس وقت یعنی آخرت کے
 دن کہ خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتھ بھرکتی آگ میں ظاہر ہوگا
 اور اُن سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا
 لیا تووے خداوند کے چہرہ سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا
 پاویں گے + خداے کریم و رحیم ایسے غضب و عذاب سے اس رسالہ کے پڑھنیوالوں کو بچاؤ
 اور انکو مسیح کے فیض سے مستفیض کر کے منزلِ نجات کو پہنچاؤ + آمین +

اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لیے دعوے کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے تجاوز کر لیا
مجھے حکم دیا ہے اور قسم کا توڑ ڈالنا میرے لیے جائز رکھا ہے اور بیگانی عورت کا عشق مجھے
حلال کر دیا ہے آیا ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص حق نبی ہو حاشا وکلا خدا کبھی ایسے حکم نہیں دے گا
کیونکہ ایسی بات اسکے صدق و تقدس سے برخلاف ہے پس ظاہر ہے کہ محمد نے ایسے حکم خدا سے
نہیں پائے اور جھوٹے کی راہ سے ان آیتوں کو خدا سے منسوب کیا ہے * جانا چاہیے کہ ہم لوگ
محمد پر نہ اس سبب سے عیب لگاتے ہیں کہ اُس نے بہت عورتیں رکھی ہیں اور مذکورہ باتوں میں
گناہ کیا لیکن اس سبب سے کہ اُس نے داؤد اور اُور نبیوں کی مانند اپنے گناہ کا اقرار نہیں
کیا اور اُس سے توبہ بھی نہ کی بلکہ کہا ہے کہ خدا نے مجھ کو اذن اور حکم دیا ہے ان بد فعلوں کے کر سکا
اب ایسا کام کسی حق نبی نے کبھی نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہے لہذا دے آیات ایک روشن دلیل ہیں
کہ محمد نہ رسول اللہ اور نہ قرآن کلام اللہ ہی فقط *

فی الجملہ ان کلمات و مطالب سے جواب تلک ان اوراق میں مذکور و مسطور
ہوئے ہیں ان سب اعتراضوں کا جواب ادا ہو چکا ہے کہ بعض علمائے محمدی نے ان دلوں
میں انجیل کی نسبت لکھے اور مسیحی دین کے رد میں پیش کیے ہیں اور اس حقیر کی یہ
امید ہے کہ ان مطالب و دلائل سے جنکو میں نے مسطور کیا خدا کے فضل سے ہر صاحب انصاف پر
جو قلباً حق جو ہو معلوم و یقین ہو گا کہ محمدیوں کے سب اعتراض بے بنیاد و بیجا و بے اصل
ہیں اور انجیل فی الحقیقت خدا کا کلام ہے بے تغیر و تبدیل اور مسیح شافع و نجات دینوا
چنانچہ گنہگار بندوں کی نجات محض اسی سے ہے اور بس پس اے محمدی اور اس رسالہ
کے پڑھنیوالے اگر تو حق جو اور اپنی نجات کا طالب ہو تو مسیح کے توفیق بخش کلمات پر جنکو میں نے

منھن وطراو کان امر اللہ مفعولاً یعنی اُس بات کو یاد کر جو تو نے کہی جس کو
 خدا نے انعام دیا ہے اور تو نے بھی اُسکی پرورش کی ہے اور اُس سے کہا ہے کہ اپنے
 لیے اپنی عورت کو لگا رکھ اور خدا سے ڈر تا رہ اور تو اپنے دل میں اُس چیز کو
 چھپاتا تھا جسے خدا ظاہر کیا چاہتا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ ڈرنا خدا
 سے چاہیے پس جب کہ زید نے حاجت تمام کی اور اپنی عورت کو طلاق دی تو چھپنے کے
 تیری زوجیت میں دیا تاکہ مومنین کو اپنے لیے پاک کی عورتیں نکاح میں لینے سے
 گناہ نہ ہو جب کہ وہ حاجت تمام کر کے انھیں طلاق دیدیں اور چاہیے کہ خدا کے حکم پر
 عمل کریں لیکن آیت کے وارد ہونیکا اصل سبب یہ ہے کہ جب محمد نے جانا کہ زینب کا
 ماجرا لوگوں میں مشہور ہوا اور لوگ اس سبب سے شک میں پڑے ہیں کیونکہ اُس
 زمانہ کے عربوں کی رسم و عادت کے موافق لیا پاک کی عورت کو نکاح میں لینا
 جائز نہ تھا تو اُس نے زینب کا عشق اپنے دل میں چھپایا آخر کار جب عشق کا غلبہ ہوا تو
 عیب چھپانے کو یہ آیت وارد کی کہ گویا خدا سے اُسے اذن ملا ہے کہ زینب سے
 نکاح کر لے اور ظاہر ہے کہ اگر اس بات میں کوئی عیب و نقصان نہ ہوتا اور زینب کا
 نکاح کسی طرح اُس زمانہ کی عادات اور آداب و حیا کے برخلاف نہ سمجھا جاتا تو اس کے
 حلال ہونیکے لیے ایسی آیت کا ورود اور ایسے ایک اذن مخصوص کی کیوں ضرورت
 پڑتی اور اگر اہل عرب اس معاملہ میں متشکی نہ تھے تو محمد نے زینب کی محبت کیوں
 چھپائی اور کس واسطے لوگوں سے ڈرا اب ان آیات اور ایسی گذارشات کے
 بیان میں ہم کیا کہیں آیا ممکن ہے کہ وہ جو اپنی نفسانی خواہش عمل میں لانے اور

اس بات کی خبر ہوئی تو اُس نے غضبناک ہو کر کہا کہ آیا میری نوبت کے دن میری جگہ
 ایک لونڈی سے تو مقاربت کرتا ہی محمد نے شرمندہ ہو کر فرمایا کہ اس بات سے
 درگزر ماریہ کو میں نے اپنے اوپر حرام کیا پھر اُس کے پاس نجاؤ لگا فقط لیکن چونکہ
 محمد کا دل نچا ہوتا تھا کہ ماریہ کو چھوڑ دے تو اپنے عہد سے پشیمان ہو کر آیہ مذکورہ کو
 وار د کیا تاکہ اُس کے مضمون سے قسم توڑ ڈالنا اُس پر جائز ہو جائے اور اس طریقہ
 سے حفظہ کو بھی ساکت کر دے۔ پر زید جو محمد کا آزاد کیا ہوا غلام تھا اور محمد نے
 اُسے فرزند ی میں رکھا تھا ایک دن محمد اُسے دیکھنے کو اُس کے گھر گیا جوں ہی حجرے کا
 پردہ اٹھا زید کی جو روزینب پر اُس کی آنکھ پڑی اُس کے حسن و جمال پر تعجب
 کر کے دل سے اُس کا مائل ہو گیا اور یہ کلمات اُس کی زبان سے نکلے سُبْحَانَ اللَّهِ
 خَالِقُ النَّوْءِ وَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ جب زید گھر میں آیا تو زینب نے
 حال بیان کیا زید نے یا تو خوف سے یا اخلاص کے سبب جو اُسے محمد کے ساتھ تھا
 زینب کو طلاق دی بعد محمد اُسے اپنے نکاح میں لایا چنانچہ کتاب حیات المملوک
 کی دوسری جلد کے ترین باب میں یہ قصہ بالتفصیل مذکور ہوا ہے پس محمد
 نے پھر ایک ایسی آیت وار د کی کہ گویا اُس کے ضمن میں زینب کے نکاح کا حکم
 خدا کی طرف سے اُسے ملا ہی چنانچہ سورہ احزاب میں مرقوم ہے کہ وَاذْذَقُوا الَّذِينَ
 انْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَالنِّمَّةَ عَلَيْهِمْ اَمْسَكَ عَلَيْكُمْ زَوْجًا وَاتَّقُوا اللَّهَ وَخُفُوا فِي
 نَفْسِكُمْ بِاللَّهِ مَبْدِيَهُ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ فَلَا قُضْيَا رَيدَ مِنْهَا
 وَطَرَا زَوْجًا كَمَا لَكِلَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي اَزْوَاجِ اَدْعِيَا يَهْدُوا اِذَا قُضِيَ

احزاب کی آیہ مذکورہ میں اپنے لئے ایک خاص اذن وارد کر لیا تاکہ اُسکی نسب بیسیاں
 اور لونڈیاں اُسپر حلال ہوں بلکہ آیت کے مضمون سے یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ محمد کو ایک
 خاص حکم دیا گیا ہے کہ لونڈیوں اور عورتوں سے جتنی اُسکا جی چاہے نکاح میں لائے پس
 محمد نے جو سورہ نسا کی آیت کے حکم سے تجاوز کر کے چار عورت سے زیادہ اپنے نکاح میں لی تھیں
 اس واسطے سورہ احزاب کی یہ آیت وارد کر کے اپنے تجاوز پر پردہ ڈالا پھر یہ کہ محمدی
 اپنی شریعت کے موافق اس بات کے مقید ہیں کہ اپنی عورتوں میں کچھ تفاوت منظور نہ رکھیں
 لیکن محمد نے اس مطلب کے لئے کہ اپنے تئیں اس حکم کی قید سے بھی آزاد کر دے یہ آیت وارد
 کی تاکہ معلوم ہو کہ اُسکو اذن دیدیا گیا ہے کہ اپنی بیسیوں کے ساتھ جیسے اُسکا جی چاہے سلوک
 کرے چنانچہ سورہ احزاب میں مرقوم ہے کہ تَزْجِي مِنَ النِّسَاءِ مَنَّهُنَّ وَتُودِي إِلَيْكَ مِنْ
 نِّسَاءِ الْيَمَنِ تَوَافِي عورتوں میں سے جسے چاہے لا سکتا ہے اور جسکا تو ارادہ کرے اپنے
 پاس رکھ سکتا ہے اور انہیں سے جس سے تو چاہے جدا ہو جائے کچھ گناہ نہیں ہے پھر سورہ
 التحريم میں مسطور ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ
 أَنَا وَاجِلُكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَدْ فَضَّلَ اللَّهُ لَكَ تَحَلَّةَ إِيْمَانِكَ لِمَنِ إِي
 پیغمبر تو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے اُس چیز کو جو خدا نے تجھے حلال کی ہے کیا تو اپنی عورتوں
 کی خوشنودی چاہتا ہے اور اللہ غفور و رحیم ہے تحقیق کہ خدا نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا
 توڑنا مقرر کر دیا ہے کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے پچیس باب کی روایت کے
 موافق اس آیت کے وارد ہونیکا سبب یہ ہے کہ محمد ایک روز حفصہ کے گھر میں تھا اور ماریہ قبطیہ
 اُسکی خدمت میں حاضر تھی اتفاقاً حفصہ کسی کام کو گئی محمد نے ماریہ سے مقاربت کی جب حفصہ کو

اُنپر نازل ہوا دیکھیے موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۷ باب کی پہلی آیت سے
 ۵ آیت تک پھر اُسی کتاب کے ۲۰ باب کی ۱۴ آیت سے ۱۸ آیت پھر
 اُسی کتاب کے ۴ باب کی ۴ و ۵ آیتیں پھر موسیٰ کی تیسری کتاب
 کے ۱۸ باب کی ۲۴ آیت سے ۲۸ آیت تک اور اس طرح داؤد کی
 لڑائیاں بھی دین کی راہ میں نہ تھیں بلکہ بادشاہوں کی مانند اپنی سلطنت قائم کر کے
 دشمنوں سے لڑتا تھا فقط *

اٹھویں دلیل کہ محمد حق نبی اور خدا کا رسول نہ تھا دے قصہ و آیات ہیں جو
 قرآن میں محمد کی زوجوں کے حق میں مذکور و مسطور ہیں مثلاً سورہ احزاب میں واقع
 ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ انا احللتنا اذ و اجلک الخ یعنی اے پیغمبر ہم نے تیری بیبیاں تجھ پر
 حلال کیں جنکا مہر تو نے دیدیا ہے اور تیرا دست راست جنکا مالک ہے اور جو کہ خدا نے
 تجھے غنیمت میں دی ہیں اور ہر ایماندار عورت جو اپنے تئیں پیغمبر کے حوالہ کرے بشرطیکہ
 پیغمبر بھی اُسے نکاح میں لینے کا ارادہ رکھتا ہو اور یہ ایک خاص اذن ہے جو سارے
 ایمانداروں سے علیحدہ صرف تجھ کو دیا گیا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ انکی عورتوں اور انکی
 لونڈیوں کی بابت ہم نے اُن سے کیا کہا ہے تاکہ تیرا کچھ خرچ نہ ہو * مشہور ہے کہ اس آیت کے
 ظاہر ہونے تک لونڈیوں کے سوا محمد کی کئی ایک بیبیاں تھیں اور اپنی ساری عمر میں بعض
 مورخین کے قول بموجب گیارہ عورت اور بعض کے قول بموجب پندرہ اپنے نکاح میں
 لایا تھا اور چونکہ قرآن کے اُس قول کے موافق جو سورہ نساء کے اوایل میں ہے نہی ہوئی تھی
 کہ تا بجان محمد میں کوئی شخص چار عورت سے زیادہ نکاح میں نہ لاوے پس محمد نے سورہ

ہی اور میزان الحق کے ۳ باب کی ۵ فصل میں بھی تفصیل وار مذکور ہوا ہے مگر پروا نہ
 عاقل کو معلوم و آشکار ہے کہ ایمان اور دین داری اس طرح پیدا اور حاصل نہیں ہوتی ہے
 زیر کہ ایمان جو دل کی بات ہے مبنی اعتقاد و محبت پر منحصر ہے اور اس سبب جہاد و ظلم و زبردستی
 سے پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ ظلم و زبردستی حقیقی ایمان اور محبت کی روک ہے پس ظاہر ہے کہ
 گناہ سے توبہ کرنا اور خدا کی طرف پھرنا اور دل سے ایمان لانا کبھی جہاد اور ظلم و زبردستی
 سے حاصل نہیں ہوگا لہذا خدا بھی اُسکا حکم نہ دیگا وہ اپنے بندوں سے تو حقیقی ایمان اور
 دلی محبت چاہتا ہے اور اس لحاظ سے انجیل میں ظلم اور جہاد کا منع ہے اور حکم ہوا کہ وہ
 و تعلیم و نصیحت کی راہ سے لوگوں کو خدا کی راہ پر لاویں اور کوئی حق نبی نے بھی
 کبھی جہاد نہیں کیا نہ اُسکا حکم دیا ہے پس اس بات سے کہ محمد نے
 جہاد کا حکم دیا اور دین کی راہ میں جہاد اور لڑائی کی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
 وہ نبی برحق نہ تھا +

بعضے علما محمدی اُس جدال و قتال کو جو بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے
 ساتھ کیا اور داؤد کی لڑائیوں کو درمیاں لا کر کہتے ہیں کہ جیسا کنعانیوں کا قتل کرنا
 بنی اسرائیل کو جائز و حلال تھا اسی طرح دین محمدی میں بھی جہاد جائز ہوا لیکن الیا
 دعویٰ صرف توریت کے مطالب کی بنجری کے سبب ہے کیونکہ خدا نے توریت میں بنی
 اسرائیل سے نہیں کہا تھا کہ پہلے کنعانیوں کو ایمان کی دعوت کرو پھر اگر نہ مانیں تو
 قتل کرو پس بنی اسرائیل کی لڑائی کا مدعا یہ ہے نہ تھا کہ کنعانیوں کو ایمان پر لاویں
 بلکہ وہ ایک غضب الہی تھا جو بنی اسرائیل کے وسیلے سے اُنکے بد اعمال کی سزا میں

اسلام کا قائل و معتقد بنائے اور جو کوئی محمدی دین کو قبول کر کے اُس سے گشتہ ہو جائے تو ایسے شخص کو جہاں کہیں پائیں اُسی وقت مار ڈالیں اور انھیں آیتوں کے حکم اور مضمون کے بموجب محمد مدینہ کو ہجرت کر کے اور وہاں کے لوگوں کی اطاعت اور مدد سے کچھ زور و قوت پا کے اُسی وقت لڑائی اور جہاد کرنے لگا اور اسی طرح عربستان کے اکثر ملکوں میں دین کو جاری کیا محمدی مورخین کہتے ہیں کہ حضرت انس غزوہ میں خود شامل تھا اور انیس سربہ اُسکے حکم سے کیے گئے اور اُسکے مرنے کے بعد خلفاء بھی اسی طرح پر دین اسلام کے پھیلانے میں متوجہ ہوئے اور اُوروں کی باتوں پر لشکر کشی کر کے توار کے زور سے دین اسلام کی حقیقت ثابت کی اور لوگوں کو بحیرہ قرآن کے حکم میں لائے مثلاً ابوبکر نے تخت خلافت پر بیٹھ کر ذوالفضہ میں شکر اسلام جمع کیا اور گیارہ سو دارمقرر کر کے روانہ کیے تاکفار اور منحرف لوگوں سے لڑیں اور اُن میں سے ہر ایک کو ایک حکم نامہ دیا کہ پہلے یہ نامہ کفار کو پڑھ سنانا اور اُس حکمنامہ میں اُور مطالب کے سوا یہ بھی لکھا تھا کہ جو کوئی نامہ کو مانے اور اسلام کا معتقد ہو اُسکی حمایت کرنا اور جو لوگ انکار کریں اُنسے لڑنا تاکہ خدا کی راہ میں آجائیں اور منحرف لوگوں پر کسی طرح رحم مت کرنا بلکہ انھیں آگ میں جلا دینا اور ہر طرح قتل کرنا اور اُنکے زن و فرزند کو غلام بنانا پس جو شخص کہ ضرب شمشیر کی دلیل پر سکوت اختیار کرنا تو بہتر ورنہ گردن مارا جاتا تھا یا اسیر ہو کر خدمت میں رہتا تھا چنانچہ انھیں سلیوں سے اسلام کا جھنڈا متفرق ولایتوں اور شہروں میں بلند ہوا اور ہنزہ ہجرت سے ایک سو برس گزرے تھے کہ عربستان و ولایت شام و ایران و مصر نے سپاہ عرب سے مغلوب ہو کر محمد کا دین قبول کیا چنانچہ تاریخ دانوں پر روشن و آشکار

میں ایسے امور محال ہیں تو ظاہر و یقین ہی کہ وہ کتاب جس میں ایسی باتیں
مرقوم ہیں خدا کا کلام نہیں ہے *

ساتویں دلیل کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے یہ ہے کہ اُس کے ضمن میں
جہاد اور ظلم کا حکم ہی دین کی راہ میں مثلاً سورۃ التحریم میں لکھا ہے کہ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ** یعنی ای پیغمبر کافروں اور منافقوں پر
جہاد کر اور اُن پر سختی کر پھر سورۃ بقرہ میں مرقوم ہے کہ **كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ
كَرْهُو لَكُمْ** یعنی مقاتلہ کا تمہیں حکم ہوا اور یہ تمہارے واسطے مکروہ ہے پھر سورۃ نساء
میں لکھا ہے کہ **فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ
وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا** یعنی
خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالے ایسے لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کے بدلے آخرت کو خریدتے
ہیں اور جو کوئی خدا کی راہ میں جہاد کر کے مارا جائے یا غالب آئے ہم اُسے بڑا اجر دیں گے
اور سورۃ الفتح میں مذکور ہے کہ **تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسَلِّمُونَ** یعنی تم اُنہیں قتل کرو یا وے
مسلمان ہو جائیں پھر سورۃ الانفال میں ہے کہ **قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَلَا يَكُونَ
الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّهِ** یعنی کافروں سے مقاتلہ کرو تاکہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین بالکل خدا ہی کا
ہو جائے پھر سورۃ نساء میں مسطور ہے کہ **فَإِنْ لَوْ فُتِحُوا وَهُمُ اقْتُلُوهُمْ
حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ** یعنی جو لوگ اسلام سے پھر جائیں اُنہیں پکڑو اور قتل کرو
جہاں پاؤ۔ پس ان آیات کا حکم یہ ہے کہ محمد قرآن کے وعظ کو بزور شمشیر قوت دے
اور لوگوں کو کراہیت اور زبردستی کے ساتھ ایمان قبول کروائے اور مجبور کر کے

یہودیوں کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں مگر انجیل کے مضمون کے بموجب خداوند تقدیر
 بلکہ سزا اور غضب کی راہ سے ایسا کرتا ہے اور اسی لیے کہ فرعون نے موسیٰ کی
 بات قصداً رد کر دی اور یہود نے نبیوں اور مسیح کے قول عمداً خواہ جان کر انکار
 کیا پس اُسی غضب میں گرفتار ہوئے پھر انجیل اور توریت میں جا بجا بیان ہوا
 کہ آدمی فاعل مختار ہے اور یہ کہ بے ایمانی آدمی کا فعل ہے نہ خدا کا اور کہ خدا نہیں
 چاہتا کہ کوئی آدمی ہلاک ہو دے پس کیوں جہنم کے واسطے پیدا نہیں کیا بلکہ اسکی
 مرضی یہ ہے کہ سب لوگ نجات پاویں چنانچہ میزان الحق کے ۲ باب کی چوتھی فصل
 کے آخر میں اور کتاب طریق الحیات میں بھی تفصیلاً بیان ہوا ہے لیکن قرآن سے
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی فاعل مختار نہیں ہے اور ایمان لانے یا نہ لانے میں
 اُسے کچھ اختیار نہیں ہے بلکہ خدا نے روز ازل سے بعضوں کی کافری و ملحدی قسمت
 اور مقوم کی اور انکو جہنم کے واسطے پیدا کیا ہے پس اُن آیتوں کے بموجب ایسا
 سمجھا جاتا ہے کہ العیاذ باللہ خدا نے ایک ظالم بادشاہ کی مانند اپنی عدالت و
 مہربانی نظر سے ڈال کر بعض آدمیوں کو ایمان کے لیے اور بعضوں کو کفر و عصیان
 اور جہنم کے واسطے پیدا کیا اور ازل سے اُنکی تقدیر ایسی ہی کر دی ہے کہ ابدالاً
 تک دوزخ میں جلیں اس حالت میں ظاہر ہے کہ قرآن کے موافق خدا سب آدمیوں
 کی نیکی چاہتیو الا نہیں بلکہ بعض کی ہلاکت بھی چاہتا ہے اور انھیں اسی لیے
 پیدا کیا ہے اس صورت میں قرآن کے مضمون سے خدا کی عدالت و رحمت کو نقص
 لازم آتا اور جبر اور ظلم اُسپر عائد ہوتا ہے لیکن درحالیکہ خدا میں اور اُسکے کلام

نہو گئی اور ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نفسانی خواہشوں کی پرورش کر کے متحرک کرے
ہرگز نہیں بلکہ ایسی حالت میں خدا کی پاکی و تقدس کی بابت جھگڑا پڑتا ہے پس
اس نظر سے یہ بہشت جو قرآن میں بیان ہوئی ہے یہی ایک ظاہر و دلیل ہے کہ
قرآن خدا کا کلام نہیں ہے *

چھٹی دلیل کہ قرآن خدا سے نہیں ہے یہ ہے کہ اُس میں ایسی آیات
پائی جاتی ہیں کہ خدا کی رحمت و محبت اور اُس کی تقدس و عدالت سے برخلاف ہیں
مثلاً سورہ انعام میں مرقوم ہے کہ مَنْ يَشَاءِ اللَّهُ يُضِلَّهُ وَمَنْ يُشَاءِ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ یعنی خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ
بتاتا ہے پھر سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ
أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی وہ لوگ جو کافر ہیں اُنکے لیے برابر ہی
تو نصیحت دے یا نہ دے وہ ایمان نہ لائیں گے خدا نے اُنکے دلوں اور کانوں پر مہر
کر دی ہے اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے وہ بڑے عذاب میں پڑیں گے پھر سورہ
اعراف میں مسطور ہے کہ مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَنُهْوَ الْمُتَّبِعُونَ وَمَنْ يُضِلَّ فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيهِ
الْخَالِسُونَ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ یعنی خدا جسے ہدایت
کرتا ہے وہ راہ پاؤں لگا اور جنہیں خدا گمراہ کرتا ہے وہ ہلاک ہو گئے تحقیق کہ بہنہ بہتوں کو
جنوں اور انسانوں میں سے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے *

اب انجیل اور توریت میں بھی کہا ہے کہ خدا نے فرعون کا دل سخت اور

مناسب نہیں ہیں اب ان اور قرآن کے اور آیتوں کے مضمون کے بموجب محمدیوں
 کی آخری نیکی بختی اچھے اچھے لباس پہنے اور تکلف کے فرش پر بیٹھنے اور اچھے اچھے
 میوے اور بہشت کے پرندوں کا مزہ دار گوشت کھانے اور شہد و شراب اور
 دودھ پینے اور عوروں کے ساتھ رہنے میں ہی اور قرآن کے مفسرین اور حدیث
 کے مورخین نے بہشت کی لذت اور بھی بڑھائی ہے چنانچہ اسکی کیفیت کتاب
 عین الحیات کے ۱۴۷ ورق سے ۱۷۱ تک اور کتاب حق الیقین کے ۲۰۱ ورق سے
 ۲۰۸ تک اور مشکات المصابیح میں صفۃ الجنۃ والہبہا کے باب میں مفصل مندرج
 اور ضبط کی گئی اور کتاب طریق الحیات کے آخر میں بھی بیان ہوئی ہے اور ان
 حدیثوں کے مضامین سے جو ان مقاموں میں مرقوم ہیں بواضحی تمام ظاہر ہوتا ہے
 کہ محمدیوں کا اعتقاد بہشت بالکل مجازی و جسمانی ہی اس نہج پر کہ جو چیز آدمی کے
 خیال میں آئے سو وہاں موجود ہی اور نفسانی و جسمانی ہر ایک لذت اور عیش و
 عشرت جس پر انسان کا دل مائل ہو وہاں ملتی ہی پس ظاہر ہے کہ ایسے بہشت کا امیدوار
 کرنا آدمی کو دل کی پاکی اور نیک فکر سے روک کر نفسانی خواہشوں کو قوت و
 قدرت دیتا ہے سو ایسی بہشت خدا کے تقدس کے لائق کیونکر ہو سکتی ہے اور آدمی کی
 روح جو عبادت کے لیے مخلوق ہوئی ہے اور روحانی عیش و لذت کی طالب ہے اور
 صرف خدا کی محبت اور اس کے قرب اور لطف و رضامندی سے خوش و خرم ہوتی
 ہے ایسے نفسانی عیش و عشرت اور ایسی لذتوں سے کیونکر خوشحال ہو سکتی ہے
 اب قرآن کی ایسی آیتوں سے پڑھنیوالے اور سننیوالے کی نفسانی خواہشیں متحرک

اُنکی خدمتگاری کے لئے اُس پاس کھڑے ہونگے اور پیالے اور شیشیاں اور شراب
 کے بھرے ہوئے جام جس سے نہ درد نہ ہونہ نشہ ہو اور انواع انواع میوے اور
 پرندوں کا گوشت جو اُنکا جی چاہے اور موتی کی مانند حد العین بے سب چیزیں
 اُنکے اعمال کا بدلہ ہونگی اور وہاں بُری بات نہ ہوگی مگر سلام سلام اور اصحاب
 یمن کا حال کیا اچھا حال ہوگا اور سرد منضود اور طلع منضود کے درخت تلے جگنا
 پھیلا ہوا سایہ بہتے پانی کے کنارے میوے کے بیچوں بیچ ہونگے جو نہ کاشنے پڑیں
 نہ کوئی منع کرے اور وہاں اچھی اچھی پرہیزگار عورتیں ہونگی کہ ہم نے اُنھیں ایک
 خاص طور پر پیدا کیا ہے اور اُنھیں باکرہ اور اپنے شوہروں کی محبوب اور ہم عمر
 بنایا ہے یہ سب اصحاب یمن کے لئے ہے دیکھو بہشت کی کیفیت جو اصحاب یمن
 کے لئے مقرر ہوئی ہے قرآن میں اس طرح مذکور ہوئی ہے اور آئندہ آیتوں کے معنی تو
 اُور بھی زیادہ نامناسب ہیں جیسا کہ سورۃ الرحمن میں لکھا ہے کہ فِیْھِنَّ قَاطِرَاتُ
 الطَّرَفِ لَمْ یَطْمِئْسْھُنَّ اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَلَا جَانٌ یعنی مومنین کے واسطے بہشت میں
 ایسی حوریں ہیں کہ صرف اپنے شوہر ہی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور اُنکے شوہروں
 سے پہلے کوئی جن و انسان میں سے اُن تک نہیں پہنچا اور سورۃ النبا میں وارد
 ہے کہ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَاقًا وَعِنا بَاوُکَ وَاَعِیْبَ اِثْرًا بَاوُکَ سَادِھَا
 یعنی متقیوں کے لئے ایک عیش کا مکان طیار ہوا ہے یعنی انگور کے باغ اور نارستان
 حور اور لبالب پیالے و ظاہر ہے کہ ایسی باتوں کو خدا کا کلام کہنا لائق نہیں ہے
 کیونکہ خداے تعالیٰ کے تقدس کے مقابلہ میں اس قسم کے مضمون اور ایسے معانی

اور ظاہر ہے کہ بد و کفراً نیز مضمون بھی افضل بلاغت و فصاحت کے ساتھ لکھ سکتے ہیں اور قرآن کے مضمون کے باب میں تفصیل و ارباب بیان ہوا کہ قرآن کتب عبد عتیق و جدید کی یعنی توریت و انجیل کی تعلیمات و حکایات سے اور یہودیوں اور مسیحیوں کی ان احادیث سے جو محمد کے زمانہ میں مشہور تھیں اور عربوں اور مجوسیوں کی عادتوں کے قصوں سے جمع ہو کر محمد کی محنت اور حکمت سے تالیف ہوا ہی پس جو قرآن میں نیک و حق باتیں ہیں وے سب توریت و انجیل سے اخذ کی گئی لہذا قرآن کی حقیقت کی دلیل نہیں ہو سکتی ہیں اور باقی مضمون جو ہیں سونہ اسکی حقیقت بلکہ اسکے ابطال پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ میزان الحق میں بتایا گیا اور ان اوراق میں بھی بیان ہوا ہے *

پانچویں دلیل کہ قرآن کلام اللہ نہیں ہے قرآن کے وے آیات ہیں جو کہ بہشت کے بیان میں آئی ہیں مثلاً سورۃ القتال میں مرقوم ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ أَلْحَاءٌ يَعْنِي بَهْت جِسْمًا مُتَقِينٍ سے وعدہ ہوا ہے ایسا ہی کہ دماں نہریں ہیں جنکا پانی خراب نہیں ہوتا اور دودھ کی نہریں ہیں جسکا مزا نہیں بدلتا اور شراب کی نہریں ہیں جو پیو الوں کو مزہ دیتے اور مصفی شہد کی نہریں ہیں اور ہر قسم کے میوے ہیں اور وے لوگ اپنے خدا کی بخشش حاصل کرینگے * پھر سورۃ الواقعہ میں لکھا ہے أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ الح یعنی وے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہشت میں اپنے خدا کی قرب حاصل کی ہے بہت اگلوں میں سے ہیں تھوڑے پچھلوں میں سے جڑاؤ مسندوں پر آمنے سامنے بیٹھینگے اور بہشت کے جوان

آیتوں کو سحر نہیں کہہ سکتے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ قرآن میں کتنی آیتیں ہیں جنہیں
 بیان ہوا ہے کہ قریش دیہود نے محمد کو ساحر اور قرآن کی آیتوں کو سحر اور سحر
 مبین کہا ہے مثلاً سورہ ص میں مرقوم ہے کہ قَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سِحْرٌ
 كَذَّابٌ یعنی منکروں نے کہا کہ یہ جھوٹھا جادو گری ہے پھر سورہ زخرف میں ہے
 وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ یعنی جسوقت کہ حق انکے پاس پہنچا تو
 بولے یہ جادو ہے پھر سورہ احقاف میں مذکور ہے کہ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا
 جَاءَهُمْ هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ یعنی منکر جسوقت حق بات انہیں ملتی ہے تو کہتے ہیں
 کہ یہ صریح جادو ہے پس ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ بھی باطل ہے الحاصل واضح اور
 آشکار ہو گیا کہ ان دو آیات مذکورہ سے بھی محمد کا معجزہ ظاہر و ثابت نہیں ہوتا پس
 بخوبی یقین ہے کہ محمدی لوگ ایسی ایک آیت بھی قرآن سے نہیں لاسکتے جسہیں
 محمد کا معجزہ تفصیل و بیان ہوا ہو خلاصہ قرآن سے صاف ظاہر ہے کہ محمد کو قوت
 معجزہ کی نہ تھی اور کہ اُسنے کبھی کوئی معجزہ نہیں کیا اور حق نبی کی یہ دلیل
 اُسہیں نہیں پائی گئی نقطہ +

بعض علماء محمدی دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود قرآن محمد کا
 معجزہ ہے اور کہ اور معجزوں کی نسبت یہ افضل و بہترین معجزات ہے لیکن
 یہ ایک باطل و عاطل دعویٰ ہے چنانچہ میزان الحق کے ۳ باب کی ۲ و ۳ فصلوں
 میں تفصیلًا بیان و مثبت ہوا ہے یعنی وہاں بنا یا کیا کہ عبارت خواہ بے مثل و مانند
 ہو خواہ نہ ہو کسی کتاب کی حقیقت اور من الہ ہونے کے لئے ابدًا دلیل نہیں ہو سکتی

فلاں معجزہ فلاں وقت اور فلاں مقام پر کیا ہی بلکہ صرف عموماً کہا ہی کہ انھیں نشانیاں
 ملیں اور کہیلے نشانوں سے اُنکے پاس آیا۔ ثانیاً دوسری آیت اس سبب سے
 بھی انکو مفید نہیں ہی کیونکہ وہ آیت بطن غالب نہ محمد سے بلکہ مسیح سے مراد رکھتی
 چنانچہ بیضاوی نے بھی اُسے مسیح کی طرف رجوع کر کے اس مضمون سے بیان کیا ہی کہ
 فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ الْإِشَارَةُ إِلَى مَا جَاءَ أَوَّلَهُ
 وَلَسُمِّيَتْ سِحْرًا لِلْمُبَالَغَةِ وَيُؤَيِّدُهُ قِرَاءَةُ حَمْزَةٍ وَالْكَسَائِي بِذَلِكَ سَاحِرٌ عَلَى أَنَّ
 الْإِشَارَةَ إِلَى عِيسَى عَمَّ يَنْبَغِي إِشَارَةُ مَا جَاءَ فِي طَرَفِ هِيَ بِمَا جَاءَ فِي طَرَفِ يَعْنِي
 شَخْصَ آئِيْدِهِ أَوْ أَسْكَانَ سَحَرٍ جَوْرٍ كَهَا لِيَا سَوِّبًا لَعَنَهُ كِي رَاهِ سَهِي أَوْ حَمْزَةٍ وَكَسَائِي
 كِي قِرَاءَةُ بِذَلِكَ سَاحِرٍ اس معنی كِي مؤيدہ كِي يہ عيسیٰ سے اشارہ ہي ۛ ثالثاً اگر
 بالفرض ہم قبول بھی كرس كے دونوں آیتیں محمد كی طرف رجوع كرتي ہيں تب بھی لفظ
 الْبَيِّنَاتِ اگرچہ معجزے كے معنی بھی ركھتا ہي مگر قرآن كے بہترے مقاموں
 ميں صرف آیات قرآن اُس سے مراد ہي چنانچہ ميزان الحق كے ۲۰۳ صفحہ ميں
 بيان ہوا ہي اور در حال كہ قرآن ميں كسي جگہ نہيں كہا كيا ہي كہ فلاں معجزہ
 محمد سے ہوا بلکہ اُسكے برخلاف معجزہ كرنے كا عذر جابجا مذكور ہوا ہي تو ظاہر و
 ثابت ہي كہ آیات مذكورہ ميں اگر قبول بھی كرس كے دونوں آیات محمد پر رجوع
 ہوں تو بھی الْبَيِّنَاتِ كا لفظ نہ محمد كے معجزہ كے معنی سے بلکہ قرآن كی آیتوں كے
 معنی سے آیا ہي ۛ رابعاً اگر كومي كہے كہ الفاظ هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ دليل ہي كہ
 اس آیت ميں لفظ بَيِّنَاتِ محمد كے معجزے كے معنی سے آیا ہي كيونكہ قرآن كی

اشارہ ہی لیکن ہمکو حدیثوں سے کچھ کام نہیں ہماری بحث تو قرآن کے ساتھ ہی اور
 معجزہ کی تفصیل قرآن کی آیتوں سے مانگتے ہیں نہ کہ حدیثوں سے اور یہ بات کہ
 حدیثیں دینی مباحثہ میں دلیل نہیں ہو سکتیں آگے اُس پر اشارہ ہوا ہے اور
 اگر بالفرض ہم قبول کریں کہ وہ حدیث صحیح ہے اور فی الحقیقت محمدؐ نے دشمنوں کے
 شکر کی طرف ریت ڈالی تو بھی اس سے معجزہ ثابت نہوگا کیونکہ یہ تو صرف
 ایک ایسی بات ہے کہ ہر زمانہ میں شکر کشوں نے کی ہے اور اب بھی کیا کرتے ہیں
 تاکہ اپنے شکر کو دلیر و بے باک بنا دیں پس اگر انکا وعدہ وعید پورا ہوا اور دشمن پر
 فتح ہو گئی تو اس صورت میں کوئی عقلمند یہ نہ کہہیگا کہ انکی بات الہام الہی سے تھی
 اور وہ ریت فی الحقیقت دشمنوں کی آنکھوں ہی میں پڑی اور شکر کش نے معجزہ
 دکھایا ہے۔ آیات مذکورہ کے سوا بعضوں نے ان آیات پر بھی اشارہ کیا یعنی
 وَأَشْهَدُ أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ جو سورہ عمران میں واقع
 ہے یعنی گواہی دی کہ رسول برحق ہے اور انھیں نشانیاں ملیں پھر یہ آیت جو
 سورہ صف میں مرقوم ہے کہ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ
 یعنی جبوقت کہ کھلے نشانوں سے انکے پاس آیا تو بولے یہ صریح جادو ہے اور دعویٰ
 کرتے ہیں کہ ان آیتوں سے محمدؐ کے معجزے ثابت ہوتے ہیں مگر محمدؐ کا معجزہ ان آیتوں
 سے بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اولاً تو ان آیتوں میں ایک معجزہ بھی محمدؐ کے نام
 سے مذکور نہیں ہوا اور ایسی تفصیل کے ساتھ جو رسالت ثابت کرنے کے لیے
 لازم و واجب ہے اور جس طریقہ پر توریت و انجیل میں آئے ہیں نہیں کہا گیا کہ محمدؐ

بھی کچھ اشارہ نہیں ہے کہ وہ امر محمد سے واقع ہوا ہی اور دوسری آیت کا علاقہ پہلی آیت سے اس نہج پر ہے کہ بے ایمان لوگ آخری زمانہ میں اگرچہ قیامت کے نشان بہت دیکھیں گے مگر ایمان نہ لائیں گے بلکہ اگلے بے ایمانوں کی عادت کے موافق کہیں گے کہ یہ جادو ہے۔ * ثالثاً اگر شوق القمر محمد سے ہوا ہوتا تو بلا شک اُن لوگوں کو جو ایک معجزہ طلب کرتے تھے محمد اپنے اس معجزہ شوق القمر کا حوالہ دیکر کہتا کہ فلاں وقت میں چاند کو میں نے شوق کیا ہے اور یہ میرا معجزہ ہے تم بے ایمان مت ہوؤ بلکہ لازم تھا کہ یہی جواب دیتا تاکہ اُنھیں کچھ عذر باقی نہ رہتا مگر قرآن میں کہیں ایسے جواب کا ذکر اشارہ بھی نہیں ہے خلاصہ ان وجوہات سے ظاہر ہوا کہ یہ آیت بھی محمد یوں کو مفید نہیں اور محمد کا معجزہ اس سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ *

بعض علماء نے قرآن کی یہ آیت بھی ذکر کی ہے کہ سورۃ الانفال میں ایسا مرقوم ہے مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی یعنی تو نے نہیں ڈالا جس وقت کہ ڈالا لیکن خدا نے ڈالا۔ اور کہتے ہیں کہ اس آیت کا مضمون محمد کے معجزے کی دلیل ہے مگر ان کلمات میں کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں فلاں معجزہ کیا بلکہ یہ تعین اور بے تفصیل صرف اتنا ہی کہا ہے کہ تو نے نہیں ڈالا جس وقت ڈالا لیکن خدا نے ڈالا سو دشمنوں کے نزدیک ایسے غیر معین لفظوں سے معجزہ ثابت نہو گا تاں مگر احادیث کے مضمون بموجب ہفتہ سین یوں لکھتے ہیں کہ غزوہ بدر یا غزوہ حنین میں محمد نے ایک مٹھی ریت کفار کے لشکر کی طرف ڈالی تھی جس سے اُن سب کی آنکھوں میں ریت ہی ریت ہو گئی پھر کفار بھاگ گئے پس کہتے ہیں کہ وہ آیت اسی واقعہ سے

اشخاص نے کہا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے دن چاند شق
 ہو جائیگا اور حذیقہ کی قراءت میں یوں ہی کہ چاند شق ہو گیا یعنی قیامت کا دن نزدیک
 آیا اور اُس کے نزدیک اُن کی نشان بھی ملا اور وہ یہ ہے کہ چاند شق ہو گیا * اور بیضاوی
 لکھتا ہے کہ وَقِيلَ مَعْنَاهُ سَيَنْشَقُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی بعض نے کہا ہے کہ قیامت کے
 دن چاند شق ہو جائیگا * ثانیاً اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ شق القمر وقوع میں آیا ہے
 تو اُس حالت میں بھی محمد کا معجزہ نہ ہو سکیگا کیونکہ نہ تو خود آیت میں نہ اُس کے مابعد کی
 آیتوں میں کہا گیا ہے کہ یہ کام محمد کے وسیلے سے وقوع میں آیا اور معجزے یا خرق
 عادت کو رسالت و پیغمبری کی دلیل بنانے کے لئے ضرور ہے کہ اسی کتاب میں کہا گیا ہو
 کہ وہ معجزہ اُسی پیغمبر سے ظہور میں آیا ہے جیسا کہ موسیٰ اور یسوع اور حواری وغیرہ کے
 معجزے توریت و انجیل میں مفصل بیان ہوئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ فلاں فلاں
 معجزہ فلاں فلاں نبی و رسول سے ہوا مگر قرآن کی اس آیت میں فعل کے فاعل کا
 کچھ ذکر نہیں صرف عموماً کہا گیا ہے کہ چاند شق ہو گیا اور آیتوں میں بھی قرآن
 کے کسی مقام میں نہیں کہا گیا کہ اس سورہ میں جو شق القمر کا معاملہ ہے محمد سے
 نسبت رکھتا اور اُس کے وسیلے سے عمل میں آیا ہے اور مابعد کی آیت میں بھی نہیں
 کہا گیا کہ جس وقت کہ مشرکوں نے اس نشان کو دیکھا تو کہا کہ جادو ہے بلکہ ایک عام
 معنی اور صیغہ مضارع سے اور بلا تعین لفظ آیت کے یعنی بغیر الف و لام تعریف کے
 کہا ہے کہ وَأَن تَرَوْاٰ آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سَحَابٌ مَّثْنِىٍّ ۚ إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ
 کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ پُرانا جادو ہے * پس اس آیت میں

فلاں معجزے دکھائے ہیں بلکہ معجزہ کا عذر اور نفی جا بجا ہی جیسا کہ بیان ہوا۔ بعض وقت
 محمدی سورہ قمر کی یہ آیت کہ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشُّقُ الْقَمَرُ یعنی پاس آگئی وہ
 ساعت اور چاند پھٹ گیا۔ محمد کے معجزہ کی دلیل بنا کر چاہتے ہیں کہ اس آیت سے
 محمد کا معجزہ ثابت کریں پر اس آیت سے بھی محمد کا معجزہ کئی وجہ سے ثابت نہیں
 ہوتا اولاً لفظ السَّاعَةُ الفلام کے ساتھ مفرد ہونے کی حالت میں ہر جگہ قرآن
 میں روز قیامت کے معنی سے آیا ہے مثلاً سورہ طہ کے اوایل میں اور سورہ حج
 اور سورہ شوری وغیرہ میں اسی معنی سے ہی جانا چاہیے کہ لفظ السَّاعَةُ
 بارہ سورتوں میں پندرہ جگہ پایا گیا اور ہر جگہ روز قیامت کے معنی یا ساعت
 اخیر کے معنی سے آیا ہے چنانچہ مفسرین نے بھی اسکو اسی مضمون سے بیان کر کے کہا
 کہ قیامت کا دن اُن پہنچا اور جملہ الشُّقُ الْقَمَرُ وادعطف کے سبب جملہ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ
 کے ساتھ ملحق ہو کر معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک جملہ کے حکم میں ہیں اور اسکے سوا
 دونوں جملوں میں دو فعل ماضی آئے ہیں تو جیسا کہ پہلا فعل اقْتَرَبَتِ مستقبل کے معنی
 بخشتا ہے یعنی قیامت کا دن آویگا اسی طرح دوسرا فعل الشُّقُ بھی سَيَنْشَقُّ کے معنی
 دیتا ہے یعنی جس وقت کہ قیامت کا دن آویگا چاند پھٹ جائیگا چنانچہ بعض علما اور
 بعض مفسرین نے بھی آیت کو اسی مضمون سے بیان کیا ہے مثلاً زنجیری و بیضاوی
 اگرچہ آیت مذکورہ کو محمد کا معجزہ جانتے ہیں پھر بھی اپنی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں
 وَعَنِ النَّاسِ اِنْ مَعْنَاهُ يَنْشَقُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِي قِرَاطٍ حَذِيقَةٍ وَقَدْ انْشَقَّ الْقَمَرُ
 اَيِ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَقَدْ حَصَلَ مِنْ آيَاتِ اقْتَرَابِهَا اِنَّ الْقَمَرَ قَدْ انْشَقَّ يَعْنِي بَعْضُ

کوئی نشان انھیں دکھایا جائیگا + سو یہ آیت اُنکے لئے مفید نہو گی کیونکہ پہلے تو یہودی
 سرداروں نے امتحان کے طور پر ایک خاص آسمانی نشان مسیح سے مانگا تھا چنانچہ متی کے
 اُسی باب کی پہلی آیت سے ظاہر ہے کہ وہاں مرقوم ہے کہ فرسبون اور زاقیون نے
 اُنکے آزمائش کے لئے اُس سے چاہا کہ ایک آسمانی نشان ہمیں دکھا + پس مسیح نے
 صرف اُسی خاص نشان سے انکار کیا اور بس + دوسرے مسیح نے محمدؐ کی طرح یہ
 نہیں کہا کہ ثانی میرے پاس نہیں ہے اور میں معجزے کے ساتھ نہیں بھیجا گیا
 بلکہ یہ کہا کہ ایک خاص نشان بھی تمہیں دکھایا جائیگا یعنی یونسؑ بنی کا معجزہ جو
 مسیح کے قیام سے مراد ہے جیسا کہ متی کے ۱۲ باب کی ۳۸ آیت سے ۴۱ تک بیان
 ہوا ہے اور یہ نشان مسیح کے قیام کے وقت یہودیوں پر ظاہر ہوا + تیسرے
 مسیح کے معجزے انجیل میں مفصل بیان ہوئے اور کہا گیا ہے کہ اُس نے فلاں
 مردہ کو زندہ کیا اور فلاں اندھے کو بینائی بخشی اور فلاں بیمار کو اچھا کیا اور
 یوحنا کے ۱۰ باب کی ۳۸ آیت میں مذکور ہے کہ خود مسیح نے یہودیوں کو اپنے
 معجزوں کی طرف رجوع کر کے کہا کہ اگر مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو میرے کاموں پر ایمان
 لاؤ + اور یہودی سرداروں نے بھی مسیح کے معجزوں کا اقرار کیا ہے چنانچہ
 یوحنا کے ۳ باب کی ۲ آیت میں لکھا ہے کہ یقودیموس جو یہودیوں کا ایک
 سردار تھا اُس نے رات کو یسوعؑ پاس آکر کہا کہ ربی ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف
 سے اسناد ہو کے آیا کیونکہ کوئی شخص بے معجزے جو تو دکھاتا ہے جب تک کہ خدا
 اُسکے ساتھ نہ ہو نہیں دکھا سکتا + مگر قرآن میں کسی جگہ نہیں کہا گیا کہ محمدؐ نے فلاں

معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں لکھا ہے مَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ الْاِثْبَاتِ كَذِبَ
بِهَآ اَلَا وَّلَوْنَ يَٰعَنِ كُوْنِ حِيْزِہُمْ مَّانِعٌ نَّہِیْ ہُوْیْ کہ تجھے معجزے کے ساتھ بھیجیں
مگر یہی کہ اگلے پیغمبروں کو جو پہلے معجزہ دیکر بھیجا تھا انھیں لوگوں نے جھوٹھا جانا *
پس اس آیت کے مضمون سے بھی بخوبی واضح ہے کہ محمد نے کسی وقت معجزہ نہیں دکھایا اور
رسالت کی یہ دلیل اسمیں نہ تھی *

بعضے علماء دعویٰ کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں معجزہ کی نفی عموماً نہیں ہے
بلکہ ایک خاص نفی ہی یعنی اُن آیتوں میں محمد نے صرف اُس خاص معجزے کا انکار کیا
ہے جو بعضے بے ایمان عرب نے اُس وقت اُس سے مانگا تھا اور کہتے ہیں کہ یہ بات لفظ
الْآيَات سے جو معروف باللام ہی ثابت ہوتی ہے اور لکھتے ہیں کہ اگر الْآيَات کی
جگہ صرف لفظ اِیۃ ہوتا تو البتہ عموماً نفی نکلتی اور ثابت ہو جاتا کہ محمد سے کوئی معجزہ
نہیں ہوا سو اب دعویٰ اُس وقت درست ہوتا کہ لفظ الْآيَات قرآن میں ہمیشہ
خاص کے معنی سے آیا ہوتا لیکن درحالیکہ خود اس آیت سے اور آیتوں سے
بھی واضح و ثابت ہوتا ہے کہ لفظ الْآيَات اس مقام میں اور قرآن کے اور مقاموں
میں بھی آئۃ کے معنی سے یعنی عام معنی سے آیا ہے تو ظاہر و ثابت ہوا کہ ایسا
دعویٰ باطل و بیجا ہے چنانچہ میزان الحق کے ۱۹۸ صفحہ میں تفصیلاً بیان ہوا ہے *
اور یہ کہ بعضے علماء محمدی کہتے ہیں کہ مسیح نے بھی صاحب معجزہ ہو کر معجزہ سے
انکار کیا ہے جیسا کہ متی کے ۱۴ باب کی ۴ آیت میں مرقوم ہے کہ اس زمانے
کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر پونس بھی کے نشان کے سوا

کیونکہ حکم خدا کی طرف سے ہی اور وہی حق کو ظاہر کر دے گا اور وہ سب حاکموں سے
 بہتر و برتر ہی کہہ (ای محمد) کہ وہ چیز (یعنی معجزہ) جسے تم چاہتے ہو کہ جلد ظہور میں
 آجائے اگر میرے پاس ہوتا تو میرا تمہارا جھگڑا فیصل ہو جاتا۔ پس ان آیتوں
 سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمدؐ نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا اور دکھانے پر قادر بھی
 نہ تھا اور پرچند کہ قرآن کے مفتہرین دعویٰ کرتے ہیں کہ درحالیکہ خدا جانتا تھا
 کہ بے لوگ جو محمدؐ سے معجزہ طلب کرتے ہیں اگر معجزہ دیکھ بھی لینگے تب بھی
 ایمان نہ لائینگے تو اپنی رحمت کے سبب محمدؐ کو معجزہ دکھانے کی اجازت نہ دے تا
 اُنکا عذاب بڑھ جائے ورنہ بجز انھیں اوقات مذکورہ کے محمدؐ کو معجزہ دکھانے کی
 قدرت تھی لیکن مفتہرین ایسا دعویٰ کر کے محمدؐ کو جھوٹا بناتے ہیں کیونکہ محمدؐ تو ان
 آیتوں میں کھلا کھلی اقرار کرتا ہے کہ صرف نصیحت دینا میرا کام ہے اگر معجزہ میرے
 اختیار میں ہوتا تو میں ضرور دکھلا کر حجت تمام کرتا علاوہ اسکے جو لوگ رسالت کے
 ثبوت میں محمدؐ سے معجزہ طلب کرتے تھے محمدؐ نے انھیں کسی جگہ اور کسی وقت
 اپنے کسی معجزہ کا حوالہ نہیں دیا اور نہ یہ کہا کہ میں آئندہ معجزہ دکھلاؤں گا اور
 ظاہر ہے کہ اگر محمدؐ سے معجزہ ہوا ہوتا تو اپنے مدعیوں کو اسکا حوالہ دیکر حجت تمام کرتا
 اور انھیں بھی ایمان نہ لانے کے لئے پھر کچھ عذر باقی نہ رہتا مگر اس بات سے
 کہ لوگ ہمیشہ محمدؐ سے معجزہ مانگا کرتے تھے اور اسنے کسی وقت انھیں کسی معجزہ کا
 حوالہ نہیں دیا صاف ثابت ہوتا ہے کہ محمدؐ نے کبھی معجزہ نہیں کیا اور نہ اسے
 معجزہ کرنے کی طاقت تھی چنانچہ یہ مطلب سورہ بنی اسرائیل سے کھلا کھلی

نہ لائینگے پس (ای محمد) تو کہہ کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں میں تو ایک نصیحت
 دینیوالا ہوں * اور سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے کہ وَقَالُوا لَنْ يَنْفُذَ مِنْكَ حَتَّى
 تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا يَخِيَّ وَهِيَ لَوْ كَانَتْ إِلَّا نَجْمًا يُرَىٰ يَلْعَبُونَ
 نہ لائینگے جب تک تو ہمارے لیے زمین کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکال کر جاری نہ کر دے گا
 یا سو جاوے تیرے واسطے خرما یا انگور کا کوئی باغ اور اس میں تو نہریں جاری
 کر دے یا آسمان کو ہم پر گرا دے جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا ہے یا خدا کو اور فرشتوں کو
 گواہی کے لیے بلا دے یا سونے کا بنا ہوا تیرا ایک گھر سو پا تو آسمان پر چڑھ جائے
 اور وہ چڑھ جانا ہم سچ نہ مانینگے جب تک تو ہمارے لیے کوئی ایسی کتاب
 نہ اتار لائے جسے ہم آپ پڑھ لیں اُنکے جواب میں کہہ (ای محمد) کہ سبحان اللہ
 میں کون ہوں مگر ایک بشر جو پیغمبری پر بھیجا گیا ہوں * پھر سورہ انعام میں لکھا
 هِيَ كَذِبٌ وَأَفْهَامٌ ۚ إِنَّهَا نَصْلٌ لِّمُتَّبِعِينَ ۚ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلُوبُهُمْ
 إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعُرُ كُفَرًا ۖ إِذَا جَاءَ لَا يُؤْمِنُونَ یعنی
 (کفار نے) بڑی گاڑھی قسم کھائی ہے کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاوینگے
 کہہ (ای محمد) کہ معجزے خدا کے پاس ہیں اور تم نہیں جانتے ہو اگر معجزہ ہوگا
 تب بھی دے ایمان نہ لائینگے * پھر اسی سورہ میں مرقوم ہے کہ مَا عِنْدِي
 مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ يُقْضَى الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاضِلِينَ
 قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ يَعْنِي کہہ
 (ای محمد) کہ میرے پاس وہ چیز (یعنی معجزہ) جس کے لیے تم جلدی کرتے ہو نہیں ہے

مثلاً سورہ نسا کی ۷۲ اور ۸۸ آیتیں اور سورہ تحریم کی ۹ آیت اور سورہ انفال کی ۴۰ آیت میں پھر روز قیامت کے حق میں سورہ سجدہ کی ۲۴ آیت میں مذکور ہے کہ وہ ہزار برس کی برابر ہوگا اور سورہ معراج کی ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ پچاس برس کا ہوگا اور سورہ نحل کی ۷۹ آیت میں کہا ہے کہ روز قیامت کا کام ایک نگاہ میں ہوگا پھر سورہ نسا کی ۱۴۹ آیت اور سورہ تحریم کی ۱۱۲ آیت میں یسوع مسیح کی بابت لکھا ہے کہ وہ کلمہ خدا کا اور روح خدا کا ہے پس اس بات سے قرآن نے اقرار کیا ہے کہ مسیح آدمی اور نبی اور مخلوق سے بھی بڑا ہے مگر اُسکے برخلاف اُور آیتوں میں لکھا ہے کہ وہ صرف آدمی اور نبی تھا۔

چوتھی دلیل کہ محمد حق نبی نہیں یہ ہے کہ اُس نے کچھ بھی معجزہ نہیں دکھایا تا اسی طرح اپنے دعویٰ رسالت کا ثابت اور مدلل کرے ہاں حدیثوں میں بہت معجزے محمد کے مذکور ہیں لیکن حدیث سے ہمارا کام نہیں ہم قرآن سے اُنکا ثبوت چاہتے ہیں اور یہ کہ حدیث دلیل نہیں ہو سکتی میزان الحق کے ۲۰۴ صفحہ سے ۲۱۳ صفحہ تک بیان ہوا ہے اور جاننا چاہیے کہ حدیثیں اس امر میں قرآن سے برخلاف آئی ہیں زیر کہ قرآن میں محمد کا ایک معجزہ بھی مذکور نہیں ہوا اور کہیں نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں فلاں معجزہ کیا ہے بلکہ برعکس اس کے عذر اور انکار معجزہ کا جا بجا قرآن میں آیا ہے چنانچہ سورہ عنکبوت میں مرقوم ہے کہ وَقَالُوا لَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَاتٍ مِّنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ یعنی کہتے ہیں کہ اگر اُسکے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اُس پر نازل نہ ہوگی تو ہم ایمان

پہلا معجزہ مسیح نے شہر قانائے جلیل میں ظاہر کیا اور خداوند اس وقت قریب
تیس برس کے تھا +

اب ان باتوں سے خوب ظاہر اور ثابت ہے کہ قرآن اکثر اور عمدہ باتوں میں
بلکہ ایسے مسئلوں میں بھی جو اصول دین میں داخل ہیں تو ریت اور انجیل سے
خلاف آیا ہے اور واضح و آشکار ہے کہ وہ کلام جو اگلی کتابوں سے برخلاف
اور وہ شخص جو حق نبیوں کی ضد اور موسیٰ و عیسیٰ کے خلاف بیان کرتا اور تعلیم دیتا ہے حق
نبی نہیں ہوگا اور نہ اس کا کلام و کتاب کلام الہی ٹھہرے گا فقط +

اور سوائے اسکے قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں کہ ایک دوسرے سے برخلاف
آتی ہیں چنانچہ پتھری آیات میں بیان ہوا ہے کہ خدا رحمن و رحیم ہے اور اسکے برخلاف
سورہ اعراف کی ۸۰ آیت اور سورہ ہود کی ۱۹ آیت میں کہا ہے کہ خدا نے بہت جن
آدمی کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے پھر قرآن کی بعض آیات میں کہا گیا کہ خدا عادل
مگر اور آیتوں میں اسکے برخلاف لکھا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے بہایت کرتا اور جو
چاہتا ہے ضلالت میں لیجاتا ہے اور بعضوں کو بے ایمانی کی قسمت کیا اور پھر انکو سخت
سزا دیتا ہے مثلاً سورہ یس کی ۸ آیت اور سورہ انعام کی ۳۸ اور ۴۵ آیتیں
اور بنی اسرائیل کی ۱۴ آیت اور سورہ بقرہ کی ۶ و ۷ آیتیں پھر بعضی آیتوں میں
مثلاً سورہ بقرہ کی ۶ و ۷ آیتوں میں لکھا ہے کہ دین کیا بابت زور و زبردستی
نہونا چاہیئے مگر اور آیتوں میں اسکے برخلاف فرمایا گیا کہ دین کے حق میں
جہاد اور غیرت پر سختی کرنا اور انکو جو محمدی دین کو چھوڑ دیویں قتل کرنا

مگر ابلیس نے اور اسی سبب سے وہ مردود اور شیطان ہوا ہی پھر سورہ بقرہ کی ۲۷
آیت میں کہا ہے کہ ابراہیم نے کعبہ کو بنایا ہی اور سورہ صفات کی ۱۰۰ آیت سے ۱۱۲
تک لکھا ہے کہ ابراہیم اسمعیل کو قربان کر نیکو تھا اور سورہ نمل کے شروع میں کہا گیا کہ
جنات تابع سلیمان کے تھے اور سورہ مریم کی ۲۳ آیت میں وارد ہے کہ مریم نے
مسیح کو ایک کھجور کے درخت کے نیچے جنا ہی اور سورہ عمران کی ۴۴ اور ۴۸ آیتوں
میں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنی ماکہ گودی میں لوگوں سے باتیں کیں اور مٹی کی چڑیا
بنا کر اُنکو جیتا جانور بنایا اب یہ سب بات کتب مقدسہ سے برخلاف ہیں کیونکہ
یوحنا کے ۸ باب کی ۴۴ آیت سے اور پیدائش کے ۳ باب سے یہ یقین تمام
معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اس دنیا کی پیدائش سے پہلے نافرمانی کر کے شیطان
ہوا ہی اور یہ بھی موسیٰ کی پہلی کتاب سے معلوم ہے کہ ابراہیم نے کعبہ کو
نہیں بنایا ہی اور وہ کبھی مکہ میں نہیں گیا تھا اور اسمعیل کو نہیں بلکہ اسحق کو
قربان کرنے کو تھا چنانچہ یہ بات پیدائش کے یعنی موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۲۱
و ۲۲ بابوں میں تفصیل بیان ہوئی ہے اور سلیمان نے بھی کبھی جنات پر حکمرانی
نہیں کی ہی بلکہ صرف یہودیوں پر چنانچہ توریت میں پہلے سلاطین کے ۲ باب
سے ۱۱ تک مفصل بیان ہوا ہے اور مسیح کھجور کے پٹر کے نیچے نہیں بلکہ بیت اللحم
شہر کے ایک گلاؤخانہ میں پیدا ہوا ہی چنانچہ لوقا کے ۲ باب کی ۱۶
آیتوں میں مذکور ہے اور اُس نے اپنی ماکہ گودی میں بات نہیں کی اور لڑکپن
میں معجزات بھی نہیں دکھلائے بلکہ جیسا کہ یوحنا کے ۲ باب میں مسطور ہے

کفارہ کے سبب اور اُس پر ایمان لانے سے نجات پائیگا جیسا کہ انجیل میں رومیوں کے
 ۳ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں اور ۴ باب کی ۵ آیت میں اور افسیوں کے ۲
 باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم ہے لیکن قرآن میں کہا گیا اور محمدی دعویٰ کرتے
 ہیں کہ آدمی حسنات اور ثواب کے سبب نجات پائیگا * ساتویں مسیح نے متی کے
 ۵ باب کی ۴۴ آیت میں اپنے تابعین سے کہا ہے کہ میں تمہیں کہتا ہوں اپنے
 دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُنکے لیے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں
 اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دُکھ دیوں اور ستا دیں اُنکے لیے دعا کرو * مگر محمد
 نے اپنی امت کو حکم دیا کہ غیر مذہب والوں سے جہاد کرو اور جو لوگ قرآن سے
 برگشتہ ہوں اُنہیں قتل کرو * آٹھویں مسیح نے لوقا کے ۲۰ باب کی ۳۴ آیت
 سے ۳۶ تک یوں فرمایا ہے کہ اُس جہان کے لوگ (یعنی بہشت کے لوگ)
 نہ بیاہ کرتے ہیں اور نہ بیاہے جاتے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں کی مانند ہیں *
 اور رومیوں کے ۱۴ باب کی ۱۱ آیت میں مرقوم ہے کہ خدا کی بادشاہت میں
 کھانا پینا نہیں بلکہ راستی اور سلامتی اور روح قدس سے خوش وقتی ہے *
 مگر محمد نے قرآن میں اُسکے برخلاف فرمایا ہے کہ بہشت میں کھانا پینا اور
 عوروں کے ساتھ رہنا ہی *۔

جانتا چاہئے کہ اُوپر بھی آیتیں ہیں جنہیں قرآن کتب مقدسہ سے
 برخلاف بیان کرتا ہے مثلاً قرآن میں سورہ ہجر کی ۲۹ آیت سے ۴۰ تک
 مرقوم ہے کہ خدا نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آدم کو سجدہ کریں اور سب نے کیا

کتابوں سے یعنی توریت اور انجیل سے برخلاف بیان کرتا ہے۔ مثلاً انجیل میں
 مسیح کی الوہیت کھلا کھلی بیان ہوئی ہے مگر قرآن الوہیت مسیح کا انکار کر کے
 صرف رسالت ہی کے مرتبہ میں حساب کرتا ہے۔ + دوسرے انجیل میں لکھا ہے
 کہ مسیح کی صلیبی موت گنہگاروں کے لئے کفارہ ہے لیکن قرآن مسیح کے مرنے
 کی بابت آدمیوں کو شک میں ڈالتا ہے کیونکہ ایک جگہ تو مسیح کی موت کا اقرار ہے
 اور دوسری جگہ انکار اور سب علمائے محمدی دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ مسیح
 نہ مصلوب ہوا اور نہ مر گیا ہے۔ + تیسرے انجیل میں بیان ہوا کہ وہ میاں بچی اور وہ
 صادق و یکتا وسیلہ جو خدا اور انسان کے درمیان ہے مسیح ہی اور کہ گناہ کی معافی
 اور خدا کی رضا مندی اور ہمیشہ کی نیکبختی صرف وہی آدمی پائیگا جو مسیح کو اپنا
 درمیانی اور نجات دہندہ جان لیگا لیکن محمدی کہتے ہیں کہ گنہگاروں کا شفیع محمد
 ہی اور خدا اُسکی خاطر گنہگاروں کو بخش لیگا اور اُسپر ایمان لانیوالوں کو
 بہشت میں لیجا ئیگا۔ + چوتھے خداے واحد نے انجیل میں اپنے تئیں تثلیث کے ساتھ
 یعنی باپ بیٹے روح القدس کے نام سے بیان کیا ہے مگر قرآن اس بیان کا
 قائل نہیں بلکہ اُسے کفر کے مرتبہ میں گنتا ہے۔ + پانچویں مسیح انجیل میں فرماتا ہے
 کہ کتب عہد عتیق و جدید باطل و منسوخ نہیں ہوئی ہیں اور نہ ہو گئی بلکہ آسمان و
 زمین ٹل جائینگے مگر میری بات نہ ٹلیگی لیکن علماء محمدی اسکے برخلاف کہتے ہیں
 کہ قرآن کے ظاہر ہونے سے توریت و زبور و انجیل منسوخ ہو گئیں۔ + چھٹے کتب
 مقدسہ میں بیان ہوا ہے کہ آدمی اپنے اعمال کے سبب نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح کے

نے کہا كَانَ النَّبِيُّ يَقُولُ فِي سَجْدَةِ الْاَلَمَّ غُفْرِي ذَلُّوْنِي كُلَّهُ دِقَّةُ وَجْهِهِ وَادْوَالُهُ
 وَآخِرُهُ وَعَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ یعنی ابو ہریرہ نے کہا ہے کہ نبی سجدے میں کہتا تھا
 یا الہی میرے سارے گناہ بخش دے کیا صغیرہ کیا کبیرہ کیا اگلے کیا پچھلے کیا کھلے کیا چھپے
 اب اگر بعض علماء کہتے ہیں کہ ان آیتوں میں استغفار و مغفرت کے یہ معنی ہیں
 کہ گناہ مرتبہ امکان سے پوشیدہ رکھا جائے تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ جو چیز کہ
 ہنوز مرتبہ امکان سے ظہور میں نہیں آئی ظاہر ہے کہ اُس کا وجود ہی نہیں ہوا یعنی
 وہ معدوم و نابود ہی پس ایسی چیز کے حق میں جو ہنوز معدوم ہی ہے یوں کہنا کہ وہ
 موجود ہی یا ہو چکی حق بات نہیں ہے اس صورت میں ایسے گناہ کے لیے جو وقوع
 میں نہیں آیا معافی اور مغفرت مانگنا بیجا ہی پس یہ دعویٰ بھی باطل ہے اور مرتبہ
 امکان اور ظہور و وقوع کو برابر سمجھنا عقل کے خلاف ہی ایسے دعویٰ کے موافق
 تو فرشتے بھی درحالیہ گناہ کے امکان کا مرتبہ اُنکے لیے بھی ہے تو وہ بھی
 سب کے سب گنہگار ٹھہریں گے اگرچہ اُن سے کبھی گناہ ظہور میں نہیں آیا + خلاصہ قرآن
 کی اُن آیتوں سے اور مسطورہ حدیثوں کے مضمون سے صاف معلوم و یقین ہے کہ
 محمد گنہگار تھا اور خود بار بار اپنے گناہ کا مقرر و معترف ہوا ہی پس ظاہر ہے کہ وہ
 شافع نہیں ہو سکتا اور کہ محمد کی شفاعت پر نجات کی امید باندھنا ایک عاقل
 اور باطل بات ہے لہذا وہ دین بھی جو گنہگار کو شافع ٹھہراتا ہی عاقل
 باطل ہو گا اور بس +

تیسری دلیل کہ قرآن حق نہیں یہ ہے کہ قرآن عمدہ مطلبوں میں اگلی

گناہوں کا اقرار کر کے دعا مانگی کہ یا خدا مجھے اور میری امت کو بخش دے اور فرمایا کہ
ای لوگو میں خدا سے اپنے لئے اور تمہارے لئے معافی مانگتا ہوں اور ایسا ہی
کچھ بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ کتاب حصن الحصین میں صلوٰۃ
کی فصل میں مرقوم ہے کہ محمد نے اپنے گناہ کا اقرار کر کے دعا کی کہ فَاغْفِرْ لِي مَا
قَدْ مَتَّ وَمَا آخَرَتُ وَمَا أَسْرَيْتُ وَمَا أَغْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ
مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
یعنی میرے گناہ بخش دے جو گناہ میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا اور جو گناہ پوشیدہ کیا اور جو ظاہر
کیا اور ہر ایک گناہ جو تو جانتا ہے اول بھی تو ہی ہے آخر بھی تو ہی ہے تیرے سوا
اور کوئی نہیں ہے اور مکاشفات المصابیح میں کتاب اسماء اللہ تعالیٰ کے باب استغفار والتوبہ میں بخاری
سے روایت ہے کہ ابی ہریرہ نے کہا کہ قَالَ مُحَمَّدٌ إِنِّي أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي النَّوْمِ
أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً یعنی محمد نے کہا ہے کہ میں ہر روز ستر بار سے زیادہ خدا سے
معفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پھر اسی مقام میں مسلم سے روایت ہے کہ محمد نے کہا
إِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي يَوْمٍ مِائَةً مَرَّةً یعنی ہر روز سو دفعہ خدا سے معفرت
مانگتا ہوں پھر اسی کتاب کے باب الاستعاذہ میں مسلم نے عائشہ کے قول سے روایت
کی ہے کہ محمد نے کہا اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلَجِ وَالْبَرْدِ وَنُقْ قَلْبِي كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ بَيْنَ
الدَّنَسِ بَا عِدَّتِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدَتْ بَيْنَ الْمَشَاقِّ وَالْمَغْرِبِ یعنی ای خداوند میرے گناہ
برف کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل ایسا پاک کر جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کرتے ہیں اور میرے گناہ کو
مجھ سے الیحد کر جیسا مژر سے مغرب دور ہے پھر کتاب الصلوٰۃ کے باب السجود میں روایت ہے کہ ابو ہریرہ

کلام سے ظاہر ہے کہ چنانچہ لفظ لَذَنَبُكَ ولفظ ذَنَبُكَ محمد سے منسوب ہے اور الفاظ
 للمؤمنين والمؤمنات امت کے لوگوں سے متعلق ہیں اور احادیث سے بھی بخوبی
 معلوم و یقین ہوتا ہے کہ اگلے پچھلے گناہ جنکو مذکورہ آیات کے مضمون بموجب گویا
 خدا نے محمد کو معاف کر دیا ہے اُسکی امت کے گناہ نہیں ہیں بلکہ فی الحقیقت خود
 اُسی کے گناہ ہیں اور وہ حدیثیں یہ ہیں چنانچہ کتاب حیات القلوب کی
 دوسری جلد کے ۷۵ ورق کے ۲ صفحہ میں امام جعفر کے قول سے مرقوم ہے
 کہ ایک رات محمد ام سلمہ کے گھر میں دعا کرنے میں روتا تھا اور کہتا تھا کہ اے خداوند
 مجھے بدی کی طرف مت پھیر اگرچہ بدی سے تو نے مجھے نجات دی ہے اور ایک لمحہ کو
 مجھے اپنے اختیار پر مت چھوڑا میں ام سلمہ بولی کہ درحالیکہ خدا نے تیرے
 اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں تو پھر تو رو کر ایسا کیوں کہتا ہے محمد نے فرمایا
 کہ اے ام سلمہ میں کیونکر بے خوف رہوں دیکھ حق تعالیٰ نے ایک لمحہ کے لمحہ کو
 یونس کے نہیں چھوڑ دیا تھا سو اس سے سرزد ہوا جو ہوا پھر اُسی کتاب کے
 ۷۷ ورق کے ۲ صفحہ میں اسی مضمون کی ایک اور حدیث امام محمد ماقر سے
 منقول ہے کہ ایک رات عائشہ کے گھر میں محمد از بس عبادت میں مشغول تھا عائشہ
 نے کہا اتنا رنج اپنے اوپر کیوں گوارا کرتا ہے حال آنکہ خدائے تعالیٰ نے تیرے
 اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں محمد نے فرمایا اے عائشہ کیا میں اپنے خدا کا شکر
 گزار بندہ نہ بنوں پھر اُسی کتاب کے ۳۰۱ ورق میں ہے کہ محمد نے اپنی
 امت کے روبرو خطبہ پڑھ کر خدا کی حمد و ثناء کے بعد لوگوں کو نصیحت کی اور اپنے

ایسے شخص کو شافع مذہبین جانتے اور اُسکی شفاعت پر اپنی نجات کی امید باندھتے
ہیں کہ خود گنہگار تھا اور ظاہر ہی کہ گنہگار گنہگاروں کا شافع نہیں ہو سکتا ہی
چنانچہ قرضداروں بے مال قرضداروں کا ضامن نہیں ہو سکتا راست ہی کہ
محمدی محمد کو حدیثوں کے قول پر بہترین مخلوقات اور پاکیزہ ترین کائنات
جانتے اور مانتے ہیں مگر یہ بات قرآن کی آیات سے برخلاف ہی اور قرآن
کی کسی آیت میں یہ بھی نہیں کہا گیا کہ محمدؐ نے گناہ کا کفارہ و ذبیہ ادا کیا ہی
اور اس طرح شافع مذہبین بن گیا بلکہ اسکے برعکس یہ کہا گیا کہ گنہگار تھا اور اُسکو
حکم ہوا کہ تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ چنانچہ سورہ مؤمن میں مرقوم ہی
فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لَذُنُوبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعُشِيِّ
وَالْأَبْكَارِ یعنی تو صبر کر کیونکہ خدا کا وعدہ سچا ہی اور اپنے گناہ کی معافی مانگ
اور صبح و شام اپنے خدا کا شکر کر۔ پھر سورہ القتال میں مذکور ہی کہ فَاَعْلَمْ
أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لَذُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی تو
تحقیق جان کہ کوئی خدا نہیں مگر خدا اے واحد اور اپنے گناہ کی اور مسلمان مردوں
اور مسلمان عورتوں کے گناہ کی معافی مانگ۔ پھر اسی امر کی بابت سورہ الفتح
میں لکھا ہی کہ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيُغْفِرَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ
وَمَا تَأَخَّرَ یعنی دیکھ ہم نے ایک بڑی فتح تجھ سے بیان کی ہی کہ خدا نے تیرے
اگلے پچھلے گناہ معاف کیے۔ اور یہ بات کہ یہ آیتیں بلا شک محمدؐ کے گناہ کی
طرف رجوع کرتی ہیں نہ امت کی جیسا کہ بعض محمدی کہتے ہیں آیتوں کے ربط

سب تکمے ہیں کوئی نیکی کر نیوالا نہیں ایک بھی نہیں فقط اور سعدی نے بھی ایسی
 بات پر گواہی دے کر کہا ہے کہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد
 ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند کہ بجا آورد + عاکفان کعبہ جلالش تبصیر عبادت
 معترف کہ ما عبدناک حق عبادتک و اصفان حلیہ جلالش بہ تخر منسوب کہ اعرفناک حق
 معرفتک فقط خلاصہ واضح و مبین ہے کہ سب آدمی گنہگار ہیں اور اپنے گناہ کا بدلہ
 کفارہ نہیں دے سکتے اور کہ خدا اپنی عدالت کا لحاظ کر کے بے سبب اور بے کفارہ و فیہ
 گناہ کو معاف نہیں کرتا اب اس صورتیں کہ قرآن میں کفارہ اور فدیہ کی خبر نہیں
 ہے پس ظاہر ہے کہ قرآن کے وسیلے سے گناہ کی بخشش اور نجات حاصل نہیں ہوتی
 ہے اور یہہ ایک ایسی عمدہ دلیل ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے کہ اگر اور کوئی
 دلیل نہیں ہوتی تو محض اس سے بخوبی مثبت و مدلل ہوتا ہے کہ قرآن کلام الہیہ
 نہیں ہے اور میزان الحق کے دیباچہ میں یہہ بات تفصیلاً بیان ہوئی ہے کہ کلام
 حق کے واسطے اول نشان یہہ ہے کہ گناہ کی معافی اور نجات کی راہ بتا دے اور کہ
 کتاب بس میں کفارہ اور نجات کی خبر نہیں وہ خدا سے نہیں ہوگی + جانتا چاہیے
 کہ انجیل میں کفارہ اور فدیہ کی خبر تفصیلاً بیان ہوئی اور کہا ہے کہ مسیح نے اپنی
 پاک جان کو قربان کر کے گنہگاروں کے بدلے دکھ اٹھایا اور صلیب پر مر گیا
 اور تیسرے دن قبر سے جی اٹھا ہے اور اس طرح گناہ کا کفارہ ہوا اور گناہ کی معافی
 نجات تحصیل کی ہے +

دوسری دلیل یہہ کہ دین محمدیہ حق نہیں ہے یہہ ہے کہ محمدی ایک

بعض کو بے سبب اور بے کفارہ و فدیہ معاف کرے محض رحمت کی راہ سے تو پھر
 کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس واسطے خدا سبھوں پر رحم کرے اور ہر گناہ
 اور ہر بدی کو معاف نہ فرمائے پس ظاہر ہے کہ بعض کو معاف کرنا اور بعض کو معاف
 نہ کرنا یہ بھی بے عدلی ہوگی لہذا واضح و آشکار ہے کہ خدا عادل و مقدس ہے سبب
 و بے کفارہ گنہگاروں پر رحم نہ کریگا اور ان کے گناہ معاف نہیں فرمائے گا بلکہ رحمت اور
 معافی کے واسطے ایک سبب یعنی ایک کفارہ، شافع چاہیے، پھر بعض تحریری
 کہتے ہیں کہ حسنات اور صواب کے سبب گناہ معاف ہو گئے اور گناہ کا کفارہ حاصل ہوتا
 ہے مگر یہ بھی باطل اور اٹ ہونی بات ہے کیونکہ حسنات واجبات سے ہیں اور
 واجبات صواب نہیں ہیں چنانچہ مسیح نے بھی اس بات کے بیان میں یوں
 فرمایا ہے (لوقا کے ۱۷ باب کی ۱۰ آیت میں) کہ تم جب سب کچھ جو تمھارے
 لئے فرمایا گیا کر چکے تو کہو کہ ہم نالائق بندے ہیں کیونکہ جو ہم پر کرنا واجب
 تھا وہی کیا فقط اور ممکن بھی نہیں کہ آدمی واجبات کو جیسا کہ چاہیے عمل
 میں لاوے کیونکہ اگر آدمی نے صرف ایک ہی دفعہ یا ظاہر یا باطن میں عدول
 حکم الہی کیا پس گنہگار ہوا اور اس کا کمال جاتا رہا اور وہ کوٹ ہی کہ جس نے
 ایک بھی گناہ نہ کیا ہو پس خدا کے نزدیک ہم سب قصور وار و گنہگار ہیں چنانچہ
 توریت اور انجیل میں جا بجا یہ بات بیان ہوئی ہے مثلاً انجیل میں رومیوں کے
 ۳ باب کی ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں مرقوم ہے کہ کوئی راست باز نہیں ایک
 بھی نہیں کوئی سمجھنوالا نہیں کوئی خدا کا ڈھونڈھنیوالا نہیں سب گمراہ ہیں سب کے

معافی اور نجات کے واسطے کچھ راہ نہیں بتائی گئی ہے آدمی تو گنہگار ہی اور گناہ کے سبب غضب الہی اور جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوا ہے اور آدمی آپ سے اپنے تئیں گناہ کی سزا اور جہنم کے عذاب سے نہیں چھوڑا سکتا ہے کیونکہ اُس میں وہ طاقت و لیاقت نہیں کہ اپنے گناہ کا کفارہ اور فدیہ ادا کرے اور اسی طرح گناہ کی سزا سے چھوٹے اور قرآن میں کوئی ایسے شخص کی خبر نہیں ہے کہ گنہگاروں کے بدلے کفارہ اور فدیہ ہو کر اُنکو گناہ کی سزا اور جہنم کے عذاب سے بچا یا ہو اور یہ کہ محمد شفیع اور نجات دینوالا نہیں ہو سکتا یہ بات من بعد بیان کی جاوے گی پھر بعض محدثی بلکہ اکثر کہتے ہیں کہ کفارہ اور فدیہ ضرور نہیں ہے خدا اگر چاہے تو بغیر کفارہ و فدیہ کے معاف کر سکتا ہے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے اور جو چاہتا ہے سو ہی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ خدا کی قدرت کی کچھ حد نہیں ہے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جیسی اُسکی قدرت ویسی ہی اُسکی تقدس و عدالت بھی ہے حد و بے نہایت ہے اور اپنی تقدس کی نسبت خدا بدی و گناہ کو ہرگز قبول نہیں کرتا اور اُسکی عدالت کا مقتضائے بھی یہی ہے کہ گناہ گاروں کو گناہ کی سزا دیوے اگر گنہگاروں کو سزا نہیں دی جاتی یا گناہ بے سبب اور بے کفارہ و فدیہ معاف کیا جائے تو عدالت الہی میں نقص پڑیگا اور پھر بدی اور نیکی کے بیچ میں فرق نہ رہیگا چنانچہ حاکم اگر سب قصور واروں اور بدکاروں کو معاف کرے تو کیا اُسکی عدالت برہم نہوگی اور وہ پھر عادل حاکم نہیں کہا جائیگا اور اگر خدا صرف بعضوں کو معاف کرے اور اُوروں کو سزا دیوے تو یہ بھی عدل سے برخلاف ہوگا کیونکہ اگر

فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی آگ میں ظاہر ہوگا اور اُن سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا لیکا دے خداوند کے چہرے سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پاویں گے * خلاصہ ان آیتوں کے مطلبوں اور مسیح کے ان کلمات کے مضمونوں سے صاف معلوم اور یقین ہے کہ مسیح شافع کل مذنبین کا ہی اور کہ اُسکے سوا کوئی دوسرا شافع اور کوئی اور نام نجات کے واسطے نہیں ہے نہ زمین پر نہ آسمان میں اور کہ صرف وہ آدمی جو تمام دل و جان سے مسیح کی شفاعت اور اُسکی انبیت اور الوہیت کو مان لیا اور قبول کیا اور اُسکو اپنی نجات دینوالا جان لیا ہی صرف اُسی کے گناہ بخشے جائیں گے اور صرف وہی گناہ کی سزا اور جہنم کے عذاب سے نجات پائیں گے اور خدا کی مرضی اور رحمت میں شامل ہو کر نیک بختی حقیقی اور حیات ابدی کو حاصل کر لیں اور بس *

مقصد یا زوہم

اُن دلیلوں کا ذکر جسے معلوم و یقین ہوتا ہے کہ نہ قرآن

کلام الہیہ اور نہ محمد رسول الہیہ

پہلی دلیل کہ دین محمدیہ خدا سے نہیں ہے کہ قرآن میں گناہ کی

ایمان نہ لایا۔ پھر یوحنا کے ۱۱ باب کی ۲۵ و ۲۶ آیتوں میں مسیح کی زبان مبارک سے یوں وارد ہوئی کہ قیامت اور زندگی میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاوے اگرچہ وہ مر جائے جیسا کہ اور جو کوئی جیتا ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مرے گا۔ پھر یوحنا کے ۵ باب کی ۱۲ آیت سے ۲۷ تک مسیح کے قول سے یوں مرقوم ہے کہ جس طرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور چلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے چلاتا ہے کہ باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی تاکہ سب جس طرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جیسے اُسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں وہ جو میرا کلام سننا ہے اور اُس پر چنے مجھے بھیجا ہے ایمان لانا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں بلکہ موت سے گزر کے وہ زندگی میں پہنچا ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں وہ وقت آتا ہے اور اب ہے کہ مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں جیسے اسیلے کہ جس طرح باپ آپ میں زندگی رکھتا ہے اسی طرح اُس نے بیٹے کو دیا ہے کہ آپ میں زندگی رکھے اور اُسے اختیار دیا ہے کہ عدالت کرے اسیلے کہ وہ ابن آدم ہے۔ پھر لکھا ہے یوحنا کے ۳ باب کی اخیر آیت میں کہ جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہے۔ پھر انجیل میں دوسرے تسلونقیوں کے پہلے باب کی ۷ و ۸ آیتوں میں یوں مسطور ہے کہ خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست

میں ہوں تم ڈالیاں وہ جو مجھ میں قائم ہوتا ہی اور میں اُس میں وہی بہت
 میوہ لاتا ہی اس لیے کہ مجھ سے جدا تم کچھ نہیں کر سکتے اگر کوئی مجھ میں قائم نہ ہو
 تو وہ ڈالپ کی طرح پھینک دیا جاتا اور سوکھ جاتا ہی لوگ اُنھیں پھرتے ہیں
 اور آگ میں جھونکتے ہیں اور وہ جلائے جاتے ہیں + پھر مسیح نے کہا چنانچہ
 متی کے ۱۱ باب کی ۲۷ آیت سے ۳۰ تک مسطور ہی کہ میرے باپ نے سب
 کچھ مجھے سونپا اور بیٹے کو کوئی نہیں جانتا مگر باپ اور باپ کو کوئی نہیں جانتا
 مگر بیٹا اور وہ جس پر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا ہی سب لوگوں جو تھکے اور بڑے بوجھ
 سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ کہ میں تمھیں آرام دوں گا میرا جوا اپنے اوپر لو
 اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے فروتن ہوں تو تم اپنے جی میں
 آرام پاؤ گے کیونکہ میرا جوا اطمینان اور میرا بوجھ ہلکا ہی + پھر یوحنا کے ۱۲ باب
 کی ۱۴ آیت سے ۱۸ آیت تک اُس نے یوں کہا ہی کہ جس طرح موسیٰ نے
 سانپ کو بیابان میں بندی پر رکھا اسی طرح سے ضروری کہ ابن آدم بھی اٹھایا
 جائے تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو وے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے
 اس لیے کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر
 ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے کیونکہ خدا نے اپنے بیٹے کو جہان
 میں اس لیے نہیں بھیجا کہ جہان پر سزا کا حکم کرے بلکہ اس لیے کہ جہان اُس کے سب
 نجات پائے جو اُس پر ایمان لانا اُس کے لیے سزا کا حکم نہیں لیکن جو اُس پر ایمان
 نہیں لانا اُس کے واسطے سزا کا حکم ہو چکا کیونکہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر

سو مسیح کے اڈر کسی دوسرے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو
 کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پاسکیں + پھر یوحنا کے ۸ باب کی
 ۱۲ آیت میں مرقوم ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ جہان کا نور میں ہوں جو میری پیروی
 کرتا ہے اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پائیگا + پھر مسیح نے یوحنا کے
 ۴ باب کی ۳۵ آیت و ۱۵ و ۳۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ آیتوں میں یوں کہا
 ہے کہ میں زندگی کی روٹی ہوں جو مجھ پاس آتا ہے ہرگز بھوکا نہوگا اور جو مجھ پر
 ایمان لاتا ہے کبھی پیاسا نہوگا میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اتری
 اگر کوئی شخص اُس روٹی کو کھائے تو ابد تک جیتا رہیگا اور روٹی جو میں
 دوں گا میرا گوشت ہے جو میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا میں تم سے سچ سچ
 کہتا ہوں اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور میرا لہو نہ پیو تو تم میں زندگی نہیں
 جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا لہو پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے اور میں
 اُسے آخری دن اٹھاؤں گا کیونکہ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے اور میرا لہو فی الحقیقت
 پینے کی چیز ہے وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا لہو پیتا ہے مجھ میں رہتا ہے اور میں
 آسمیں + جانا چاہیے کہ گوشت اور خون سے مراد ہے مسیح کا کفارہ اور فدیہ
 جو اُس نے بدنی دکھ اور صلیبی موت سہنے سے اور اپنے پاک لہو بہانے سے
 گنہگاروں کے بدلے عمل میں لایا اور انجام کیا ہے اور اُس کا گوشت کھانا اور لہو
 پینا مراد ہے مسیح کے اُس کفارہ اور فدیہ کو دل و جان سے قبول کرنا فقط +
 پھر یوحنا کے ۱۵ باب کی ۵ و ۶ آیتوں میں اُس نے یوں فرمایا ہے کہ انکو رکاوخت

اور کچھ اختیار اور جرات نہیں ہے مگر یہ کہ سکوت اختیار کرے اور مطیع کلام
ہو وے فقط *

مقصد دوم

قول مسیح اس بات کے بیان میں کہ شافع اور نجات دہنیو والا خود آپ ہی ہے

اور بس

اس مطلب کی تفصیل و بیان میں مسیح نے یوحنا کے ۱۴ باب کی ۶ آیت
میں یوں فرمایا ہے کہ راہ اور سچائی اور زندگی میں ہوں کوئی بغیر میرے
وسیے باپ کے (یعنی خدا کے) پاس آ نہیں سکتا ہے * پھر انجیل کی اسی
کتاب کی ۱۰ باب کی ۹ آیت اور پھر پہلی آیت میں مسیح نے کہا ہے کہ دروازہ
میں ہوں اگر کوئی شخص مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آئے
جائیگا اور چراگاہ پائیگا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو کہ دروازہ سے (یعنی
مجھ سے) بھڑ خانے میں (یعنی منزل نجات میں) داخل نہیں ہوتا بلکہ اور
طرف سے اوپر چڑھتا ہے (یعنی ایک اور راہ نجات کے واسطے بناتا ہے)
وہ چور اور بٹ مار ہے * پھر اعمال کے ۴ باب کی ۱۲ آیت میں واروی کہ

کہ وہ بات جو مخلوق کی ذات میں محال ہے ذات اقدس اور اکمل میں ممکن ہو البتہ
وجود اور لا وجود خدا کی نسبت بھی محال ہے اور اس طرح یہ بھی غیر ممکن ہے
کہ ذات اقدس پاک اور ناپاک بھی ہو لیکن یہ سب باتیں خدا کی ذات کی
کیفیت اور ماہیت سے علاقہ اور نسبت نہیں رکھتی ہیں وجود اور لا وجود میں
ویسا ہی بعضی صفات میں مثلاً صفات اخلاقیہ میں عقل کو کچھ درک اور حکم ہے
زیرا کہ اُنکے نمونہ اور مثل موجودات میں پائی جاتی ہیں لیکن کہنہ ماہیت
ذات اقدس الہی پر عقل کو کچھ بھی حکم اور درک نہیں وہ عدم الادراک ہے
یعنی وہ ایسی پوشیدہ اور مغیب ہے کہ آدمی کی عقل اُس کو کسی طرح سے
درک اور دریافت نہیں کر سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بات جو عدم الادراک
کے مسئلوں میں سے ہے اُس میں عقل نہ ممکن اور نہ محال کا حکم دے سکتی
بلکہ اُنکی بابت لازم ہے کہ آدمی سکوت اختیار کرے اور فروتنی اور
ایمانداری سے اُس بات کو مانے اور قبول کرے جو خدا نے اپنے کلام میں
اُنکے حق میں بیان کیا اور حکم دیا ہے اور اس صورت میں کہ تثلیث اور الوہیت
مسیح انجیل میں بیان اور حکم ہوا ہے لہذا ایماندار بندہ بے درک و دریافت کر کے
اُنکو فروتنی اور غیبی و خوشی سے قبول کرتا اور ایمان لاتا ہے +

فی الجملہ اس بیان سے محمدیوں کے اُن سب اعتراضوں کا جواب بھی
ادا ہوا ہے کہ ان دنوں میں اور اس سے پیشتر اُنھوں نے تعلیم تثلیث
کے باب میں پیش کیے ہیں خلاصہ خدا کے حکم اور کلام کے سامنے عقل کو

وسیلے سے تقاضائے عدالت الہی کو پورا نہیں کیا اور گناہ کا کفارہ اور فدیہ نہیں دیا تھا پھر اس سے کہ خدا نے گنہگار آدمی کو گناہ اور گناہ کی سزا اور عذاب میں نہیں چھوڑ دیا بلکہ اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا یا اور اُسکو گناہ کا کفارہ اور فدیہ ٹھہرایا اور اُسکی موت اور اُسکے ثواب کے سبب گناہ بخشا اور مسیح پر ایمان لانیوالوں کو قبول کرتا اور حیات ابدی انکو عنایت کرتا ہی پس اس سے اُسکی محبت اور رحمت بھی بوجہ اولیٰ ظاہر اور آشکار ہوئی ہی لہذا مسئلہ تثلیث والوہیت مسیح تمام موافق و مطابق رحمت و محبت و عدالت و تقدس الہی ہی البتہ یہ ہے کہ عقل انسانی اس مسئلہ تک نہیں پہنچتی اور اُسکو درک دریافت نہیں کر سکتی ہے۔

محمدی علمائے تثلیث ذات الہی اور انبیت اور الوہیت مسیح کو محال عقلی کہتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جیسا وجود اور لا وجود اور فرد و کثرت درادہ واحد وغیرہ ذلک اضداد اور محالات کی قسم سے ہیں ویسا ہی تثلیث حقیقی اور وحدت حقیقی بھی محال اور غیر ممکن ہے مگر اُنکا دعویٰ باطل ہی ہے اور اس خلاف گمان پر مبنی ہے کہ اُنھوں نے خدا کو مخلوق کی مانند و برابر فرض کر کے کہتے ہیں کہ جو موجودات کے عالم میں محال اور غیر ممکن ہے سو خدا میں بھی غیر ممکن ہوگا اب یہ کلمہ صرف اُسوقت درست ہوتا کہ مخلوق کی ذات اور خالق کی ذات ایکساں اور برابر ہوتی لیکن اس صورت میں کہ خالق اور مخلوق کے بیچ میں زمین اور آسمان کا فرق ہی لہذا وہ کلمہ بھی باطل اور عاطل ہی اور ممکن ہی

اور اپنی پاک تن و جان کو گناہ کے بدلے قربان اور فدیہ میں دے کے گناہ کا کفار
 حاصل کرے اور اسی طرح ایمان لانیوالوں کے لیے شافعی اور نجات دینیوالا
 بنے اور اسی وجہ سے مسیح کے ظہور کے وسیلے خدا کی تقدس و عدالت
 اور اُسکی محبت اور رحمت نہایت مرتبہ تک بندوں کو عیان اور بیان ہوئی ہے *
 اور کلمہ ازلیہ کے انسان کے جسم میں ظاہر ہونے سے خدائی مبدل بہ انسانی
 نہیں ہوئی نہ قدیم حادث اور نہ خالق مخلوق بن گیا بلکہ الوہیت انانیت سے
 علاقہ پائی اور یہ علاقہ نہ حلول و دخول و نہ اتحاد بین الضدین کی قسم ہے
 بلکہ ایک علاقہ خاص ہی مانند علاقہ بدن روح کے ساتھ کہ روح نہ بدن سے اور
 بدن نہ روح سے مرکب ہے پس مسیح کے دو مرتبہ ہیں مرتبہ انانیت کہ اُسکی نسبت
 مسیح سب صفات انسانیہ رکھتا ہے سوائے گناہ کے اور مرتبہ الوہیت کہ اُسکی نسبت
 سب صفات الہیہ اُسپر منسوب ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا سے قدیر و حکیم اس بات پر
 قادر ہے کہ انانیت سے علاقہ بکڑے اور انسان کے بدن اور صورت کے
 وسیلے سے اپنے تئیں ظاہر اور بیان کرے اور پھر اُسکی ذات میں تغیر و تبدیل
 راہ نپاوے اور لوازمات جسمانی اُسکو لازم اور عائد نہ ہوں ایسی بات
 نہ اُسکی قدرت اور حکمت سے خارج اور نہ اُسکی رحمت اور محبت سے برخلاف
 بلکہ اُسکے برعکس مسیح کے وسیلے سے حکمت و قدرت اور محبت و عدالت الہی بالتمام
 ظاہر اور عیان ہوئی ہیں عدالت اور تقدس اس راہ سے بیان ہوئی کہ
 گناہ معاف نہیں ہوا جب تک کہ اول مسیح نے اپنے زحمات اور موت کے

کہ مراد توریت اور انجیل سے ہی ثابت و مدلل ہوگی اور اُس کے حکم پر اعتقاد
 کیجاگی اور ظاہر ہے کہ آدمی کو لازم ہے کہ جو جو خدا نے اپنے کلام میں بیان
 عیاں کیا اور حکم فرمایا ہے اُس کو دل و جان سے ماننے اور قبول کرے اور یہ بات
 کہ تعلیم تثلیث اور مسیح کی الوہیت اور انبیت انجیل میں صاف بیان اور توریت
 میں بھی اُس کا اشارہ و نشان ہوا ہے کتاب مفتاح الاسرار میں تفصیلاً
 مذکور و مسطور ہوا اور اُس کتاب میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ مسیح نے
 نہ صرف اپنے تئیں ابن الہ یعنی خدا کا بیٹا کہا بلکہ خدا کی ذات اور صفات کو
 بھی اپنے تئیں منسوب کیا ہے *

اور جانتا چاہیے کہ عیسائی مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں نہ مجازی اور
 جسمانی بلکہ حقیقی اور روحانی معنی سے یعنی اس مضمون سے کہ وہ کائنات
 ذات اور کلمہ ازلیہ ہے کہ اُس کی بابت انجیل میں یوحنا کے پہلے باب میں یوں
 وارد ہے کہ ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور وہ کلمہ خدا تھا
 اور سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور وہ کلمہ محترم ہو کر ہمارے
 درمیان قرار پایا اور رہا ہے یعنی اقنوم ثانی مریم کے پاک بطن سے انسانیت
 قبول کر کے اپنے تئیں بدن انسانی کے ساتھ گویا ملبس کیا اور اِس طرح
 دنیا میں پیدا اور ظاہر ہوا اور مسیح کہلایا * اور مسیح کے دنیا میں آنیکا
 اور مطلب بہت عمدہ اور بڑا تھا یعنی اِس واسطے آیا کہ ہم گنہگاروں کے عوض
 اطاعت اور بندگی کر کے ہمارے واسطے راستبازی اور ثواب پیدا کرے

فرما کے مسیح پر یعنی ابن پر ایمان لانا اور نیکی کرنا انہیں عمل میں لاتا ہے * اور اگرچہ
 مسیحی کلام الہی کے مضمون پر اب ابن اور روح القدس یعنی باپ بیٹے اور
 روح قدس کو ذات و صفات و جلال میں متساوی جانتے اور مانتے ہیں تیسرے
 بھی کلام کے حکم کے بموجب اقانیم ثالثہ کے درمیان میں امتیاز حقیقی رکھتے ہیں
 اور ہر ایک اقنوم کے ساتھ شخصیت کو لگاتے ہیں پر نہ اس مضمون سے کہ گویا
 تین ذات یا تین خدا ہیں بلکہ صرف خدائے واحد کو مانتے اور اُسکی پاک ذات
 کی وحدانیت پر کلی اعتقاد رکھتے ہیں اس طور پر کہ خدا کی پاک ذات میں
 اس طرح سے کہ وحدانیت معدوم نہیں ہوتی ہی تین شخصیت یا تین مخصوصیت
 یعنی ذات کے ساتھ تین نسبت ذاتیہ یا تین اقنوم مستجن و مخفی جانتے ہیں
 لیکن اس بات کی تفصیل اور ثبوت کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ذات کی وحدانیت
 باوجود تین اقنوم کے معدوم نہیں ہوتی ہے یہ انسان کی طاقت سے باہر
 اور عقل کی قوت سے خارج ہے * جانتا چاہیے کہ تعلیم تثلیث اُن مسئلوں
 میں سے ہے کہ عدم الادراک کہتے ہیں اور جبکی بابت عقل کچھ حکم نہیں
 دے سکتی ہے زیراکہ تثلیث خدا کی ذات کے اسراروں میں سے ہے اور ماہیت
 ذات سے علاقہ رکھتی ہے اور عقل انسانی کہ محدود اور قاصر ہے وہ تیزی
 طاقت نہیں رکھتی ہے کہ ذات مطلق اور مغیب اور بے متناہی کو درک اور
 اُسکی ماہیت کے اسرار کو بیان و عیاں کرے لہذا تعلیم تثلیث و مسیح کی
 الوہیت نہ دلائل عقلی سے بلکہ صرف دلائل نقلی سے یعنی خدا کے کلام سے

بلکہ حق یہ ہے کہ محمدیوں نے اس اعتقاد کو عیسائیوں سے یعنی توریت اور انجیل سے
 اخذ کر لیا ہے اور اعتقاد وحدانیت پر مسیحی اصول ایمانہ سے ہی چنانچہ اگر کوئی وحدانیت
 کا قائل نہ ہو تو مسیحی بھی نہ ہوگا لیکن مسیحی وحدانیت کو تثلیث کے ساتھ بیان اور
 تفصیل کرتے ہیں اس مضمون سے کہ ذات واحد میں تین اقنوم کے قائل ہیں
 کہ انجیل میں آب اور ابن اور روح القدس کے نام سے موسوم ہوئے ہیں
 لفظ آب مراد ہی مطلق اور مغیب ذات سے اور ابن مراد ہی لوگس یعنی ازلی
 علم اور کلمے سے جس کے وسیلے سے خدا اپنی مغیب اور پوشیدہ ذات کو ظاہر اور
 بیان کرتا ہے پس ابن کو تجلی ذات اور کاشف و مظهر ذات بھی کہہ سکتے ہیں
 اور روح القدس مراد ہی روح الہیہ سے کہ منور کرنیوالا اور ولی تسلی دینیوالا اور
 روحانی قوت بخشنیوالا ہے جس کے وسیلے سے خدا تاثیر کرتا اور اپنے بندوں کو
 ہدایت بخشتا اور ان کے باطن کو روشن اور پاک کرتا ہے پس مسیحی آب کو
 سب چیزوں کا باعث اور ساری نعمتوں اور سعادتوں کا قاسم جان کے اس
 مضمون سے اُسکی عبادت اور بندگی کرتے ہیں کہ خدا ساری نعمتیں اور سب
 نیکیاں صرف ابن کے وسیلے سے بندوں کو پہنچاتا ہے ایسا کہ وہ نہ فقط عالموں
 ہی کو اُسکے وسیلے سے پیدا کر کے اُنکی حفاظت اور رکھوالی کرتا ہے بلکہ ابن
 کی معرفت بندوں کو گناہ اور گناہ کی سزا اور جہنم کے عذاب سے بھی چھوڑ کر
 ہمیشہ کی نجات اور حقیقی اور ابدی ٹیکھتی بخشتا ہے اور روح القدس کے
 وسیلے سے اُنکو روشن اور پاک کر کے اور معرفت الہی کی طرف ہدایت

انجیل کا حق اور صحیح ہونیکا مقروض و معترف ہی تو آیت کا مضمون اُسکے آگے بیان اور تفسیر کرنا
 بجائے اور آسان بھی ہوگا لیکن جبکہ کوئی محمدی تحریف و تبدیل کا دعویٰ کرتا ہے تب تک
 مضمون پر اُسکا اعتراض کرنا بیجا اور بے موقع ہی اور جواب دینا لا حاصل اور بیفائدہ
 کیونکہ فرض کریں کہ ہم نے اُسکے سب سوالات کا جواب دیا اور اُسکے سب اعتراض کو بخوبی
 رفع و دفع کیا تو آخر پھر بھی یہہ عذر پیش کر لگا کہ تمہاری انجیل تحریف ہوئی اور
 انجیل محرف کو میں نہیں مانتا پس انجیل کے آیات کا مضمون اُس پر بیان کرنے سے
 کیا فائدہ ہوگا خلاصہ محمدی توریت و انجیل کے مضمون پر مباحثہ کرنے سے باز آویں
 جب تک ان دو باتوں میں سے ایک کو قبول و منظور نہ کر لیں یعنی یا تو اُس انجیل کو لاویں
 جسکو وہ اصل انجیل کہتے ہیں اور ثابت کریں کہ وہ اب کی انجیل سے اُور ہی اور فی الواقع اصل
 انجیل وہی ہے یا اور حالیکہ اس بات سے لاچار ہیں تو مسیحی علماء کی گواہی کو قبول کریں
 اور انصاف پر آکر مقرر ہوں کہ اب کی انجیل صحیح اور اصل انجیل ہی تب مضمون کی طرف
 متوجہ ہونا بجا اور درست ہی اور مطلب حاصل ہوگا فقط

مقصد نہم

کلمات چند مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے باب میں

جاننا چاہئے کہ جیسے محمدی ویسے مسیحی بھی خدائے واحد پر اعتقاد رکھتے ہیں

پیچھے سے اُس میں داخل کی گئی ہیں تو کیا محمدی ہنکر نہیں کہیں گے کہ یہ کیسی
 تیز فہمی نہیں تم ایسا قرآن لے آؤ جس میں یہ آیات نہیں ہوں تو تمہارے دعویٰ کو
 سنیں گے مگر اس حال میں کہ یہ سب آیات قرآن کے ہر نسخے میں ایسے مضمون سے
 ہیں تو تمہارا دعویٰ بالکل بیجا اور قابلِ توجہ نہیں اب یہ بعینہ ہمارا بھی جواب
 ہی یعنی اس حال میں کہ وہ آیات جنکے مضمون پر بعض محمدی اعتراض کرتے
 ہیں انجیل اور توریت کے سب نسخوں میں ہیں اور سب میں اُسی مضمون سے
 آئی ہیں پس واضح و آشکار ہی کہ پیچھے داخل نہیں ہوئیں اور تغیر و تبدل
 عمل میں نہیں آئی لہذا انکے اعتراض محض بیجا اور بے بنیاد ہیں اگر توریت یا
 انجیل میں فی الحقیقت غیر حق یا بے مناسب باتیں یا ضدین حقیقتیں پائی جائیں
 تو یہ ایک دلیل ہوگی نہ تحریف و تبدل کے لئے بلکہ انجیل کے غیر حق ہونے کے
 واسطے مگر وید اور محمدی تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ توریت یا انجیل غیر حق ہی بلکہ
 اپنے قرآن کے قول کے مطابق اُسکو یہ لازم اور واجب ہی کہ توریت و انجیل کو
 من الہ مانے اور جوابات انکے ضمن میں ہی کلام الہ جانے خواہ قال الہ میں
 داخل ہو خواہ قال حواری میں خواہ گذارشات کی راہ سے وارد ہوئی ہو لہذا
 وہ محمدی جو حجتی اور تکراری نہیں بلکہ صاحب انصاف اور حق جو ہی وہ توریت
 انجیل کے مضمون پر دعویٰ یا اعتراض کچھ نہیں کر لگا بلکہ جب آیت کا مضمون
 اُس پر ظاہر و عیاں نہیں ہوتا یا اُسے مشکل معلوم دیتا ہی تو حق جوئی کی راہ سے
 اُسکا مضمون اور تفسیر پوچھ لگا اور دریافت کر لگا اور اس صورت میں کہ وہ

سے کہوں دیکھو کہ تمہارا قرآن تغیر و تبدیل ہوا تو کیا کوئی عاقل ایسے دعویٰ کو مانگے یا اس پر متوجہ ہوگا کہ ہی نہیں اب محمدیوں کا دعویٰ بھی ویسا ہی ہے۔

مقصد ہشتم

اس بات کے بیان میں کہ مضمون پر
اعتراض کرنے سے تحریف ثابت نہیں ہوتی ہے

بعض محمدی توریت اور انجیل کو پڑھ کر اور ایسی آیات پا کر جو انکو نامتقول یا قابل اعتراض معلوم دیتی ہیں پس دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ آیات اصل توریت و انجیل میں نہیں تھیں بلکہ پیچھے داخل کی گئی ہیں مگر ایسی بات محض بیجا ہی اور صرف تعصب خلاف اور اُس کے کم سمجھ کی طرف دلالت کرتی ہے کیونکہ ہر صاحب انصاف اور ہر عاقل و دانا کو معلوم ہے کہ تحریف کسی کتاب کی اس بات سے ثابت نہیں ہوتی کہ اُس کے بعض مقام میرے نزدیک ناپسند اور قابل اعتراض ہوں بلکہ صرف اس وقت ثابت ہے کہ اُس کی نقلیں ایک دوسرے سے نہیں ملتی اور مضمون و مطالب میں فرق پڑا ہو اگر بالفرض کوئی عیسائی کہے کہ قرآن کی فلاں فلاں آیت میرے نزدیک غیر مناسب اور قابل اعتراض ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن تغیر و تبدیل ہوا ہی اور یہ آیات

میں تھی اور جسکا ذکر قرآن میں آیا ہے لہذا قرآن کے قول کے مطابق محمدیوں پر لازم ہے کہ انجیل کو من الہ جان کے اُسکی حقیقت و صحت پر مقرر ہوں اور اُسکی سب بات دل و جان سے مانیں * قرآن کی آیات اُوروں کے واسطے البتہ دلیل نہیں ہیں مگر محمدیوں کے لئے کافی و وافی گواہی ہیں لہذا جب تک کہ قرآن کو مانتے ہیں تو اُنکو اس بات میں شک و شبہ نہیں چاہیے کہ انجیل خدا سے ہی کہ نہیں اور نہ اسمیں کہ وحی اور الہام سے لکھی گئی ہے اور کہ سب بات جو کتاب انجیل میں ہیں خواہ قول مسیح ہو خواہ قول حواریوں کا ہو خدا کا کلام ہی یا نہیں محمدی کہیں کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے ہیں تو البتہ قرآن کی آیات اُنکے لئے پھر کسی بات کی دلیل نہ بنائینگے فقط *

بعض محمدی نے ہمارے منکرین اور بدعتیوں کی کتاب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرین تو انجیل کو نہیں مانتے اور نہ خدا سے جانتے ہیں اور بدعتیوں کے پاس ایسی کتاب انجیل بھی تھی جو اس تمھاری انجیل سے نہیں ملتی مگر یہ بات محمدیوں کو مفید نہ ہوگی منکرین کے قول اور بدعتیوں کی کتاب سے ہمیں کیا کام اور اگر بالفرض اُن لوگوں نے اُس نسخہ انجیل میں جو اُنکے پاس تھی کم و بیشی کی ہے تو اس سے اُن نسخوں کو جو خاص و عام کے پاس موجود اور عموماً مستعمل تھے کیا خلل پہنچا یا منکرین کے انکار سے کیا انجیل کی حقیقت باطل ہو گئی حاشا بالفرض اگر کوئی بدعتی قرآن کے اُس نسخہ کو جو اُنکے پاس ہے کم و بیش کرے اور میں محمدیوں

اب اگر محمدی اہل کتاب سے پوچھیں کہ تمہارے پاس کونسی کتاب ہے
 تو سب کہیں گے کہ انجیل ہماری کتاب ہے اور اگر پھر پوچھیں کہ محمد کے وقت میں
 تمہاری ملت کے پاس کونسی کتاب تھی تو پھر سب کہیں گے کہ یہی انجیل جس میں
 مسیح کا اور حواریوں کا بھی قول ہے اور گذارشات بھی ہیں اور کبھی اُور کوئی انجیل
 نہ تھی مگر یہ جواب ہے اور اگر محمدی اہل کتاب کی اس عام گواہی کے سوا
 کوئی اور دلیل مانگیں تو وہ بھی موجود ہی مثلاً محمد سے دو چار سو برس آگے
 انجیل لاطینی اور سریانی اور کوپتی یعنی حبشی اور پھر ارمنی زبانوں میں
 ترجمہ کی گئی ہے چنانچہ آگے بھی اس بات پر اشارہ ہوا ہے اور یسائی
 اُور اُور اور دور دور ملکوں میں رہتے تھے مثلاً شام میں مصر میں آرمینہ میں
 بربر میں اتالیقاؤں وغیرہ ملکوں میں اور انجیل کے لیے ترجمہ اُس زمانہ
 سے آج تک اُن عیسائیوں کے بیچ موجود اور مستعمل ہیں پس اگر اُن ترجموں کو
 انجیل کے اُن نسخوں سے جو اصل یونانی میں ہیں یا ان دنوں کے اُردو اور فارسی
 وغیرہ ترجمہ سے مقابلہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب یکساں ہیں پھر اب یہی
 انجیل کے ایسے نسخے اصل زبان یونانی میں موجود ہیں کہ محمد کے زمانہ سے پیشتر
 ہا دست و قلم لکھے ہوئے ہیں چنانچہ ان نسخوں میں سے بعض کی تفصیل
 میزان الحق کے ۳۴ صفحہ میں ہوئی ہے اور وہ بھی اب کی انجیل سے موافق
 اور مطابق ہیں * خلاصہ بالتمام ثابت اور مدلل ہے کہ انجیل جو الان
 عیسائیوں کے بیچ میں موجود و مستعمل ہے وہی انجیل ہے جو محمد کے وقت

میں مرقوم ہے فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْأَلِ الَّذِينَ
 يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ یعنی اگر تو ان چیزوں کے حق میں جو
 ہم نے تیرے لئے نازل کیں شک رکھتا ہے تو ان لوگوں سے پوچھ جنہوں نے
 تجھ سے پہلے کتاب کو پڑھا ہے اب ان آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ
 وہی کتاب انجیل اُسوقت صحیح بھی تھی کیونکہ اگر اُس میں تغیر و تبدل راہ
 پایا ہوتا تو کس واسطے حکم ہوتا کہ اہل ذکر سے پوچھ اور پھر یہ کہ تو اُن سے پوچھ
 جنہوں نے تجھ سے پہلے کتاب کو پڑھا ہے اور پھر یہ حکم کہ تم کہو کہ ہم ایمان
 لائے ہیں اُس سب پر جو اہل کتاب پر نازل ہوا ہے ظاہر ہے کہ کتاب انجیل
 اگر اُسوقت موجود اور صحیح نہ ہوتی تو ایسا حکم قرآن میں نہیں آتا اور یہ بھی نہیں
 کہا ہے کہ کتاب انجیل کی صرف بعض بات کو مانو بلکہ عموماً لکھا ہے کہ قُلْ اٰمَنْتُ
 بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ یعنی اے محمد کہہ کہ میں اُس ساری کتاب پر ایمان لایا
 جو آتاری الہی نے اور پھر وَقُولُوا اٰمَنَّا بِالَّذِي اُنْزِلَ اِلَيْنَا اَنْزَلَ الْكِتٰبُ
 یعنی کہو کہ ہم مانتے ہیں جو آترا ہکوا اور آترا تمکو پس بالتمام ظاہر اور ثابت ہے کہ
 قرآن کے مضمون کے موافق وہ انجیل کہ محمد کے زمانہ میں اہل کتاب کے پاس
 یعنی عیسائیوں کے پاس موجود تھی خدا سے تھی اور صحیح اور بے تغیر و تبدل
 بھی تھی لہذا بعض محدثوں کی یہ بات کہ محمد کے وقت میں اصل انجیل یا
 صحیح انجیل عیسائیوں کے پاس موجود نہ تھی ایک دعویٰ ہے جو قرآن سے بھی برخلاف ہے اس صورت
 میں وہ لوگ محض تعصب کی راہ سے ایسے دعویٰ پیش کرتے ہیں اور بس *

کے پاس ہی اور جسمیں مسیح کی موت کی خبر اور مسیح کے کلام کے سوا گذارشات
 اور حواریوں کے قول بھی ہیں بلکہ مراد اس انجیل سے ہی جسمیں مسیح کے
 کلام کے سوا کوئی اور بات نہ ہو اور یہ محمد وزیر خان اور مولوی رحمت اللہ کا بھی
 دعویٰ ہی مگر یہ ایک گمان باطل اور دعویٰ بے بنیاد ہی اور بس بلکہ قرآن
 سے بھی برخلاف ہی کیونکہ قرآن میں تو کسی مقام میں نہیں کہا گیا کہ دو انجیل
 ہیں ایک وہ جو عیسائیوں کے پاس ہے اور جسمیں حواری کا بھی قول ہی اور
 دوسری وہ انجیل جسمیں محض حضرت مسیح کا قول ہی اور بس اور مولوی صاحب
 اور وزیر خان بھی کوئی ایسی دوسری انجیل پیش نہ کر سکا اور نہ بتا سکا کہ
 کہاں ہے اگرچہ میں نے بار بار اُن سے درخواست کی کہ اگر ایسی انجیل کہیں ہو تو
 پیش کیجئے اور اس طرح اپنے دعویٰ کا ثبوت پہنچائیے مگر انجیل وہ نہیں صرف
 ایک ہی انجیل ہی اور بس اور قرآن میں بھی صرف ایک ہی انجیل کا ذکر ہے
 اور کہا ہے کہ وہی انجیل عیسائیوں کے پاس ہے چنانچہ قرآن کی انھیں مذکورہ
 آیتوں میں اُنکو اہل کتاب کہا ہے اور پھر لکھا ہے کہ اُنھوں نے کتاب یعنی
 انجیل کو پڑھی ہی نہ کہا کہ اَلْکُتُبُ بلکہ حالت وحدت کے ساتھ اُولَئِکَ الْکُتُبُ
 وَلَقَدْ هَمُّوا بِالْکِتَابِ یعنی وہی ایک کتاب اور پھر کہا ہے کہ خدا نے انجیل کو
 نازل کیا نہ کہا کہ دو انجیلوں کو بلکہ اَلْاِنْجِیلُ یعنی وہی ایک انجیل نازل کی
 ہے اور سورہ انبیاء میں ہے فَسَلُّوا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
 اہل ذکر یعنی اہل کتاب سے پوچھو اگر تم اُسے نہیں جانتے اور پھر سورہ یونس

جو تم پر ظلم کرتے ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اُترا ہیکو اور اُترا تمکو ہمارا خدا
 اور تمہارا ایک ہی اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں * اور سورہ مائدہ میں لکھا ہے کہ
 الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلَلٌ لَّكُمْ
 وَطَعَامُكُمْ حَلَلٌ لَّهُمْ یعنی آج سے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال ہوئیں اور کتاب
 والوں کا کھانا تم پر حلال ہوا اور تمہارا کھانا انکو حلال ہوا * چاہتا چاہیے کہ
 ہر ایک محمدی پر ظاہر ہی کہ وہ فرقے جنکو کتاب ملی اور وہ لوگ جو اہل کتاب
 کہلائے سو مسیحی اور یہودی ہیں چنانچہ سورہ بقرہ میں یہود و نصاریٰ کی بات
 کہا گیا ہے وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ یعنی یہود و نصاریٰ نے کتاب پر بھی
 ہی اور یہ بات بھی قرآن سے معلوم اور ثابت ہے کہ جو کتابیں یہودی اور
 مسیحیوں کو ملیں تو ریت و انجیل ہیں کیونکہ سورہ آل عمران میں مذکور ہے کہ
 أَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ یعنی خدا نے توریت و
 انجیل کو آگے سے اُتارا تھا کہ لوگوں کی ہادی رہیں * اب ان آیتوں کے مضمون
 سے صاف ظاہر ہے کہ محمدی انجیل سے انکار نہیں کر سکتے ہیں بلکہ چاہیے کہ انکو
 حق جانیں اور مانیں مگر اس صورت میں کہ اکثر محمدی علماؤں کو اب اتنا معلوم
 ہوا ہے کہ مسیح کی انبیت اور الوہیت اور تثلیث ذات پاک الہی اور مسیح کی
 موت اور قیام اور اسکی شفاعت اور کفارہ و قدیر گناہ کے بدلے یہ سب کی سب
 انجیل میں مندرج ہیں اور تسبیح بھی ان سب باتوں سے انکار کرتے ہیں لاچار
 ہو کر کہتے ہیں کہ وہ انجیل جکا ذکر قرآن میں آیا نہ یہہ انجیل ہی جو عیسائیوں

دعویٰ بیجا اور بے بنیاد ہی اب یہی عیسائیوں کا بھی جواب ہے چنانچہ گذشتہ فقط

مقصود ہفتم

آیات قرآن کہ انکے ضمن میں کہا گیا کہ انجیل خدا کا کلام ہی

قرآن میں جا بجا انجیل کا اور اہل کتاب کا ذکر ہے اور کہا ہے کہ انجیل
خدا سے ہی اور محمدیوں کو حکم ہوا ہے کہ اُس پر ایمان لاویں اور اُس کو اُنزِل
مِنَ اللّٰهِ جَانِبِیْمْ مَثَلًا سُوْرَہٗ شُوْرٰی میں لکھا ہے کہ قُلْ اَمْسَتْ بَمَا اُنْزِلَ
اللّٰهُ مِنْ کِتَابٍ وَّ اَمْرٍ لَا عُدْلَ بِیْنِکُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَاَنْتُمْ کُنَّا
اَعْمٰی اَلْنَا وَلَکُمُ اللّٰهُ حُجَّۃٌ بَیْنَنَا وَبَیْنِکُمْ یَعْنِی اے محمد کہہ کہ میں اُن کتابوں
پر ایمان لایا جو اُماری التہ نے اور محکو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ
اللہ رب ہی ہمارا اور تمہارا ہمارے لیے ہمارے کام اور تمہارے لیے
تمہارے کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اور سورہ عنکبوت میں
مَرَقُوْمِیْ کہ وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْکِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا مَنَّا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَاُنْزِلَ
اِلَیْکُمْ وَاِلَیْہُنَا وَاِلَیْہُمْ وَاَحَدٌ وَّنَحْنُ لَہُمْ مُسْلِمُوْنَ یعنی اے
محمد یو تم اہل کتاب سے جھگڑا مت کرو مگر اس طرح پر جو بہتر ہو انکے سوا

تیس^{۳۳} سہو و غلطی نکلیں ماورائے اعراب کی غلطی اور اختلاف کے بلکہ وہ
 غلطی حروف و الفاظ میں پائی گئیں مثلاً ایک نسخہ میں یَرْتَع ہی دوسرے میں
 اُس لفظ کی جگہ مرتع پھر ایک میں لبثا اور دوسرے میں نشر اہی
 وغیرہ ذالک چنانچہ اس بات کی زیادہ تفصیل میزان الحق کے ۴۳ صفحہ میں
 مذکور ہے پس اس میں شبہ نہیں کہ اگر کوئی قرآن کے پانچ چھ سو یا ہزار نسخے مختلف
 ملکوں سے جمع کر کے اول سے آخر تک وقت سے آٹکا مقابلہ کرے تو سیکڑوں
 اور ہزاروں غلطیاں پاویگا مگر علمائے اہل اسلام اب تک ایسے کام کے
 درپے نہیں ہوئے لہذا اُسکی حقیقت سے واقف نہیں ہیں * اور اگر محمدی
 کہیں کہ ممکن نہیں کہ قرآن میں غلطیاں ہوں تو اُنکے علماء اول ایسا ہی کریں
 جیسا مسیحی علمائے کیا اور قرآن کے سب قدیم نسخے نزدیک و دور کے
 ملکوں سے جمع کر کے وقت سے مقابلہ کریں اگر مقابلہ کے بعد معلوم ہوا کہ غلطی
 کچھ بھی نہیں ہیں تب اُنکا دعویٰ درست ہوگا مگر جب تک ایسا نہیں کیا
 اُنکا قول محض ایک دعویٰ ہی بیجا و بس اور جب قرآن کی نقلوں میں بھی
 غلطی ہیں چنانچہ میں نے نمونہ کی راہ سے دو ایک مذکور کریں تو کیا ہم کہیں
 کہ کاتبوں کے ایسے سہو و غلطیوں کے سبب قرآن تغیر و تبدیل ہوا ہے
 اور اگر کوئی عیسائی ایسا دعویٰ کرے تو کیا محمدی نہیں کہیں گے کہ
 باوجود سہو و غلطی مذکورہ کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اب کے
 قرآن کی سب نقلیں مضمون اور مطالب میں یکساں ہیں پس تیرا

نہ کوئی گزارش گم ہوئی یا اور طرح کی ہو گئی ہے اور تاکہ یہ بات پڑھنیوالوں پر
 بوجہ احسن معلوم اور یقین ہووے اسی واسطے میں نے آیات مذکورہ کو
 تفصیل وار نشان اور بیان کیا ہے فی الجملہ ان آیات کے ملاحظہ سے بالتمام
 عیان و مثبت ہوتا ہے کہ مولوی رحمت اللہ اور اُور محمد یوں کا دعویٰ کہ دیر یوس
 ریڈنگ کے سبب سے انجیل تحریف پائی بیجا اور باطل و عاطل ہے اور آشکار یقین
 ہوا کہ باوجود ان دیر یوس ریڈنگ کے انجیل اب بھی بعینہ وہی انجیل ہے کہ ہر وقت
 اور اول ہی تھی فقط

محمدی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے قرآن کی نقلوں میں مطلق غلطیاں
 نہیں ہیں مگر یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ مشہور ہے کہ خلیفہ عثمان کے وقت
 میں قرآن کے نسخوں میں سہو و غلطی اُس کثرت سے تھیں کہ اُس نے ایک نیا نسخہ
 لکھوا کر سب اگلے نسخوں کو جلانیکا حکم دیا اور اپنے نسخہ کو رائج کیا اور شیعے
 کہتے ہیں کہ عثمان نے کئی ایک بات اور آیات قرآن سے نکال ڈالی ہیں اور
 سورہ احزاب کو کم کیا ہے چنانچہ مشکلات اور کتاب عین الحیات وغیرہ میں
 یہ مرحلہ تفصیلاً بیان ہوا ہے اور کتاب میزان الحق میں ۲۴ صفحہ سے ۲۷
 تک ان کتابوں کا وہ مضمون لفظاً منقول و مسطور ہے اور اگرچہ عثمان
 کے زمانہ سے آج تک محمدیوں نے اپنے قرآن کی حفاظت میں بہت سی کوشش
 کی تو بھی اُس کے نسخوں میں سہو و غلطی پائی جاتی ہیں دو برس گزرے کہ
 ایک صاحب نے فقط دو نسخے مقابلہ کیے پس قرآن کے دو ٹکٹ سے جو پڑھے گئے

ہوئے ہیں مثلاً رومیوں کے ۸ باب کی پہلی آیت کے لیے الفاظ کہ جسم کے
 طور پر نہیں بلکہ روح کے طور پر چلتے اُسی باب کی چوتھی آیت سے مقدم ہوئے
 ہیں اور پھر پہلے فرشتوں کے ۱۰ باب کی ۲۸ آیت میں یہ جملہ کہ زمین اور
 اُور اُسکی سموری خداوند کی ہی اُسی باب کی ۲۶ آیت سے متاخر اور مکرر
 ہوا ہے اور رومیوں کے ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتوں کے حق میں
 گریساخ کہتا ہے کہ بندہ باب کے شروع میں تھے اور متاخر ہو کر سولہویں
 باب میں داخل ہوئے مگر شولز کہتا ہے کہ اُنکی اصل موقع وہی ۱۶ باب کے
 اخیر میں ہے۔ خلاصہ اگرچہ اُور بھی الفاظ اور جملہ ہیں جنہ تبدیل یا الحاق
 شبہ آتا ہے مگر عمدہ ترین یہی ہیں جو مذکور ہوئے یعنی انہیں تبدیل
 والحق اتنا نہیں ہوا جیسا کہ آیات مسطورہ میں اور اسلئے اُنکا ذکر ضرور
 نہیں جانا اور جانا چاہیے کہ اکثر ان آیتوں میں شبہ تبدیل نہ آیا جملہ
 بلکہ صرف ایک ہی لفظ پر ہی اور بس۔ اب پڑھنیوالا انصاف کر کے کہے کہ اسی
 تبدیل والحق اور تقدیم و تاخیر سے انجیل کے کون سے مطالب پر نقص آیا
 یا کون سی تعلیم اولیٰ ہوئی ہے یا تعلیم تثلیث یا الوہیت یا ابنیت مسیح یا
 اُسکی شفاعت و نجات یا اُسکا کفارہ اور صلیبی موت یا اُسکا قیام و عروج
 وغیرہ باطل ٹھہرایا گیا حاشا بلکہ برعکس اسکے اُن و بریوس ریڈنگ پر
 غور کرنے اور اُنکو انجیل کے مطالب سے مقابلہ کرنے سے خوب ظاہر ہوتا ہے
 کہ اُنکے سبب سے نہ کوئی تعلیم انجیل کی نہ کوئی حکم نہ کوئی نصیحت اور

ہی کہ مسیح سے جو مجھے طاقت بخشا ہی میں سب کچھ کر سکتا ہوں حال گریسباخ
 اور شولتز کہتے ہیں کہ لفظ مسیح الحاق کیا گیا بارہواں اعمال کے ۸ باب کی
 ۳۷ آیت میں یوں مسطور ہی کہ (فیلپ نے کہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان
 لاتا ہی تو روا ہی اُس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا
 بیٹا ہی) پھر ۹ باب کی ۵ و ۶ آیتوں میں مذکور ہی کہ اُس نے پوچھا کہ اسی
 خداوند تو کون ہی خداوند نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہی (پینے کی
 کیل پر لات مارنا تیرے لئے بُرا ہی اُس نے کانپ کے اور حیران ہو کر کہا اسی خداوند
 تو کیا چاہتا ہی کہ میں کروں) خداوند نے اُسے کہا النح اور ۱۰ باب کی ۶ آیت
 میں لکھا ہی کہ وہ ایک شمعون و باغ کے یہاں جسکا گھر سمندر کے کنارے ہی
 مہمان ہی (جو کچھ تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ کو بتاویگا) حال وے الفاظ جو ان
 آیات کے بیچ حلقہ میں ہیں گریسباخ اور شولتز کے قول کے مطابق الحاق ہیں
 انتہاء قول گوسن صاحب کے + اُن مذکورہ الفاظ و آیات کے سوا بعض اور آیات
 اور جملے ہیں جو بعض محققین کے مطابق الحاق ہیں مثلاً یوحنا کے ۸ باب
 کی پہلی آیت سے ۱۱ تک پھر یوحنا کے ۵ باب کی ۴ آیت پھر متی کے ۶ باب
 کی ۱۳ آیت کے ان الفاظ پر کہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہی
 الحاق کا گمان ہی پھر متی کے ۲۷ باب کی ۳۵ آیت میں یہ الفاظ کہ جو
 نبی کی معرفت کہا گیا پورا ہووے الی آخر آیت یوحنا کے ۱۶ باب کی ۲۴
 آیت سے متی میں داخل ہوئے ہیں اور بعض آیات و الفاظ مقدم و مؤخر بھی

اور تین ہیں) جو زمین پر گواہی دیتے ہیں الخ اب گریسباخ اور شولز ان باتوں کو
 جو حلقہ میں ہیں الحاق جانتے ہیں لیکن اور محققین مثلاً بنگل وغیرہ ان الفاظ کو صحیح
 اور اصل جانتے ہیں پانچواں مکاشفات کے ۸ باب کی ۱۳ آیت میں یوں ہی
 کہ ایک فرشتے کو آسمان کے بیچ بیچ اڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز کہتے
 ہیں کہ فرشتہ کی جگہ لفظ عقاب چاہیے چھٹواں یعقوب کے دوسرے باب کی
 ۱۸ آیت میں مسطور ہے کہ تو اپنا ایمان بے عمل کے مجھ پر ظاہر کر اب گریسباخ
 و شولز اس کو صحیح جانتے ہیں مگر بہتیرے نسخوں میں یوں ہی کہ تو اپنا ایمان
 عمل کے ساتھ مجھ پر ظاہر کر ساتواں اعمال کے ۱۴ باب کی ۷ آیت میں مرقوم
 ہے کہ روح نے انھیں جانے ندیا حال گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ صحیح یوں
 ہی پر روح عیسیٰ نے انھیں جانے ندیا اٹھواں انیسون کے ۵ باب کی ۲۱
 آیت میں لکھا ہے کہ خدا کے خوف سے ایک دوسرے کی فرمانبرداری کرو اب
 گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ خدا کی جگہ لفظ مسیح چاہیے نواں مکاشفات
 کے پہلے باب کی ۱۱ آیت میں یوں ہی کہ میں الفا اور امیگا اول و آخر ہوں
 اب گریسباخ اور شولز الفاظ اول و آخر الحاق بتاتے ہیں دسواں متی کے
 ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں مسطور ہے کہ اُس نے اسے کہا تو کیوں مجھے اچھا کہتا
 ہے اچھا تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا حال گریسباخ کہتا ہے کہ یوں چاہیے
 تو کیوں مجھ سے نیکی کی بابت پوچھتا ہے الخ مگر شولز الفاظ اول صحیح اور
 اصل جانتا ہے گیارواں فیلیپون کے ۴ باب کی ۱۳ آیت میں یوں مرقوم

اب پڑھنیوالے کی خاطر جمع کے لئے یہاں وہ بات نقل کرتا ہوں جو اکثر
 گوسن کی کتاب کے چوتھے باب کی تیسری فصل میں اسی مطلب کے بیان
 میں مذکور ہوا ہے صاحب موصوف یوں لکھتا ہے کہ گریسلنخ اور شولز نے
 اپنی سب محنت اور وقت سے ساری انجیل میں صرف تیرہ چودہ ایسی غلطیاں
 پائی ہیں کہ آیت کے مضمون سے علاقہ رکھتی اور اُسے کچھ اور کرویتی ہیں
 اور دے دیے ہیں اول اعمال کے ۲۰ باب کی ۲۸ آیت کہ یوں ہی کہ خدا
 کی مجلس کو جسے اُس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا چراؤ اب گریسلنخ کہتا ہے
 کہ لفظ خدا غلط ہے اور اُسکی جگہ میں لفظ خداوند رکھنا چاہئے مگر شولز نے
 لفظ خدا صحیح ٹھہرایا ہے دوسرا پہلا طیموٹیوس کے ۳ باب کی ۱۶ آیت میں
 یوں مرقوم ہے کہ بالاتفاق دین داری کا بڑا بھید ہے خدا جسم میں ظاہر ہوا روح
 سے راست ٹھہرا الخ اب گریسلنخ کہتا ہے کہ صحیح یوں ہی کہ بالاتفاق دین داری کا
 بڑا بھید ہے وہ کہ جسم میں ظاہر ہوا الخ یعنی لفظ خدا کی جگہ لفظ وہ رکھنا
 ہی مگر شولز لفظ خدا صحیح اور لفظ وہ غلط جانتا ہے تیسرا یہود اس کے
 پہلا باب کی ۴ آیت میں لکھا ہے کہ دے خدا کا جو اکیلا مالک ہے اور ہمارے
 خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں حال گریسلنخ اور شولز دونوں کہتے ہیں
 کہ صحیح یوں ہی کہ دے ہمارے اکیلا مالک اور خداوند الخ چوتھا پہلا یوحنا
 کے ۵ باب کی ۷ اور ۸ آیتوں میں یوں مسطور ہے کہ تین ہیں (جو آسمان
 پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح قدس اور دیے تینوں ایک ہیں

نے ایک لاکھ پچاس ہزار حساب کیے اور اگرچہ اُن کتابوں سے جو اس حقیر کے
 پاس موجود ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ شولز صاحب نے کہ آخری محققین میں سے
 ہی اور اُسینے اُوروں سے زیادہ سعی اور تحقیق کی ہی کتنا گن لیا ہی پر ڈاکٹر
 گوٹسن صاحب کی کتاب کے چوتھے باب کی تیسری فصل سے اتنا ظاہر ہے
 کہ بہترے الفاظ کہ گریساخ نے غلط سمجھے شولز صاحب نے بتائے ہیں کہ صحیح
 اور اصل ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ وہ سب سہو و غلط نہ ایک ہی نسخہ
 میں پائے گئے بلکہ اُن سب صدائیں نسخوں میں جو مقابلہ کیے گئے ہیں اور جب
 اِسپر لحاظ کیا جائے کہ انجیل بڑی کتاب ہے اور صدائیں برسوں کے عرصہ میں
 ہزار ہا ہزار اُسکی نقلیں نزدیک اور دور ملکوں میں لکھی ہوئی ہیں پس
 مقام شکر ہے کہ اِس سے زیادہ نہیں ہوئیں اور کہ اُن بہت سے ویریوس
 ریڈنگ کے سبب سے انجیل کے مضمون اور مطلب کو نقص نہیں پہنچا ہے *
 اور جاننا چاہیے کہ اکثر غلط نہ الفاظ میں بلکہ اکرنٹ اور نقطوں اور حرفوں
 میں ہیں ایسے کہ ہمارے محققین کے حساب کے بموجب پانچ ہزار ویریوس
 ریڈنگ پر صرف ایک ہی ایسا غلط آیا ہے کہ آیت کے مضمون سے کچھ علاقہ
 رکھتا یا اور معنی بخشتا ہے اور قدیم نسخوں کے مقابلہ کرنے سے ہمارے مصححین
 اور محققین کی کوشش اور محنت سے اکثر وہ غلطیاں تصحیح بھی ہوئی ہیں ایسے
 کہ اب صرف چند آیات انجیل کی مشتبہ رہ گئی ہیں اور وہ سب ایسی ہیں کہ اُنکے سبب سے
 نہ کوئی تعلم و حکم اور نہ کوئی نصیحت و گزارش انجیل کی تغیر و تبدیل ہوئی ہیں *

۴۵۲
 وغیرہ نے چھ سو چوٹن اور شولز صاحب نے ۱۲۷۶ قدیمی نسخوں کو مقابلہ کیا ہے
 ڈاکٹر گوٹسن صاحب کی کتاب اسناد کے چوتھے باب کی تیسری فصل کو دیکھئے
 پس دے نسخے جو مقابلہ میں آئے ہیں بہر حال بارہ سو سے زیادہ ہیں اور ان کے سوا
 فرنگستان کے کتب خانوں میں اور بھی نسخے ہیں کہ مقابلہ میں نہیں آئے ہیں
 اس سبب سے کہ یا تو ان نسخوں کی مانند قدیم اور معتبر نہیں ہیں یا صرف
 انکی نقلیں ہیں * اور ان قدیم نسخوں میں سے جو مقابلہ ہوئے بعض تمام
 انجیل ہیں بعض اناجیل اربعہ اور بعض انجیل کے ایک یا کئی ایک صحیفے اور بعض
 انجیل کے صرف ایک دو فصل یا کئی ایک فصل کے حصے ہیں اور ان نسخوں میں سے
 بعض ایسے قدیم ہیں کہ سو دو سو برس محمد کے ایام کے قبل چڑے کے کاغذ پر
 لکھے ہوئے اب تک بحال رہے ہیں *

اور اگر ان غلطیوں پر لحاظ کریں کہ اؤر کتابوں کے قدیمی نسخوں میں
 پائی جاتی ہیں مثلاً ترمینس کی کتاب جو مشہور اور تھمپنن دو سو برس انجیل
 سے آگے لاتنی زبان میں لکھی گئی اور جس کے اب بھی چھ قدیمی نسخے موجود ہیں
 اور ان کے مقابلہ کرنے سے تیس ہزار اختلاف نقل کہ دیریوس ریڈنگ سے مراد ہیں
 پائے گئے اور حال یہ ہے کہ کتاب مذکورہ انجیل سے کم بھی ہے اور اتنی نقلیں بھی
 اس سے نہیں لکھی گئیں اب اس بات مذکورہ پر لحاظ کر کے پس کچھ تعجب
 نہیں کہ انجیل کے اتنے نسخوں کے مقابلہ کرنے سے دیریوس ریڈنگ بہت
 پائے گئے ہوں چنانچہ میٹل صاحب نے تیس ہزار گن لئے اور گریسلان

نزدیک و دور سے جمع کریں اور عالم و فاضل زبان و انان اُن سب کو مقابلہ
کر کے اس راہ سے تصحیح کریں اور جتنے نسخے زیادہ ہوں تصحیح بھی اُتاری
آسان تر ہی +

اب سمجھا چاہیے کہ قدیم زمانہ سے جب چھاپے کا نہ جاری نہ تھا
نقل نویس جب توریت اور انجیل کی نقل لکھتے تھے تو جیسا اور کتابوں میں
وہاں اُنکے نسخوں میں بھی کتابوں کے سہو وغیرہ سے غلطیاں واقع ہوئی ہیں ان
غلطیوں اور سہووں کو ہمارے علمائے دیرپوس ریڈنگ کہتے ہیں یعنی اختلاف
نقل اور غلط اس سبب سے نہیں کہتے ہیں کہ ہر حال میں انکا غلط ہونا ثابت
نہیں ہی ان اختلاف نقل کو صحیح کرنے کے لئے ہمارے علمائے مثل میل
اور بنگل اور گریس باخ اور شولز وغیرہ نے قریب تیرہ سو انجیل کے قدیم
نسخوں کو جو نزدیک اور دور ملکوں سے جمع کیے گئے بڑی محنت اور وقت
سے اُنکا مقابلہ کیا ہے + ہارن صاحب نے دوسری جلد کے ایک سو صفحہ
میں لکھا ہے کہ قریب پانچ سو نسخہ کے مقابلہ کیے گئے مگر ظاہری کہ اُسے اس بات کو
صرف اُن نسخوں کی بابت کہا ہے کہ گریس باخ کے وقت تک مقابلہ کیے گئے
کیونکہ اُسی جلد کے ۱۱۴ صفحہ میں لکھا ہے کہ شولز صاحب نے ایسے چھ سو نسخے
مقابلہ کیے ہیں کہ گریس باخ کی نظر میں نہیں آئے تھے جانتا چاہیے کہ ڈاکٹر
شولز صاحب کچھ قریب پچاس برس ڈاکٹر گریس باخ کے بعد ہوا تھا + اور عدد
نسخہ کہ مقابلہ ہوئے اس سوال پر ہی کہ میل بنگل ویت السطین گریس باخ

مقابلہ کریگا جو قدیم سے آرمینی اور نستوری اور قوطیوں کے پاس
ہیں اور یہ طائفہ مسیحی محمد کے وقت سے آگے ایران اور شام
اور مصر کے ملک میں تھے اور محمد کے ایام سے پہلے انکی زبان میں
انجیل کا ترجمہ ہوا تھا فقط

جاننا چاہیے کہ ان سب عالموں پر جو مصححین اور نسخہ شناسی
میں ماہر ہیں خوب واضح و روشن ہے کہ نقل نویس لکھتے وقت ہمیشہ کچھ کچھ
سہو کرتے ہیں اور کوئی بڑی کتاب نہیں ہے شاید ایک بھی نہیں جو دست
قلم سے لکھی ہو جس میں کچھ بھی غلطی نہ پائی جاوے مثلاً اگر گلستان یا دیوان ^{فقط}
وغیرہ کتاب کی سوچا پس نقلیں وقت سے مقابلہ کیجائیں تو شک نہیں کہ ان سب
نقلوں میں سیکڑوں غلطیاں پائی جائیں گی ایسی سہو و غلطیاں اکثر اوقات نقل
نویسوں کی غفلت یا کم علمی سے ہوتی ہیں اور اس سبب سے اعراب اور حروف
اور املا وغیرہ میں غلطی کرتے یا لفظ چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات مالک کتاب
یا نقل نویس نے تفسیر کی راہ سے کوئی بات حاشیہ میں لکھی اور کاتب دیگر نے
اُسکو یا تو سہواً یا قصداً متن میں داخل کیا ہے پھر لکھتے وقت کوئی لفظ رہ گیا
یا مقدم مؤخر ہوا اور دوسرے نقل نویس نے اُسکی تصحیح کرنے کا قصد کیا مگر کم علمی
یا کم سمجھ کے سبب خلاف واقع تصحیح کیا ہے اب در حالیکہ اصل نسخہ موجود نہ رہا اور
قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ اب تک باقی نہ رہا ہو پس ان غلطیوں
کی تصحیح کرنے کی کوئی اور راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اُسکی سب نقل

محمدی اس امر کو عمل میں نہیں لائینگے اُنکے دعویٰ کہ انجیل تحریف ہوئی ہے محض بجا
اور بے بنیاد اور صرف دعویٰ بے دلیل ہے اور بس *

اور یہ کہ میں نے میزان الحق میں کہا ہے کہ انجیل کی تحریف محال ہے
تو اس بات کو نہ اُس تحریف کی نسبت کہا کہ کاتبوں کے سہو کے سبب حروف
الفاظ وغیرہ میں واقع ہوئی بلکہ اُس تحریف عام کو میں نے محال و غیر ممکن ٹھہرایا
کہ محمدی اُسکا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ سب نسخوں کے الفاظ اور مضمون میں ایسی تحریف
تبدیل ہوئی کہ پھر انجیل اپنی اصل پر نہ رہی *

اور اگرچہ ہم لوگ قائل ہیں کہ بعض حروف اور الفاظ میں تحریف وقوع
میں آئی ہے اور بعض آیات کی بابت مقدم و مؤخر اور الحاق کا شبہ ہی تو بھی
انجیل کو بے تحریف و بے تبدیل کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اُسکا مضمون اور مطالب
نہیں بدل گیا بلکہ باوجود اُن سب دیرپوس ریڈنگ کے سب نسخوں میں وہی
تعلیمات وہی گذارشات وہی نصائح اور وہی احکام ہیں اور سب میں مسیح
کی صلیبی موت اور قیام اور اُسکی الوہیت و اثبتیت اور اُسکے کفارہ اور شفاعت
کی وہی خبر ہے اور ظاہر ہے کہ تحریف و تبدیل کتاب کی نہ اُسکے بعض الفاظ کی تحریف
سے بلکہ صرف اُسکے عمدہ مطالب اور مضمون کی تحریف اور تبدیل سے
ثابت اور مدلل ہوتی ہیں * اور یہ کہ انجیل کے مطالب اور مضمون میں
فی الحقیقت فرق نہیں پڑا تو یہ بات ہر محمدی پر بھی بخوبی معلوم ہوگی
جب کہ فارسی یا عربی یا اردو و انجیل پڑھ کر انجیل کے اُن نسخوں سے

ہوئی بلکہ انجیل کے سب نسخے جو اگلے دنوں میں مشہور و مستعمل تھے ابھی انجیل
 سے متفق اور مطلب اور مضمون میں موافق ہیں ایسا کہ سب میں وہی تعلیمات
 اور گزارشات اور احکام پائے جاتے ہیں مثلاً مارن صاحب نے اپنی کتاب
 کی ۲ جلد کے ۱۱۴ صفحہ میں اس بات کے بیان میں یوں لکھا ہے کہ سترہ
 سو برس کے بعد باوجود مختلف فرقوں کے جو عیسائیوں کے بیچ تھے اور باوجود دشمنی
 عداوت اور زمانہ کی مخالفت کے انجیل مقدس اب بھی وہی ہے جو اول میں تھی
 یعنی قدیم نسخے اور قدیم ترجمہ اور قدیم مسیحی معلموں کی کتابیں بدقت
 تمام مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ انجیل میں نہ کم و بیش نہ کچھ تغیر و تبدل
 ہوئی ہے بلکہ سب نسخوں میں وہی اناجیل اربعہ وہی کتاب اعمال اور
 وہی نامحیات ہیں اور سب میں وہی تعلیمات اور وہی احکام ہیں اور کریسٹ
 اور کننگٹ اور مکائیس اور ترنگل اور گوسن اور سیلوان وغیرہ
 نے بھی اپنی کتابوں میں اسی بات کی گواہی دی ہے فقط پس محمدیوں کو
 لازم ہے کہ یا تو ہمارے محققین کے قول قبول کر کے قائل ہوویں کہ انجیل تحریف
 تبدیل نہیں ہوئی اور کہ یہ انجیل جو ابھی وہی اصل انجیل ہے یا اگر
 اس سے انکار کریں تو ان پر لازم پڑ لگیا کہ علم زبان یونانی تحصیل کر کے قدیم نسخوں کو
 خود مقابلہ کریں اور بتا دیں اور ثابت کریں کہ ان میں ایسی غلطیاں ہیں کہ
 ہمارے محققین نے ظاہر نہیں کیں اور وہ ایسی بھی ہیں کہ ان کے سبب سے
 انجیل کے اصل مضمون اور مطلب اور ہی ہو گئے ہوں اور ظاہر ہے کہ جب تک

کہ بیل یعنی توریت اور انجیل کے ترجموں کے درمیان واقع ہی اور پھر انجیل
 اور توریت کی ایسی آیاتوں کے نشان دیئے ہیں کہ جنکے مضمون اُسکو
 نامعقول معلوم دیئے اور کہا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انجیل میں تحریف
 پائی گئی ہے میں نے حل الاشکال کے اوراق میں جواب دیکر کہا کہ تحریف ایسی
 باتوں سے ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف اُسوقت مثبت ہوگا کہ محمدی ثابت کریں
 کہ اگلے دنوں میں ایک اور انجیل تھی اور اُس اگلی انجیل کو لا کر بتا دیں کہ اُسکا
 مضمون اور مطلب اور ہی ہے چنانچہ اس میں نہ مسیح کی صلیبی موت نہ اُسکے قیام کا
 ذکر نہ اُسکی الوہیت اور انبیت اور نہ اُسکے کفارہ و شفاعت کی خبر ہی مگر اب تک
 ایسی انجیل کبھی کوئی محمدی نہیں لایا اور محمد وزیر خان اور مولوی رحمت اللہ
 نے بھی ایک ایسا نسخہ انجیل کا جو محمد سے آگے عیسائیوں میں مشہور اور مستعمل
 تھا اور اب کی انجیل سے برخلاف ہو پیش نہیں کیا ہے بلکہ برعکس اُسکے اپنی
 تصنیفات میں صرف اُن سہو کاتبوں کے نشان دیئے ہیں جسکا بیان ہمارے
 اسناد کی کتابوں میں مثلاً مارن صاحب کی کتاب میں دیکھا اور کہا ہے کہ
 اُن سے معلوم اور ثابت ہوتا ہے کہ انجیل تحریف و تبدیل ہو گئی اور اب کی انجیل
 اصل انجیل نہیں ہے مگر یہ دعویٰ باطل و بیجا ہے اسلئے کہ اُنھیں کتابوں
 میں کہ اُنکے ضمن میں ہمارے مصححین اور محققین نے سہو کاتبوں کے کم و کیف
 بیان کیئے ہیں یہ بھی لکھا گیا اور بیان ہوا ہے کہ سہو کاتبوں کے سبب سے جنکو
 دیریوس ریڈنگ کہتے ہیں انجیل کے مطلب اور مضمون میں تغیر و تبدیل نہیں

اور صفات اور آدمی کی نیک رفتار و گفتار سے نسبت رکھتی ہیں و سب کے سب انجیل میں اور زیادہ بیان و عیان ہوئے اور تکمیل پائے ہیں چنانچہ یہ بات اُن سب پر واضح اور روشن ہے جو تورات اور انجیل سے واقف ہیں اور اُس اصول ایمانیہ کی نسبت میں نے میزان الحق میں اذکار کیا کہ نسخ محال ہی نہ تورات کی فروعات و ظاہرات کے نسبت فقط *

مقصد ششم

سمو کاتبوں کے بیان میں اور اس بات کا ذکر کہ انجیل محرف نہیں ہوئی ہے

محمدی قدیم سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انجیل جو عیسائیوں کے بیچ میں مستعمل ہے اصل انجیل نہیں ہے بلکہ عیسائیوں نے محمد کے عہد میں اُسے محرف کیا اور اُن آیات کو جنہیں محمد کے آنے کا اشارہ تھا انجیل کے سب نسخوں سے نکال دی ہیں اب میں نے محمدیوں سے اس بات کا ثبوت بار ماطلب کیا اور میزان الحق کے پہلے باب کی ۳۴ فصل میں تفصیلاً بیان اور ثابت کیا ہے کہ ایسا تحریف تبدیل غیر ممکن تھا اور یہ کہ انجیل کبھی محرف نہیں ہوئی بلکہ اب بھی وہی انجیل ہے جو محمد کے ایام کے پشتر اور ہر وقت تھی * اسکے جواب میں بعض علماء محمدی مثلاً مصنف کتاب استقار نے اُس تفاوت اور اختلاف پر اشارہ کیا ہے

کی ۲۳ و ۲۵ آیتوں میں یوں مسطور ہے کہ تم نہ تخم فانی سے بلکہ غیر فانی سے یعنی خدا کے کلام سے جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہے سر نو پیدا ہوئے اور خداوند کا کلام ہمیشہ رہتا ہے یہ وہی کلام ہے (یعنی وہی کلام انجیل ہے) جسکی خوشخبری تمہیں دی گئی خلاصہ ان آیتوں سے صاف معلوم اور یقین ہوتا ہے کہ انجیل مقدس نہ منسوخ ہوئی اور نہ کبھی منسوخ ہوگی لہذا محمدیوں کا یہ دعویٰ کہ انجیل منسوخ ہوئی ہے محض بیجا اور باطل و عاطل ہے اور بس *

جاننا چاہئے کہ توریت کی نسبت مسیحی لوگ نسخ کے قائل ہیں مگر نہ اس مضمون سے کہ محمدی توریت کو منسوخ کہتے اور پھر قابل التفات و اطاعت کے نہیں جانتے ہیں بلکہ صرف اس مضمون سے کہ توریت کے ظاہرات و فروعات یعنی توریت کے دے احکام جو یہودیوں کی ظاہری عبادت کے رسم و عادات اور انکے ملکی انتظام و آداب سے علاقہ رکھتے تھے مسیح کے ظہور سے منسوخ ہوئے ہیں اور یہ بھی نہ اس معنی سے کہ گویا لا حاصل نکلے بلکہ اس مراد سے کہ وہ ظاہری عبادات عبادت مانند قربان وغیرہ جو مسیح کی نجات کے نشان اور اشارے تھے مسیح میں پورے ہوئے اور انجام پائے ہیں چنانچہ میزان الحق کے پہلے باب کی ۲ فصل میں تفصیلاً بیان ہوا ہے اور وہ احکام انتظامی موقوف ہو گئے اسیلئے کہ مسیح کے ایام میں سلطنت یہود منقطع ہو گئی اور بنی اسرائیل تترتر ہوئے * اور وہ جو توریت کے اصول ایمانیہ ہیں یعنی وہ سب احکام اور کلام اور نصائح وغیرہ کہ خدا شناسی سے منسوب ہیں اور خدا کی ذات

۵ باب کی ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں کہا ہے کہ باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی تاکہ سب جسطرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جسنے اُسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا میں تکو سچ سچ کہتا ہوں وہ جو میرا کلام سننا ہے اور اُس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے اب پہلی آیت میں مسیح نے صاف فرمایا ہے کہ آسمان وزمین تو ٹل جائیں گے پر میری باتیں یعنی میرے کلام جو انجیل سے مراد ہے سرگز نہیں ٹلینگے یعنی سرگز باطل و منسوخ نہو گے اور جانا چاہیے کہ اُس نے نہیں کہا کہ یہ یا وہ میری بات بلکہ عام معنی سے کہا کہ میری باتیں یعنی میری سب باتیں سرگز نہ ٹلینگی پھر دوسری آیت میں یہ بیان کیا کہ قیامت کے دن بیٹا یعنی خود مسیح عدالت کریگا اور حکم دیا کہ سب اُسکی عزت و اطاعت اور بندگی کریں اور کہا کہ صرف وہ جو اُسکے کلام یعنی انجیل کو سننا اور قبول کرتا ہے وہی نجات پائیگا پس اس سے بھی صاف معلوم اور یقین ہوتا ہے کہ انجیل کبھی منسوخ نہ ہوگی بلکہ قیامت کے دن تک جاری رہیگی اور یہی بات انجیل کی اور آیتوں سے بھی ظاہر اور ثابت ہے مثلاً گلتیوں کے پہلے باب کی ۸ آیت میں حواری کے قول سے مرقوم ہے کہ اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوا اس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل (یعنی دوسری تعلیم اور دوسری کتاب) تمہیں سناوے ملعون ہووے پھر پہلے پطرس کے پہلے باب

معجزات اور کرامات دکھلائی ہیں اور پیشین گوئیاں بھی ظاہر و بیان کی ہیں اور یہ بھی کہ مسیح کا چال چلن پاکیزگی کلی کے ساتھ تھا اور وہ بیگناہ اور سب بات میں کامل تھا اور حواریوں کا چال چلن بھی لائق رسولوں کے تھا اور یہ کہ مسیح نے جہاد و ظلم کا حکم نہیں دیا ہی بلکہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ صرف تعلیم و نصیحت دینا اور خدا کی راہ میں ظلم و تکلیف اٹھانا + یہ سب باتیں مذکورہ تھا تو ہیں تفصیلاً مسطور و مثبت ہوئی ہیں +

اور یہ بات کہ قرآن میں حق کلام کی علامات اور محمد میں حق نبی کی نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں میزان الحق کے تیسرے باب میں تفصیل وار بیان اور ثابوت ہوا ہی اور اس رسالہ کے آخر مقصد میں بھی اختصاراً مذکور کیا جائیگا فقط +

مقصد پنجم

مسیح کی گواہی اور حواریوں کی شہادت انجیل کے منسوخ نہ ہونے کی بابت

مسیح نے انجیل مقدس کے منسوخ نہ ہونے کی بابت لوقا کے ۲۱ باب کی ۳۳ آیت میں اور متی کے ۲۴ باب کی ۳۵ آیت میں یوں فرمایا ہے کہ آسمان و زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں کبھی نہ ٹلینگی اور یوحنا کے

چوتھے چاہئے کہ اپنی بات اور تعلیم خلق کو زبردستی سے قبول نہ کرے
اور جہاد نہ کرے *

اور یہ کہ مسیح اور انجیل میں یہ سب نشان ملتے اور پورے ہوتے
ہیں مقصد گذشتہ میں مذکور اور میزان الحق کے پہلے اور دوسرے باب میں تفصیل
مسطور و بیان ہوا ہے یعنی اُن مقاموں میں بتایا گیا اور ثابت ہوا ہے کہ
انجیل کی تعلیم روح کے تقاضا و تمنا کو بالکل پورا اور مرتفع کرتی ہے اور
یہ کہ انجیل دلی انصاف کے ساتھ موافقت کلتی رکھتی ہے اور اُس شریعت
دلی کو اُور بھی بیان اور تکمیل کرتی ہے اور یہ کہ اُس میں صاف صاف بیان
ہوا ہے کہ خدا مقدس و عادل ہے اور آدمی کی نسبت اُس نے حکم دیا کہ تم پاک بنو
جیسا میں پاک ہوں اور یہ کہ انجیل و توریت میں خدا کی وہی صفات بیان
ہوئی ہیں جو فہیدہ آدمی موجودات سے دریافت کرتا ہے بلکہ و سے صفات
اُن کتب مقدسہ میں اُور بھی واضح و آشکار ہوئی ہیں اور اُن سے خدا کی ذات و
صفات کا ایک ایسا کامل علم و معرفت حاصل ہوتی ہے کہ نہ موجودات میں دیکھی
جاتی نہ کسی اور کتاب میں اُس کی مانند پائی جاتی ہے اور یہ کہ مسیح نے
توریت یعنی کتب عہد عتیق کے اصول ایمانیہ کو نہ باطل کر دیا ہے نہ منسوخ بلکہ
توریت کے ظاہرات اور فروعات کو جو اُس کے ظہور و نجات کے نمونے اور کنایے تھے
پورا کر کے موقوف اور محض اسی معنی سے منسوخ کیا ہے اور اصول ایمانیہ توریت کو
اُقد بھی واضح کر کے مکمل کیا ہے اور یہ کہ مسیح اور مسیح کے حار یوں نے بہت سے

کمال پر پہنچے اور ایسا پاک ہووے جیسا خدا پاک ہے *
 چوتھے چاہئے کہ کتاب الہامی خدا کی وہی صفات بیان کرے جو موجودات
 سے عیان اور ظاہر ہیں چنانچہ یہ کہ خدا واحد و مطلق و قدیم و قادر و عالم و
 حکیم و رحیم ہے اب چاہئے کہ الہام حقیقی ان صفات کو باطل نہیں بلکہ اور بھی
 اظہار و بیان کرے مگر یہ ہو سکتا ہے کہ ذات الہی کی نسبت ایسی صفات اور بات
 بیان کرے جو موجودات میں سے ظاہر و معلوم نہیں ہیں *

پانچویں چاہئے کہ کتاب الہامی میں اختلاف معنوی نہ ہوئے * یہ سب
 شرطیں میزان الحق کے دیباچے میں تفصیل بیان ہوئی ہیں اور ان کے سوا دے شرطیں بھی
 ضرور چاہئیں جو میزان الحق کے ۳ باب کی شروع میں حق نبی کے پہچاننے کے لئے مسطور
 ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں *

پہلے چاہئے کہ نبی برحق کی بات اور تعلیم ان پیغمبروں کی بات اور
 تعلیم سے جو اس سے پہلے تھے عمدہ مطلبوں میں برخلاف نہ ہو یعنی چاہئے کہ ان کے
 اصول ایمانیہ کو منسوخ اور باطل نہیں بلکہ اور زیادہ واضح کرے *
 دوسرے یہ کہ چاہئے کہ نبی برحق اثبات رسالت کے واسطے معجزات
 و کرامات یا پیشین گوئیاں بیان و عیان کرے

تیسرے چاہئے کہ اسکے عمل اور چال خدا کے پیغمبر کے لائق ہوں اس
 طرح پر کہ اس کا مطلب اور مقصد خدا کے حکموں کو بجالانا اور اسکے جلال اور
 عزت کو بڑھانا ہو

اُسہیں اور اُسکے کلام میں دسے سب نشان پائے جاویں جو میزان الحق میں مسطور ہوئے
 ہیں اور جبکہ ہم اس جگہ مختصر نقل کرتے ہیں اس مضمون سے کہ
 پہلے یہ چاہیے کہ الہام حقیقی آدمی کی روح کے تقاضا و تمنا کو
 پورا کرے کہ مراد خدا کی پہچان گناہ کی معافی دل کی پاکیزگی اور ابدی
 نیکبختی و نجات سے ہی یعنی حق کلام چاہیے کہ آدمی کو ایک ایسی راہ بتلاوے
 جس سے روح کی یہ سب مرادیں حاصل ہوویں نہیں تو وہ کتاب اور
 کلام حق : ٹھہر لگا۔

دوسرے یہ چاہیے کہ کتاب الہامی اُس شریعت و انصاف کے
 ساتھ جو خدا نے آدمی کے دل میں نقش کیا ہے میل رکھتا ہو اور انصاف
 دل کی وہ سمجھ اور قوت ہے جس سے آدمی بھلائی بُرائی ظلم و عدل خدا کی
 پسند ناپسند میں فرق جانتا ہو اور سزا و جزا کو مانتا ہو پس چاہیے
 کہ کتاب الہامی دل کی اس شریعت کو باطل نکرے اور اُس سے
 برخلاف کچھ بیان نکرے بلکہ ضرور ہی کہ اُس سے اور زیادہ ترواحیح
 و آشکار کرے۔

تیسرے چاہیے کہ کتاب الہامی خدا کو مقدس و عادل بیان
 کرے اور جتلاوے کہ وہ نیکی سے خوش ہے اور بدی سے نفرت رکھتا
 ہے کہ فرمان بردار بندوں کو جزا اور نافرمان برداروں کو سزا دیتا
 ہے اور اس طرح آدمی کو ترغیب دے کہ وہ پاکیزگی میں مرتبہ

اپنی تصنیفات میں بھی جا بجا اُسکا ذکر اور اشارہ کیا ہے مگر ایسا خلاف واقع بیان کرنا یا تو وزیر خان صاحب کے تعصب اور طرفداری یا اُسکی کم سمجھ اور بے خبری پر دلالت کرتا ہے اور بس زیر اِک اُس شخص پر جس نے ہماری کتابوں کو حق جوئی کی راہ سے پڑھا اور اُنکے مضمون کو دریافت کیا ہے اُسے معلوم اور یقین ہوگا کہ ہمارے مشہور اور معتبر محققین مثل ہارن ٹالڈین ڈاکٹر گوٹسن وغیرہ نے اپنی کتاب اسناد میں مسئلہ الہام کو بعینہ اُسی طور پر جو اوپر بیان ہوا تعبیر اور تفصیل دیا ہے سچ ہی کہ وے علما جو منکرین ہیں سے ہیں اور وے جو ایمان میں ضعیف اور ناقص تھے اُنھوں نے مسئلہ الہام کو اُور طرح پر بیان کیا مگر اُنکے بیان و گمان اِسی سبب سے معتبر بھی نہیں ہیں فقط +

محمدی اکثر دفعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں سب کلام قال الہ میں داخل ہے اور اس بات کو بڑی فضیلت اور قرآن کے واسطے دلیل جانتے ہیں اب قطع نظر اِسکے کہ قرآن میں کلام خبر مثلاً قریش اور یہود کا قول بھی نقل ہوا ہے ہم فرض کریں کہ اُنکے دعوے سچے ہیں تو بھی اس بات میں کچھ فضیلت معلوم نہیں دیتی ہے کیونکہ ہر پیغمبر کا ذب بھی اپنے قول کو قال الہ میں داخل کر سکتا ہے اور ایسے کئے بھی ہیں بلکہ قرین قیاس ہے کہ نبی کا ذب ایسا ہی کر لگاتا اس راہ سے لوگوں کو فریب دیکر اُنکی نظر میں اپنے تئیں سچا بناوے خلاصہ ظاہر ہے کہ قال الہ کچھ دلیل نہیں ہے بلکہ وہ شخص جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتا ہے صرف اُسوقت نبی برحق ہوگا کہ خود

اُسکو انجیل سے نہیں ملاتے تھے چنانچہ اسی تحقیق اور تدقیق کے بموجب
 اُن سب جعلی کتابوں سے جنکو آپو کریفیکل انجیل کہتے ہیں اور مصنف اُنکو
 جھوٹھ کی راہ سے کسی حواری یا حواری کے کسی شاگرد کی تصنیف بتاتے
 تھے اُن سب سے انکار کلی کرتے تھے لیکن نامے مذکورہ بالا رفتہ رفتہ عموماً
 مسیحی جماعتوں میں مشہور ہو کر سب کو یقین ہوا کہ وہ صحف فی الواقع حواریوں
 کے ہیں پس آخر وہ بھی کتاب انجیل سے ملائے گئے اور سب نسخہ انجیل
 سے مجلد ہوئے ہیں فقط *

اب بعض محمدی مثلاً وزیر خان صاحب نے کہ زبان انگلش کچھ
 جانتا اور انگریزی کتابوں سے تھوڑا بہت واقف ہی بہاری بعض کتاب
 اسناد اور تفسیروں میں دیکھا کہ اُنہیں اوپر کی تفصیل پر کہا گیا ہی کہ
 بیبل میں ہر ایک سخن بعینہ خدا کا قول نہیں ہی بلکہ غیر کا کلام بھی ہی اور تورات
 کے بعض مقام میں الحاق بھی ہوا ہی اور اُن کتابوں میں یہ بھی پڑھا ہی
 کہ بعض علمائے گذارشات اور خانگی و صلاح کی باتوں کے حق میں اُس
 باطل گمان کو پیش کیا کہ شاید اُنکو الہامی نہ کہنا چاہیئے کیونکہ نبی اور حواری
 نے اُن کو تو اترا اور عقل اور فہم کی راہ سے معلوم کیا ہو گا پس بڑا بول
 بولا اور جا بجا کہا ہی کہ مسیحی علما خود کہتے اور اقرار کرتے ہیں کہ بیبل میں
 سب کلام کلام الہامی نہیں ہی اور غیر نبی نے اُس میں دخل و تصرف
 اور الحاق کیا ہی اور مولوی رحمت اللہ نے اس بات کو اُسکے قول پر مان کر

کہ اُسکے دوسرے خط کے ۳ باب کی ۱۴ آیت میں پولس حواری کے صحیفوں کے
 حق میں یوں مسطور کیا ہے کہ اُسکے خطوں میں کتنی باتیں ہیں جنکا سمجھنا مشکل
 ہی اور وے جو جاہل اور بے قیام ہیں اُنکے معنوں کو بھی دوسری کتابوں کے
 مضمونوں کی طرح اپنی ہلاکت کے لیے پھرتے ہیں اب جاننا چاہیے کہ دوسری
 کتابوں سے مراد وہی دوسری کتب مقدسہ سے اور یہ مراد ہیں کتب عہد
 عتیق اور مثنیٰ اور مرقس اور لوقا کی اناجیل سے کہ اُسوقت لکھی گئیں اور
 مشہور تھیں مگر یوحنا کی انجیل پطرس کے بعد یوحنا حواری کی معرفت
 لکھی گئی پس پطرس کی اُس گواہی سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ
 پولس کے صحیفے پطرس کی وفات سے پہلے مشہور تھے اور دوسرے یہ کہ وہ
 اُنکو کتب مقدسہ اور الہامی جاننا اور ماننا تھا اور حواریوں کے ایام کے بعد
 دوسری صدی میں انجیل کے صحف ایک ہی جلد میں جمع ہوئے بعض
 نامجات کے حق میں مثلاً عبرانیوں کا نامہ دوسرا پطرس کا نامہ دوسرے
 یوحنا کے نامے اور یعقوب اور یہودا کے نامے اور مسکاشفات کے حق میں بعض
 از قدما کچھ شبہ رکھتے تھے کہ آیا فی الحقیقت حواریوں کے لکھے ہوئے ہیں
 کہ نہیں اور اسی سبب سے بے صحف اول ہی سے ہر وقت انجیل سے مجلد
 نہیں ہوئے تھے اور علت اس شبہ کی یہ تھی کہ وے نامجات انجیل کے
 اُور صحیفوں کی مانند حواریوں کے ایام میں اُس قدر مشہور و معروف
 نہ تھے اور اگلے عیسائی جب تک اُنپر تمام یقین نہ ہوا کہ فلاں صحیفہ حواری کا

خط کہ اُسکے حق میں بالیقین تمام نہیں کہہ سکتے کہ کون سے حواری نے اُسکو
 لکھا ہے لیکن اغلب یہ ہے کہ پولس حواری نے اُسکو لکھا ہو پھر لوقا اور مرقس کی
 انجیل اور اعمال کی کتاب حواریوں کے شاگرد لوقا اور مرقس کے وسیلے سے
 لکھی گئی ہیں پطرس اور پولس حواری کے ارشاد اور حکم سے اور اس سبب
 وہ بھی الہامی ہیں اور حواری ہی کے لکھے کی برابر ہیں اور ظن غالب ہے
 کہ لوقا اور مرقس اُن نبیوں میں سے تھے جو حواریوں کے وقت میں موجود تھے
 اور جنکا ذکر انجیل میں جا بجا ہوا ہے مثلاً اعمال کے ۱۱ باب کی ۲۷ آیت
 اور ۱۵ باب کی ۳۲ آیت میں اور پہلے قریبوں کے ۱۲ باب کی ۲۸ و
 ۲۹ آیتوں میں اور انجیل یونانی زبان میں لکھی گئی ہے کہ انجیل کی اصل
 زبان ہی مکرمتی کی انجیل کی بابت بعض علما نے یہ گمان کیا کہ شاید متی نے
 اُسکو عبرانی زبان میں لکھا ہو اور بعد اُسکے خود اُسنے یا حواریوں کے کسی
 مرید نے اُسکا ترجمہ یونانی زبان میں کیا ہے لیکن اکثر علما کا قول یہ ہے کہ
 متی نے اپنی انجیل کو نہ عبرانی بلکہ یونانی زبان میں لکھا ہے *
 اور اگرچہ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ حواری نے انجیل اور نامحاث کس
 تاریخ یا کس سال میں لکھے ہیں تو بھی اُس میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہے کہ
 انجیل کے اکثر صحوف اُنھیں حواریوں کے وقت میں مسیحی جماعتوں میں مشہور
 معروف ہوئے تھے اور بندگی کے وقت جماعت میں اُنکو پڑھا کرتے تھے
 چنانچہ یہ بات تواریخ اور پطرس حواری کے اُس قول سے بھی ثابت ہوتی ہے

۱۴ زبور میں یوں فرمایا ہے کہ خداوند کی تورات کامل ہے کہ دلوں کی پھیرنی والی
 ہے خداوند کی شہادت سچی ہے کہ نادانوں کو تعلیم دینے والی ہے خداوند کی شریعتیں
 سیدھی ہیں کہ دل کو خوشی بخشتی ہیں خداوند کا حکم صاف ہے کہ آنکھوں کو
 نور دیتا ہے فقط +

اور تورات کے سب صحیفہ نبیوں کے وسیلے سے عبرانی زبان میں
 لکھے گئے ہیں موسیٰ کے ایام سے کہ تخمیناً پندرہ سو برس مسیح کے پہلے تھا ملاکی
 نبی تک کہ قریب چار سو برس قبل از مسیح نبوت کی اور عہد عتیق کا آخری نبی
 تھا مگر بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کون سے نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں
 مثلاً ایوب روط سلاطین وغیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے
 کہ کس نبی نے انکو لکھا ہے اور بعض کتب میں اُور نبیوں کی بات بھی داخل ہے
 مثلاً کتاب زبور میں ایسے زبور بھی ہیں جو داؤد سے نہیں ہیں اور ویسا ہی
 موسیٰ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جس میں موسیٰ کی وفات کی خبر ہے
 کسی اُور نبی سے اُس کتاب میں الحاق کیا گیا اور جانتا چاہیے کہ نبیوں کی سب
 گذارشات اور نام اور کلام اور انکسب لکھا ہوا بھی تورات میں داخل نہیں
 ہوا ہے کیونکہ خدا نے اس بات کو لازم نہیں جانا پس اُسکے ارشاد و ہدایت سے
 صرف یہی صحوف جواب ہیں تورات میں داخل ہوئے اور ملاکی نبی کے وقت
 میں ایک جلد کتاب میں جمع ہوئی ہیں + انجیل کے صحیفے حواریوں کے ہاتھ
 الہام کی راہ سے لکھے گئے اور انکے سب مصنفوں کے نام معلوم ہیں مگر عبرانیوں کا

باتوں کی نسبت بھی لحاظ رکھنا چاہیے مثل اُنکے جو پہلے طیموٹیوس کے ۵ باب کی ۲۳ آیت میں اور دوسرے طیموٹیوس کے ۴ باب کی ۱۱ آیت اور پہلے قرتیون کے ۷ باب کی ۴ و ۵ آیتوں میں مسطور ہیں * خلاصہ مسیحی لوگ اس مضمون سے توریت و انجیل یعنی تمام کتب عہد عتیق و جدید کو جسکو بیبل بھی کہتے ہیں کلام الہامی و کلام الہہ جانتے اور مانتے ہیں *

اور نبی و حواری اگرچہ اور امور میں قابل سہو و سیان ہیں لیکن پیغام کی تبلیغ و تحریر میں معصوم ہیں اس جہت سے انبیاء اور حواریوں کا لکھا سہو و سیان سے مبرا ہی ہے اگر اُنکی کتابوں میں کسی کو کہیں اختلاف یا محال عقل معلوم دے تو یہ اُسکے عقل و فہم کے نقص کی دلیل ہوگی نہ کلام کی عقل تو کتاب کی محکوم ہی نہ اُسکی حاکم * اور اگر بعض علماء مسیحہ نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ شاید گزارش اور خانگی اور صلاح کی باتیں الہامی باتوں میں داخل نہیں ہوں تو اُنھوں نے غلط کیا ہے زیرا کہ جمہور جماعت مسیحہ کا الہام کی بابت وہی عقیدہ ہے جو اوپر بیان ہوا ہے اور انجیل میں بھی دوسرے طیموٹیوس کے ۳ باب کی ۱۴ آیت میں صاف کہا ہے کہ ساری کتاب (یعنی سب کتب مقدسہ) الہام سے ہے اور تعلیم کے اور الزام کے اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہے اور پھر مرقوم ہے دوسرے پطرس کے پہلے باب کی ۲۱ آیت میں کہ نبوت کی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ خدا کے مقدس لوگ روح قدس کے بجواسے بولتے تھے اور واد پینچر نے

حواری کو اُسکے دل میں یعنی اُسکے باطن میں معلوم اور بیان کیا گیا چنانچہ
 موسیٰ اور حواریوں اور اُوریشیوں کو اسطرح کی وحی ہوئی ہی اور اس
 راہ سے ملہم ہوئی باتوں کو بموجب ارشاد اُسی وحی کے اُنھوں نے بعض
 در قال الہ اور بعض در قال موسیٰ قال نبی قال حواری داخل کر کے
 بیان کیا ہی اور پھر اُسی کے ارشاد سے بعض قول نصیحت اور تعلیم کے
 طور پر مرقوم کیئے ہیں اور بعض کو غائب کے صیغہ سے لکھا ہی مثلاً کتاب
 استشاء کے ۳۱ باب کی پہلی آیت اور اُسی کتاب کے تمام ۳۳ باب
 اور پھر انجیل یوحنا کے ۲۱ باب کی ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ آیتیں چنانچہ
 یہ سب باتیں توریت اور انجیل کی آیتوں سے معلوم ہوتی ہیں * اور گزارشات
 جو توریت اور انجیل میں مسطور ہوئی ہیں اُنہیں البتہ کلام غیر نبی کے بھی
 داخل ہیں مثلاً توریت میں قین اور لہک اور فرعون وغیرہ شریروں
 کی بات نقل ہوئی ہی اور انجیل میں بھی سوائے قول مسیح اور حواریوں کے
 بے ایمان اور شریر یہودیوں کے بھی قول مذکور ہوئے ہیں اور ظاہر ہی
 کہ کوئی انکی باتوں کو کلام خدا نہ کہیگا مگر تفسیر بھی دے سب گزارشات
 کلام الہامی میں داخل ہیں کیونکہ نبی اور حواری کو وحی کی راہ سے معلوم
 اور حکم ہوا کہ اُن گزارشات میں سے کہ اپنی آنکھ سے دیکھی یا اُوروں سے
 سنی اور دریافت کی ہیں کونسی بات حق اور مفید ہی اور کونسی لکھنا اور
 کس طرح سے لکھنی چاہیئے اور کونسی نہ لکھنا اور یہی قانون خانگی اور صلاح کی

اور ظاہر میں ہر ملائشا نیوں اور کراماتوں اور معجزوں سے انجیل کے وعظ کو
 قوت دیتا تو دین مسیحی اُس زمانہ کے مذہبوں پر کیونکر غالب آتا پس یہی صحیح
 مددگاری جو خدا نے انجیل کے وعظ سے کی ہے ایک ظاہر اور یقینی دلیل ہے
 کہ انجیل خدا کا کلام ہے کیونکہ خدا جھوٹی وعظ اور تعلیم سے ایسی مددگاری کبھی نہ کرے گا
 خلاصہ ان دلیلوں سے یہ بات بالتمام ظاہر و یقین ہوتی ہے کہ توریت و انجیل
 فی الحقیقت خدا کا کلام ہے *

مقصد چہارم

الہام اور نبی کے بیان میں

الہامی کلام اول وہ کلام ہے جو آواز کے وسیلہ سے نبی یا حواری کو
 پہنچا ہے چنانچہ خدا موسیٰ اور ابراہیم وغیرہ سے ہم کلام ہوا ہے اور مسیح
 نے حواری کو اپنی زبان مبارک سے تعلیم دی ہے پھر الہامی کلام وہ ہے
 جو عالم رویا میں نبی نے دیکھا اور سنا ہے مثلاً اشعیاہ اور حزقیل اور دانیال
 نبی اور یوحنا اور پولوس حواری کو عالم رویا میں کلام نازل ہوا تھا پھر الہامی
 کلام وہ ہے جو خواب میں خدا کی طرف سے نبی کو معلوم ہوتا ہے چنانچہ یعقوب
 اور یوسف اور دانیال نے ایسا خواب دیکھا تھا پھر الہامی کلام وہ بات ہے
 جو وحی کی راہ روح القدس کے وسیلہ سے بیداری کے حال میں نبی یا

اُنکے قائل بھی ہیں اور انجیل میں تفصیل وار بیان ہوئے اور میزان الحق
میں بھی اُنکا ذکر ہی تو اب اس مقام میں اُنکے بیان سے ہاتھ کھینچتے ہیں
اور وہ معجزات و کرامات جو حواریوں سے ظاہر ہوئیں اُنکا ذکر دوسرے
مقصد میں ہو چکا +

ساتویں دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی اُسکی تعلیم کا مشہور ہونا اور پھیلنا ہی
اس طرح ہے کہ اگرچہ انجیل کی عمدہ تعلیم اُس عقل کے نزدیک جو خدا کے نور سے منور
نہیں ہوئی ناپسند اور اجنبی ہی اور اُس دل کو جو نفسانی الالیش سے پاک
نہیں ہونا موافق اور برخلاف معلوم دیتی ہی اور علاوہ برین انجیل اُن لوگوں کے
مذہب سے برخلاف بھی تھی جنکے درمیان مشہور ہوئی اور اُسکی تعلیم کرنے والے
لوگ بھی بے علم اور غیر مشہور اور بے دولت اور بے حکومت تھے اور انجیل پر
ایمان لانیوالوں کو لوگ ایذا بھی بہت کرتے تھے یہاں تک کہ مال و متاع
چھین لیتے بلکہ جان سے بھی ہلاک کرتے تھے تو بھی بہتر سے لوگوں نے انجیل کی
تعلیم کو قبول کیا اور تھوڑے دنوں میں اکثر نامی شہر و دیار میں مثل شام
و مصر و یونان و اطالیہ وغیرہ کے مسیحی دین نے ایسی شہرت پائی کہ ہزاروں
لاکھوں اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر مسیح پر ایمان لائے اور آخر اُن ملکوں میں دین
مسیحی بت پرستوں کے مذہب پر غالب ہو گیا اور یہ غلبہ کچھ زبردستی یا تلوار کے
زور سے نہیں ہوا بلکہ صرف انجیل کے وعظ و نصیحت سے اور ظاہر ہی کہ اگر خدا تعالیٰ
باطن کی راہ سے انجیل سننیوالوں کے دل کو توفیق اور ہدایت کا نور نہ بخشا

سے ۳۳ آیت تک پھر دانیال کا تمام ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ باب اور یرمیا کے
 ۲۶ باب سے ۴۹ باب تک اور موسیٰ کی ۴ کتاب کے ۲۴ باب کی ۱۵
 آیت سے آخر تک اور لوقا کے ۱۹ باب کی ۱۴ آیت سے ۲۴ تک اور یرمیا کا
 سارا ۵۰ باب اور ناحوم کا سارا ۳ باب اور دانیال کے ۸ باب کی ۵
 آیت سے ۸ تک اور ۲۰ سے ۲۲ تک اور یشعیاہ کے ۱۳ باب سے
 ۲۳ تک اور متی کے ۱۳ باب کی ۱۳ آیت سے ۳۳ تک اور پھر متی کے
 ۲۴ باب کی ۱۴ آیت اور یوحنا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت اور فلپیوں کے
 ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں اور متی کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت سے ۲۲
 تک اور پھر متی کے ۲۴ باب کی ۲۴ آیت میں اور پہلے تیموتیوس کے ۴ باب
 کی پہلی آیت سے ۳ تک اور دوسرے تیموتیوس کے ۳ باب کی پہلی آیت سے
 ۷ تک + اور وہ احوال جو سو برس یا کئی سو برس بعد واقع ہوئے اور ہو گئے
 ظاہر ہی کہ ایسے احوالوں کے قبل از وقوع جاننے اور بیان کرنے کی قدرت
 صرف خدا ہی کو ہی اور بس اور وہ کتابیں جنہیں ایسے احوال اور خبریں قبل از وقوع
 لکھی گئی ہوں اور پھر ویسے ہی وقوع میں بھی آئی ہوں تو صاف ظاہر ہی کہ
 ایسی کتابیں خدا کا کلام ہیں +

چھٹی دلیل کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کا کلام ہیں وہ مشہور و
 معروف معجزے ہیں جو یسوع مسیح اور اسکے حواریوں سے اور نبیوں سے ظاہر
 ہوئے لیکن جس حال میں کہ یسوع مسیح کے معجزے ہر ایک محمدی کو معلوم اور وہ

باب کی تیسری فصل میں ہم نے ذکر کر کے اُنکا پورا ہونا ثابت کیا ہے اور اُن پیشین گوئیوں کے سوا جو یسوع مسیح کی طرف اشارہ ہیں اور پیشین گوئیاں بھی کتب مقدسہ میں بہت ہیں جنکے ضمن میں بنی اسرائیل کا آئندہ احوال قبل از وقوع بیان ہوا اور خبر دیا گیا کہ نزدیک و دور کے ملکوں میں تتر بتر ہوینگے اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہینگے اور پھر اُن کتابوں میں ایسی پیشین گوئیاں بھی پائی جاتی ہیں جو قدیم بت پرستوں کی مشہور قوموں کے چھوٹے بڑے ہونے کو بیان کرتی ہیں اور شہر یروشلم یعنی بیت المقدس اور شہر بابل اور شہر نینوی اور اورشہدوں کے ویران اور خراب ہونے کی خبر کتنے ہی برس قبل از وقوع اُنہیں دی گئی ہے اور اُنہیں پیشین گوئیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سکندر رومی شام و ایران کے ملکوں پر عمل کر لگا جو وقوع سے دو سو برس پہلے توریت کے اندر دانیال کی کتاب میں بیان ہوئی ہے اور تواریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب پیشین گوئیاں جیسے کہ اُنہیں بیان ہوئی تھیں اُسی طور سے پوری ہوئیں اور یوں ہی وہے پیشین گوئیاں بھی پوری ہوئیں اور روز بروز پوری ہوتی جاتی ہیں جنہیں مسیحی دین کے مشہور ہونے اور پھیلنے اور حواریوں اور اگلے مسیحیوں کے رنج اُٹھانے اور جھوٹے پیغمبروں کے ظاہر ہونے اور آخر زمانہ کی بے ایمانی کی خبر دی گئی ہے اور اگر کوئی شخص چاہے کہ اُن پیشین گوئیوں سے واقف ہووے تو ان مقاموں پر رجوع کر کے سب کو سمجھ بوجھ لے یعنی لوقا کے ۲۱ باب کی ۲۴ آیت اور موسیٰ کی ۳ کتاب کی ۲۶ باب کی ۳۱

شہوت کی لگاہ سے بیگانہ عورت پر نظر کرنا کہ زنا کے حکم میں ہے اور آدمیوں پر غصہ کرنا
 قتل کے حکم میں ہے اور بُری فکر اور بدخواہی گناہ ہے اور ہر ایک مالاتق بات کی خدا
 سے ادیگا اور آدمی اگرچہ خدا کے سب حکم بجا لائے پھر بھی یہی کہتا رہے کہ میں ناکارہ
 بندہ ہوں اور کچھ خوبی مجھ میں نہیں کہ میں نے صرف اتنا ہی کیا جو مجھ پر واجب تھا
 اور ایسے حکم اور نصیحتیں انجیل میں بہت ہیں جنکے عالی معانی آدمی کی عقل سے
 باہر ہیں یہاں تک کہ آدمی اپنی طرف سے ایسے حکم بیان نہیں کر سکتا ہے *

پوشیدہ نہ رہے کہ اگر انجیل کو آورو دینوں کی کتابوں کے ساتھ مقابلہ کریں تو
 معلوم ہوگا کہ انجیل کی سی نصیحت اور احکام ان میں نہیں ہیں اور جو شاید
 ہوں بھی تو یقین ہے کہ کتب مقدسہ ہی سے نقل کر لئے ہیں پھر یہ کہ آورو دینوں
 کی کتابوں کے اکثر حکم و نصیحت ظاہری آداب سے نسبت رکھتے ہیں اور دلی
 پاکیزگی کی طرف کچھ رجوع نہیں کرتے لیکن انجیل کے حکم ایسے ہیں کہ صرف دل
 کی صفائی اور آدمی کے نیک چال چلن کی طرف منسوب ہیں پس جیسا کہ انجیل
 کی تعلیموں اور حکموں کو آورو دینوں کی کتابوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ
 انجیل کتنے درجے اُن سے افضل اور یقیناً خدا کا کلام ہی اس طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دے
 سب کی سب صرف آدمی کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں اور پس *

پانچویں دلیل کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام ہیں دے پیشین گوئیاں ہیں جو قبل
 وقوع واقعہ بیان ہو کر ان کتابوں میں لکھی گئیں اور اکثر دے پیشین گوئیاں جو
 مسیح کی بابت پُرانے عہد کی کتابوں میں مندرج ہوئی ہیں میزان الحق کے دوسرے

مطلب ٹھہرایا اور ان اخلاقی صفتوں کو کہ خدا پاک اور مقدس و عادل ہی اور
گنہگار شخص کو جب تک کہ دل کی پاکیزگی اُسے حاصل نہیں کی قبول نہیں کرتا بالکل
چھوڑ دیا اور اس سبب سے اُن مذہبوں کے امر و نہی کے مقصد و مطلب نہ باطنی پاکی بلکہ
صرف ظاہری عبادت کی ترتیب و درستی ہے *

چوتھی دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی اُس کے عالی معانی اور پاک حکم و نصیحت
ہیں اگر کوئی انجیل کی اُن آیتوں کو جنہیں ہم نے میزان الحق کے دوسرے باب کی
دوسری فصل کے درمیان اُن مقاموں میں ذکر کیا ہے جہاں خدا کے احکام کی بات
گفتگو ہوئی مطالعہ کرے اور اُن آیتوں کو جنہیں میں نے سچے مسیح کی چال چلن
کی بابت مسطور کیا ہے غور سے پڑھے اور طرفداری کو چھوڑ کر اُنکی حقیقت کو پہنچے
تو اُن آیتوں کے اعلیٰ اور روحانی معانی سے تعجب کر لگا اور آسانی سے جان لیگا
کہ وہ سب کے سب پاک اور مقدس خدا کے لائق اور دل کا حال تعمیر و درست
کرنے کے لئے بالکل مناسب ہیں اور اگر وہ شخص روحانی عقل کے مرتبہ کو پہنچا
ہوگا تو اس کا بھی اقرار کر لگا کہ یہ حکم آدمی کے حکم نہیں بلکہ حقیقت میں خدا
کے حکم اور الہامی کلام ہیں کیونکہ آدمی اپنی عقل سے ایسی نصیحتیں اور ایسے
عالی احکام ظاہر و بیان نہیں کر سکتا بلکہ انجیل کے اکثر احکام اور نصیحتیں
ایسی بھی ہیں کہ آدمی کی عقل سے جو خدا کے نور سے متور نہیں ہوئی اور ایسے
دل سے جو ہنوز پاک نہیں ہوا برخلاف و ناپسند ہیں چنانچہ یہ احکام کہ اپنے
دشمنوں کو دل سے پیار کرنا اور جو کوئی بدی کرے اُس کے ساتھ نیکی کرنا اور

ویسے ہی اُسکی تقدس و عدالت کی بھی حد نہیں اور ان صفتوں کی نظر سے گناہ
 اور ناپاکی خدا کے ہاں کبھی قبول نہیں اور آدمی کے حق میں اُسکا حکم و ارادہ
 یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر و باطن گناہ کی ناپاکی سے پاک و صاف ہو کر وہ ابدی
 نیکبختی اور ہمیشہ کے جلال کو پہنچے اور ان صفتوں کا بیان بالکل اس مطلب
 سے نسبت رکھتا ہے کہ آدمی اُنکو سمجھ بوجھ کر گناہ سے دور بھاگے اور
 خدا کی نزدیکی حاصل کر کے اُسکا دوست بنے اور درحالیکہ آدمی اپنی
 عقل سے اُن صفات کے بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جیسا کہ تواریح
 سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے بلکہ حکیموں اور فاضلوں میں سے ایک نے
 بھی جب تک مقدس کتابوں سے تعلیم نہیں پائی خدا کو اُن صفات میں جو
 مذکور ہوئیں نہیں جانا پس خدا کی صفات کا بیان جس طرز پر کہ کتب مقدسہ
 میں لکھا گیا ہے ایک ظاہر اور روشن دلیل ہے کہ یہ کتابیں خدا کی طرف
 سے ہیں ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اگر کوئی اور دینوں کی کتابیں پڑھے جان لیگا
 کہ اُن لوگوں نے خدا کو اُن صفات کے ساتھ جو کتب مقدسہ میں بیان
 ہوئی ہیں نہیں جانا اور بعضی دینوں کی کتابوں میں جو خدا کی صفات
 کچھ کچھ بیان ہوئی ہیں سو یا تو صرف دس صفتیں ہیں جو موجودات سے
 جانی اور عقل کی قوت سے سمجھی جاتی ہیں یا یہ کہ کتب مقدسہ سے نکال
 لی ہیں اور وہ شخص کہ مختلف دینوں کی کتابوں سے واقف ہو اُسے یہ بھی
 معلوم ہو گیا ہو گا کہ اُن کتاب والوں نے صفات ذات کے بیان کو عمدہ

اُنکے ظاہری دستوروں سے کچھ معنی مطلب بھی نہیں لگتا ہی اور اُنکی تعلیمات
 ہیں ایسی قوت و تاثیر نہیں کہ آدمی کے دل اور چال چلن کو پاک و درست
 کریں چنانچہ اُن کتابوں کے ماننیوالوں کا حال ہماری اس بات کا گواہ ہی ہے *
 تیسری دلیل کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کا کلام ہیں خدا کی
 صفتوں کا بیان ہی جیسا اُنکی آیتوں میں مذکور ہوا ہی اور میزان الحق کے
 دو سرے باب کی پہلی فصل میں تفصیل وار لکھا گیا پوشیدہ نرھے کہ کتب
 مقدسہ خاص اُن باتوں اور اُن صفتوں کو بیان کرتی ہیں جنکا جاننا اور
 ماننا نجات کے واسطے لازم اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال چلن کے لئے
 آدمی کو ضرور اور فائدہ مند ہی اُسی جہت سے اخلاقی صفتوں کو تفصیل وار
 ظاہر کرتی ہیں اور ذاتی صفتوں میں سے صرف اتنی ہی بیان ہوئیں جو اُوپر
 کے مطلب حاصل کرنے سے علاقہ رکھتی ہیں اسکے ماسوائے اور مطلب جو
 ہیں سب پوشیدہ ہیں اور نجات کے لئے خدا کی ذات پاک کا کما ہی دریافت
 کرنا ضرور نہیں مگر آدمی کو اپنے دل کا احوال پہچاننے کی فکر اور نجات کی
 تلاش ضرور ہی پس کتب مقدسہ خدا کو ان صفتوں کے ساتھ بیان کرتی
 ہیں کہ واحد و قدیم اور بے تغیر و تبدیل اور قادر و حکیم اور خالق آسمان و
 زمین اور عالم و رحیم اور رازق و کریم اور عادل اور مقدس اور نیکو و
 اجر بخشنیوالا اور بدوں کو سزا دینیوالا ہی اور یسوع مسیح میں بخشنیوالا
 اور رحم کرنیوالا باپ ہی اور جیسے کہ اُسکی محبت اور رحمت بے نہایت ہے

دوسری دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی ایماندار آدمی کے دل اور
 چال کا بدلنا اور خدا کی طرف توجہ کرنا ہی جیسا کہ میزان الحق کے دوسرے
 باب کی ۴ و ۵ فصلوں میں ذکر ہوا ہے اور دل کا یہ بدلنا اور خدا کی طرف
 متوجہ ہونا ایسا نہیں ہے کہ آدمی صرف بُری عادت اور ظاہری گناہوں سے
 کنارہ کر کے لوگوں کے سامنے اپنے تئیں باادب و کھلاوے حال آنکہ اُس کا دل
 ویسا ہی نفسانی خواہشوں سے بھرا ہے ایسی تبدیل خدا کی جانب اور تائید
 الہی سے نہیں یہ تو آدمی خود بھی کر سکتا ہے مگر وہ تبدیل و توجہ جو یسوع مسیح
 ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہے ایسا ہے کہ آدمی کے ظاہر و باطن سب کو بدل
 دیتا یعنی پہلے تو آدمی کے دل کو پاک صاف بناتا پھر اُس کا چال چلن بھی درست
 کرتا ہے اور جبکہ یہ تبدیل دل کی مراد اور خواہش کو پاک کرتا اور آدمی
 کے خیال کو بُرائی سے بھلائی پر پھیر کر خدا کی طرف رجوع کرواتا ہے تو اُس کا
 چال چلن بھی درست اور پاک ہوتا ہے و ظاہر و باطن کا ایسا بدلنا نہ خود آدمی
 آپ سے نہ دوسرے کی مدد سے کر سکتا بلکہ یہ طاقت تو صرف اُسی قادر مطلق
 کے دست قدرت میں ہی اور وے کتابیں جسکے وسیلے خدا آدمی سے ایسا
 کام کروانا ہے چاہئے کہ خدا کا کلام ہوں * مخفی نہ رہے کہ ایسے ظاہر و باطن
 بدلنے کے واسطے سوا پرانی اور نئی عہد کی کتب مقدسہ کے اور دینوں کی
 کتابوں میں کچھ نہیں پایا جاتا وے کتابیں ایسے تغیر و تبدیل پر دلالت ہی
 نہیں کرتیں بلکہ صرف ظاہری آداب و عبادت کی تعلیم دیتی ہیں اور اکثر اوقات

اُسی باب کی ۴ و ۵ فصلوں میں مفصل لکھا گیا ہے پس انجیل کی تعلیم آدمی کی
 روح کا تقاضا جو حقیقت کا پانا اور گناہوں کی معافی حاصل کرنا اور پاک و
 مقدس ہونا اور ابدی نجات کو پیدا کرنا ہی بالکل پورا کرتی ہے * مخفی رہے
 کہ انور وینوکی کتاب میں روح کا تقاضا پورا نہیں کرتی ہیں کیونکہ خدا اور اُس کے
 ارادہ سے جو آدمی کے حق میں رکھتا ہے بیجا خبریں دیتی اور آدمی کو ایسی
 راہ نہیں بتاتی ہیں جس سے عادل اور مقدس خدا کے حضور اپنے گناہوں کی
 معافی اور دلی پاکی حاصل کر سکے اور اسی سبب آدمی اُنکی تعلیم سے نیکبختی
 ابدی کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ وے مذہب خواہ محمدی خواہ بت پرست مذہب
 صرف جھوٹی نقلوں اور باطل باتوں کی تعلیموں اور ظاہر عادتوں سے مثل غسل
 طہارت و حج و زیارت اور درشنوں اور منتوں اور بلدان سے روح کے
 تقاضا پر ایک پردہ ڈال کر اُن پر ظاہری مرہم رکھتے ہیں لیکن انجیل جیسا کہ
 مذکور ہوا آدمی کو پورے یقین سے نجات کے مقصد کو پہنچاتی ہے اور اُس
 خواہش و تقاضا کو جو خدا کی طرف سے آدمی کے دل میں دیا گیا بخوبی تسکین
 بخشتی ہے پس انجیل کی تعلیمیں اُس پہلی شرط کو جو سچے الہام کی لازم
 نشانیوں کے واسطے میزان الحق کے دیباچہ میں میں نے ذکر کی بالکل پورا کرتی
 ہیں اور یہی ایک بات کہ انجیل کی تعلیم روح کے تقاضا کو پورا کرتی ہے ایک ایسی
 پکی دلیل ہے جس سے بیشک و شبہ ثابت ہوتا ہے کہ انجیل خدا کا کلام ہی کیونکہ روح کے
 تقاضا کو صرف خدا پورا اور رفع کر سکتا ہے اور بس *

حال اُس پر ظاہر و بیان کرتی ہے اور وہ وسیلے بھی اُس پر آشکار کرتی ہے جنکے
 سبب آدمی دل کی پاکیزگی حاصل کرتا اور اپنی پیدائش کے مطلب کو پہنچ سکتا
 ہے جیسا کہ یہ سب اُسی کتاب کے دوسرے باب کے پہلی اور دوسری و سوم
 فصلوں میں مفصل لکھا گیا تھا۔ **ثانیاً** انجیل نجات کی تعلیم کے وسیلے سے ایماندار کو
 گناہوں کی معافی کے مقام پر پہنچاتی اور سارے گناہوں کی سزا سے آزاد
 کر کے خدا کا مقبول کراتی ہے چنانچہ یہ مطلب بھی میزان الحق کے دوسرے باب
 کی تیسری فصل میں تفصیلاً ذکر ہوا ہے۔ **ثالثاً** انجیل کی تعلیموں کی
 معرفت سے آدمی دل کی پاکی و صفائی کو پہنچتا ہے کیونکہ اُس کا دل مسیح
 ایمان لانے کے سبب گناہ کی ناپاکی سے پاک ہوتا ہے اور روح القدس سے
 اُس کو ایسی طاقت ملتی ہے کہ گناہ سے الگ ہو کر دم بدم خدا سے زیادہ تر محبت
 کرتا جاتا اور اُسکے حکم بجا لاتا ہے اور اسی طرح ایماندار پاک و مقدس ہوتا
 اور دلی پاکی و صفائی میں روز بروز ترقی کرتا ہے جیسا کہ مذکورہ کتاب کے
 دوسرے باب کی ۴ و ۵ فصلوں میں بیان کیا گیا۔ **رابعاً** جب کہ ایماندار
 نے یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کے ساتھ علاقہ پایا اور خدا کی مہربانی اور
 اُسکے نور و فضل نے اُس میں اثر کیا اور خدا کو اُس نے اپنا آسمانی باپ جان لیا
 تو وہ نہایت شاد و خوشحال ہے اور یہ بات بھی اُسے یقین ہو جاتی ہے کہ اُس
 عالم میں پہنچ کر خدا سے نزدیک ہو ویگا اور اُس نیکبختی کو جس کا اب مزا
 چکھتا ہے اُس وقت پورے کمال سے چکھے گا چنانچہ یہ مطلب بھی میزان الحق کے

حواریوں کی رسالت کے باب میں پیش کیے اور کہتے ہیں کہ حواری رسول نہیں
ہیں ظاہر ہی کہ وہ سب اعتراض محض بیجا اور باطل ہیں اور حواریوں کی
رسالت اُنکے معجزات سے اور مسیح کے اُس قول و گواہی سے بخوبی تمام
ثابت اور عیان ہی فقط *

مقصود سیوم

ذکر اُن دلائل کا جس سے ظاہر و مثبت ہوتا ہے کہ توریت و انجیل کلام الہی ہے

اگرچہ کوئی محمدی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ توریت و انجیل
خدا کا کلام نہیں ہے تسپر بھی حق جو کی تسکین خاطر کے لیے اُن دلیلوں کو
اس جگہ نقل کرینگے جو اس باب میں میزان الحق کے ۲ باب کی ۶ فصل میں مذکور
ہوئے ہیں اور اُن میں سے

پہلی دلیل یہ ہے کہ انجیل ایماندار کے تقاضائے روح اور تمنائے
عمل کو بالکل پورا اور ساکت کرتی ہے اور میزان الحق کے دیباچہ میں مذکور
ہوا ہے کہ روح کا تقاضا حقیقت کو پانا اور خدا کے روبرو بے گناہ ٹھہرنا اور
دل کی پاکی حاصل کرنا اور ہمیشہ کی یکسوختی کو پہنچنا ہے یعنی اولاً یہ کہ انجیل
خدا سے تعالیٰ کے اُس ارادہ و خواہش کو جو وہ آدمی کے حق میں رکھتا ہے
آدمی کو بالکل سمجھاتی ہے اور اُسکے پیدا ہونے کا مطلب اور اُسکے دل کا

پس ان آیات سے اور ان بے شمار معجزوں سے جو حواریوں سے صادر
 ہوئے بلا شک و شبہ معلوم و یقین ہوتا ہے کہ حواری خدا کے رسول ہیں اور پیغمبری کے
 مرتبہ ہیں بلکہ پیغمبر کے مرتبہ سے بھی بالاتر تھے اس دلیل سے اگرچہ اگلے پیغمبروں
 میں بھی روح القدس کی قوت اور معجزوں کی قدرت تھی لیکن اتنی نہ تھی کہ کسی
 دوسرے کو بھی روح القدس کی قدرت دے سکیں یہہ مرتبہ صرف حواریوں ہی کو
 ملا تھا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا پھر حواریوں کی بات اور اعمال و معجزات سے
 خدا کی قدرت اس قدر ظاہر ہوئی کہ انکے وعظ و نصیحت نے سنیوالوں کے دلوں
 میں ایسا اثر کیا کہ چند روز میں ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی گناہ سے پھر کر خدا کی طرف
 رجوع ہوئے اور بت پرستی سے ہٹا کر خدا سے واحد کی عبادت میں لگ گئے
 چنانچہ ایسے کام اگلے پیغمبروں کے وسیلے سے خدا نے ظاہر نہیں کئے تھے + اور انجیل
 کی آیتوں میں بھی رسول یعنی حواری کو ترجیح دیکر اول حواری کا اور اُس کے
 بعد نبی کا ذکر ہے مثلاً افسیوئے ۴ باب کی ۱۱ آیت میں یوں وارد ہے کہ خدا نے
 بعضوں کو رسول (یعنی حواری) اور بعضوں کو نبی اور بعضوں کو انجیل کا منادی
 کر دیا اور بعضوں کو چرواہا اور بعضوں کو استاد مقرر کر دیا ہے اور پہلے قرنتیوں کے
 ۱۳ باب کی ۲۸ آیت میں صاف کہا ہے کہ مجلس میں خدا نے کتنوں کو مقرر کیا
 پہلے رسولوں کو دوسرے نبیوں کو تیسرے استادوں کو الخ آیت فقط +
 اب مسیح کی اُس گواہی اور حواریوں کے اُن کرامات و معجزات کے
 روبرو اُن اعتراضوں کی کیا قدر و منزلت ہوگی کہ بعض علمائے محمدی نے

میں اثر کرتا ہی پس حواریوں نے تعلیم دیتے وقت اپنے دل سے باتیں نہیں کہیں
 بلکہ حقیقت میں مسیح کی تعلیم اور حکم ظاہر و بیان کیے اس جہت سے وہ باتیں جو
 انھوں نے کہی ہیں اور وہ کلام و صحف جو انھوں نے لکھے ہیں اور انہیں یعنی
 انجیل میں یسوع مسیح کی تعلیم و احکام ثبت کیے ہیں سو یقینہ مسیح کی تعلیم
 اور خدا کا کلام ہی اور اسی واسطے آپ مسیح لوقا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت
 میں فرماتا ہے کہ جو تمھاری سننا میری سننا ہی اور جو تمھیں ناچیز جانتا ہے
 مجھے ناچیز جانتا ہے اور جو مجھے ناچیز جانتا ہے اُسے جس نے مجھ کو بھیجا ناچیز جانتا ہے اسی
 حواری اپنے تئیں مسیح کے اور خدا کے رسول کہتے ہیں جیسا کہ پہلے قرنتیوں کے اول
 باب کی پہلی آیت اور گلیتوں کے اول باب کی پہلی آیت اور پطرس کے اول
 باب کی پہلی آیت اور یعقوب کے اول باب کی پہلی آیت میں مذکور ہوا ہے
 اور پولس نے سب حواریوں کے نام میں دوسرے قرنتیوں کے ۵ باب کی ۱۲ آیت
 میں یوں فرمایا کہ ہم مسیح کے بدلے ایچی ہیں گویا کہ خدا ہمارے وسیلے سے منت
 کرتا ہے سو ہم مسیح کے بدلے التماس کرتے ہیں کہ خدا سے میل کرو کیونکہ اُس نے
 اسکو (یعنی مسیح کو) جو گناہ سے واقف نہ تھا ہمارے بدلے گناہ (یعنی گناہ کا
 کفارہ) ٹھہرایا کہ ہم اُسکے سبب الہی راستہ باز ٹھہریں اور افسیوں کے ۳
 باب کی ۴ اور ۵ آیتوں میں مرقوم ہے کہ مسیح کا بھید (یعنی نجات کا بھید مسیح کے وسیلے
 سے) جو گنہگاروں میں بنی آدم کو اسطرح نہ معلوم ہوا جس طرح اُسکے مقدس رسولوں
 اور نبیوں پر روح سے (یعنی روح القدس کے الہام سے) اب ظاہر ہوا ۛ

ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ حواری صاحب معجزہ تھے اور رسالت کا مرتبہ انھیں حاصل تھا۔

اور حواری نے خود بھی الہام و رسالت کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ انجیل سے معلوم و یقین ہوتا ہے مثلاً پہلے قرنتیوں کے ۲ باب کی ۱۲ و ۱۳ آیتوں میں پولس نے سب حواریوں کے نام میں یوں لکھا ہے کہ ہم نے نہ دنیا کی روح کو بلکہ وہ روح جو خدا کی طرف سے ہے پایا تاکہ ہم اُن چیزوں کو جو خدا نے ہمیں بخشی ہیں جانیں اور ہم روحانی چیزوں کو روحانی باتوں سے بیان کرتے تو آدمی کی حکمت کی سکھائی ہوئی باتیں نہیں بلکہ روح القدس کی سکھائی ہوئی باتیں بولتے ہیں اور گلتیوں کے پہلے باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں پولس حواری نے کہا ہے کہ وہ انجیل جسکی میں نے خبر دی آدمی کی طرف سے نہیں ہے اسلئے کہ میں نے اُسکو نہ آدمی سے پایا نہ سیکھا پر یسوع مسیح کے الہام سے۔ پھر رومیوں کے ۱۵ باب کی ۱۸ آیت میں فرمایا ہے کہ میں یہہ جرات نہیں رکھتا کہ اُن کا مونکے سوا کچھ اُور بیان کروں جو مسیح نے میرے وسیلے قول اور فعل سے اور کراماتوں اور معجزوں کی قوت اور خدا کے روح کی قدرت سے غیر قوموں کے فرمانبردار ہونے کو کیئے پھر پہلے تسلونیقیوں کے ۲ باب کی ۱۳ آیت میں مذکور ہے کہ پولس نے کہا کہ ہمیشہ خدا کے ہم شکر گزار ہیں کہ جب وہ کلام جو خدا کا ہے جسے ہم سناتے ہیں تمکو ملا تھئے اُسے آدمیوں کا کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام جان کر کہ وہ حقیقت میں ایسا ہی ہے تبول کیا اور وہ تم ایماندار

میں مرقوم ہے کہ پولس نے اپنے ماتھے اور دعا کی برکت سے ایک جزیرہ میں بہت سے
 بیمار اچھے کیے اور ۱۹ باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں مذکور ہے کہ خدا نے پولس کے
 ماتھے سے بڑے بڑے معجزے ظاہر کیے یہاں تک کہ لوگ اُسکے رومال اور لنگی کو
 لاکر بیماروں پر ڈالتے اور بیماریاں دور ہو جاتیں اور بدروحیں اُنسے نکل جاتیں
 اور ۲۰ باب کی ۴ و ۱۰ آیتوں میں لکھا ہے کہ پولس حواری نے شہر طرواس
 میں ایک مُردے کو جلا یا اور جیسا کہ پطرس اور پولس کے معجزوں کا یہاں ذکر ہوا
 ایسا ہی اُس سب حواریوں کا بھی حال ہے یعنی وہ بھی پطرس اور پولس کی
 مانند صاحب معجزہ تھے کیونکہ روح القدس اُن سب کو برابر ملا تھا اور اعمال کے
 ۲ باب کی ۳۴ آیت اور ۵ باب کی ۱۲ آیت میں سب حواریوں کی
 بابت کہا گیا ہے کہ اُنسے بہت معجزے اور نشانیاں ظاہر ہوئیں * اور روح القدس
 حواریوں کو اس درجہ پر ملا اور معجزہ کی اتنی طاقت اُنکو دی گئی کہ حواریوں کو
 ایمان داروں پر اپنا ماتھہ رکھ کر روح القدس کی قوت اور معجزے کی طاقت
 اُنھیں دے سکتے تھے جیسا کہ اعمال کے ۸ باب کی ۱۷ آیت میں مرقوم
 ہے کہ اُنھوں نے (یعنی پطرس اور یوحنا حواری نے) اُنپر (یعنی
 ایمانداروں پر) ماتھہ رکھے اور اُنھوں نے روح القدس پایا اور پھر اعمال
 کے ۱۹ باب کی ۴ آیت میں لکھا ہے کہ جب پولس نے اُنپر (یعنی
 ایمانداروں پر) ماتھہ رکھا اُنپر روح القدس آیا اور وہ طرح طرح
 کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے * خلاصہ ان آیتوں سے بخوبی

دیکھو اپنے باپ کے وعدے کو میں تم پر بھیجتا ہوں لیکن تم جب تک آسمان سے
 قوت نہ پاؤ یروشلیم شہر میں ٹھہرو اور عروج کے وقت جیسا کہ متی کے ۲۸
 باب کی ۱۸ و ۱۹ آیتوں میں مذکور ہے اُن سے فرمایا ہی کہ آسمان اور زمین کا
 سارا اختیار مجھے دیا گیا اسیلئے تم جا کے سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس
 کے نام سے بپتسمہ دیکے شاگرد کرو + اور جیسا کہ مسیح نے حواریوں سے وعدہ
 کیا تھا ویسے ہی اُسکے عروج کے دسویں دن قوت یعنی روح القدس آسمان
 سے اُنپر اُترا اور اُسکی معرفت اُنکو وحی اور الہام اور قوت معجزات اور
 اعجاز ملی اور مرتبہ رسالت بھی حاصل ہوا چنانچہ اعمال کے ۳ باب کی
 پہلی آیت سے ۱۱ تک لکھا ہی کہ پطرس حواری نے یسوع مسیح کے نام سے
 ایک لنگڑے کو چلنے کی طاقت دی پھر ۹ باب کی ۳۲ آیت سے ۴۳
 تک ذکر ہوا ہی کہ اُسی حواری نے اینیاس نامی ایک شخص کو جو بہت دن کا
 بیمار تھا تندرستی بخشی اور ایک مری ہوئی بیوہ عورت اُسکی دعا سے جی
 اُٹھی پھر اعمال کے ۵ باب کی ۱۲ آیت سے ۱۴ تک مذکور ہی کہ پطرس
 حواری نے بہت بیماروں کو شفا دی اور لوگ گلی کوچوں میں اپنے اپنے
 بیماروں کو لا بٹھاتے کہ پطرس کے نکلنے وقت اُسکا سایہ اُنپر پڑے اور اچھے
 ہو جائیں چنانچہ پطرس کا سایہ پڑا اچھا ہو گیا اور پولس حواری کے حق
 میں اعمال کے ۱۴ باب کی ۸ آیت سے ۱۰ تک لکھا ہی کہ اُسنے ایک
 مادر زاد لنگڑے کو ایک بات میں اچھا کر دیا اور ۲۸ باب کی ۸ و ۹ آیتوں

میں ہوں میرے ساتھ ہوویں تاکہ دے میرے جلال کو جو تو نے مجھے بخشا ہے دیکھیں اور متی کے ۱۹ باب کی ۲۸ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے نئی پیدایش میں جب ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیں گے تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے اور اسرائیل کے بارہ گھرانے کی عدالت کرو گے جانا چاہیے کہ ان آیتوں سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ حواری اگرچہ شروع میں سمجھ اور ایمان میں سُست و ناقص تھے پر من بعد یہود اسکا ربوٹی کے سوا سب ایمان میں مضبوط و کامل ہوئے اور انکو بڑا مرتبہ بلکہ نبیوں سے بھی اعلیٰ مرتبہ ملا پھر یوحنا کے ۱۲ باب کی ۲۶ آیت میں مذکور ہے کہ مسیح نے اُن سے کہا کہ وہ تلی دینو لا روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلاؤں گا اور پھر جیسا کہ یوحنا کے ۱۴ باب کی ۱۳ آیت میں مسطور ہے اُن سے فرمایا کہ جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گا اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہیں گے لیکن جو کچھ وہ سُنیں گے سو کہیں گے اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گا اور قیام کے بعد جب یسوع مسیح نے اپنے تئیں حواریوں پر ظاہر کیا تو جیسا کہ یوحنا کے ۲۰ باب کی ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ آیتوں میں مذکور ہے اُن سے کہا کہ تم پر سلام جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں تمہیں بھیجتا ہوں اُس نے یہ کہے کہ اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح قدس کو جنکے گناہوں کو تم بخشواؤ گے۔ بخشنے جاتے ہیں جنہیں تم نہ بخشو گے نہ بخشنے جائیں گے پھر لوقا کے ۲۴ باب کی ۴۸ و ۴۹ آیتوں میں لکھا ہے کہ مسیح نے حواریوں سے کہا کہ تم اُن باتوں کے گواہ ہو اور

مسیح کی گواہی حواریوں کی رسالت کی بابت اور ان کے معجزات اور رسالت کے بیان میں

اس بات کے بیان میں مسیح نے فرمایا ہے چنانچہ متی کے ۱۰ باب کی ۴۰
آیت میں مرقوم ہے کہ جو تمہیں قبول کرتا ہے مجھے قبول کرتا ہے اور پھر لوقا کے
۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں کہا ہے کہ جو تمہاری سُننا ہے میری سُننا ہے اور جو
تمہیں ناچیز جانتا ہے مجھے ناچیز جانتا ہے اور متی کے ۱۰ باب کی ۴۰ آیت میں
اور لوقا کے ۱۲ باب کی ۱۲ آیت میں مرقوم ہے کہ مسیح نے حواریوں سے
فرمایا کہ کہنیو اے تم نہیں ہو بلکہ تمہارے باپ کا روح (یعنی خدا کا روح)
تم میں بولے گا کیونکہ روح القدس اُسی دم تمہیں سکھا دے گا کہ کیا کہا جائے
پھر یوحنا کے ۱۵ باب کی ۲۷ و ۲۸ آیتوں میں مسیح نے اُن سے کہا کہ تم میرے
لئے گواہی دو گے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو پھر یوحنا کے ۱۷ باب کی
۱۲ و ۲۴ آیتوں میں کہا کہ جب تک میں اُنکے ساتھ دنیا میں تھا تب تک
میں نے تیرے نام سے اُنکی حفاظت کی اور اُن سب کی جو تو نے مجھے بخشے ہیں
نگہبانی بھی کی کوئی اُنہیں سے سوا ابنِ ہلاکت کے ہلاک نہیں ہوا تا کہ کتاب
پوری ہو اسی باپ میں چاہتا ہوں کہ دے بھی جنہیں تو نے مجھے بخشا ہے جہاں

توریت کے دور و نزدیک سے جمع کر کے بڑی دقت اور محنت سے مقابلہ کیا اور
 سال یا سال اسی امر میں صرف کئے خلاصہ علمائے مذکورہ کی گواہی سے اور پھر
 اس مرحلہ سے کہ کتاب توریت جو عبری زبان میں عیسائیوں کے پاس ہی بعینہ
 وہی ہے جو یہود کے پاس بھی موجود ہے صاف ظاہر اور مثبت ہوتا ہے کہ یہودیوں
 نے توریت کو مسیح کے بعد تحریف اور تبدیل نہیں کیا اور یہ کہ توریت اب بھی
 وہی ہے جو مسیح کے ایام میں اور ہر وقت تھی فقط +

بعض محمدی نے اُن صحوف پر اشارہ کیا جنکو اپوکریفیکل کتاب ہیں
 کہتے ہیں مثل کتاب جودت کتاب توبیا کتاب مکتبی وغیرہ کہ توریت کے یونانی
 ترجمہ پر علاوہ کی گئی اور رومن کتولیک کے ترجمہ میں داخل ہوئی ہیں مگر
 پرتسٹنٹ کے ترجمہ سے خارج کی گئی ہیں پس کہتے ہیں کہ اس بات سے توریت
 الحاق ہونا ثابت ہوتا ہے مگر یہ بات بھی محمدیوں کو مفید نہیں کیونکہ صحیفہ کوہ
 کبھی توریت کے اصل عبرانی نسخوں میں داخل نہیں کئے گئے اور نہ وہ
 زبان عبرانی میں لکھے گئے اور نہ نبی کے قول ہیں بلکہ توریت کی کتاب تمام
 ہونے کے بعد بعض یہودی عالموں سے بطریق نصیحت نامہ اور تواریح کی یونانی
 زبان میں لکھے گئے اور من بعد توریت کے یونانی ترجمہ سے شامل کئے گئے
 ہیں پس وہ نہ الہامی کتاب نہ کلام خدا ہیں اور اس سبب سے توریت کے
 ہمارے ترجمہ میں داخل نہیں ہوئی ہیں فقط +

کہ اُس میں پائی گئیں پھر بھی بے تحریف و تبدیل ہم پر پہنچا ہی ہے پھر ۱۴۱
 صفحہ میں لکھا ہی کہ سب صورت سے ثابت و مدلل ہے کہ توریت کا عبری نسخہ تمام
 اور صحیح ہم تک پہنچا اور یہ کہ اُس میں کچھ عمدہ یا قصدی تحریف و تبدیل نہیں ہوئی
 اور صفحہ ۹۴ میں توریت موسیٰ کی اُسی نسخہ کی طرف اشارہ کر کے جو قدیم وقت
 سے فرقہ سامریہ کے پاس ہی کہتے ہیں کہ وہ اختلافات جو اُس نسخہ کے اور ہمارے
 نسخہ کے بیچ واقع ہیں (اور ہمارا نسخہ وہی ہے جو یہودیوں کے پاس ہے) اتنے کم
 اور غیر مہم اور ناگراں ہیں کہ اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ توریت موسیٰ کی
 اب بھی وہی ہے جو اول تھی جب حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے لکھی گئی اور ڈاکٹر
 لی صاحب صفحہ ۳۲۵ اُسی کتاب مذکور بالا میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر کنلیکٹ اور
 دی روتسے کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ عہد عتیق کے عبرانی نسخوں میں
 کاتبوں کے سہو وغیرہ کے سبب سے بہت غلطیاں حروف وغیرہ میں پائی جاتی
 ہیں تسپر بھی کوئی ایسی غلطی نہیں پائی گئی جس سے کوئی تعلیم یا کوئی مشین گویا
 یا کوئی گزارش گم یا ناقص ہو گئی ہو اور ڈاکٹر کنلیکٹ خود بھی کہتا ہے کہ کوئی گمان
 نہ کرے کہ ویر یوس ریڈنگ کے سبب سے یعنی اختلاف نقل کے سبب سے خدا کے
 کلام میں کچھ نقص آیا ہی ایسا نہیں بلکہ اُسکی سب تعلیمات و گزارشات اب بھی
 وہی ہیں جو اول میں تھیں اور کپلوس صاحب نے بھی جس نے بڑی محنت و وقت
 سے توریت کے سب قدیم ترجموں کو مقابلہ کیا اُسی بات پر گواہی دی ہے اور
 جانتا چاہیے کہ کنلیکٹ چھ سو تیس اور دی روتسے نے چار سو انا سی نسخہ عبرانی

آیتوں کو تبدیل کیا ہے پس کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا کہ مسیحی علما مقرر ہیں کہ
 توریت مسیح کے بعد تحریف و تبدیل ہوئی ہے مگر یہ بات خلاف واقع ہے کیونکہ صرف
 بعض علمائے قدیم اور بعض فضلاء متاخرین نے جستن کا قول قبول کیا ہے نہ ہمہ
 اور دریافت و تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اُس نے سہو کیا وہ عبرانی زبان سے
 واقف نہ تھا پس جب اُس نے معلوم کیا کہ یونانی ترجمہ کہ اُس کے پاس تھا اور جس کو
 سیپٹوا جنت کہتے ہیں سب بات میں عبرانی نسخہ سے جو یہود کے پاس دیکھا مطابق
 نہیں آتا ہے پس اُس نے گمان کیا کہ انھوں نے اپنے نسخہ کو بدل ڈالا لیکن حال یہ ہے
 کہ وہ یونانی ترجمہ بعض جگہ غلط ہے نہ نسخہ عبرانی چنانچہ اسناد کی کتابوں میں مثلاً
 مارن صاحب کی دوسری جلد کے آغاز میں اور ڈاکٹر گوسن کی کتاب کے ۱۳۷۱
 صفحہ میں اُس کا بیان ہے * جانا چاہیئے کہ مارن صاحب کی کتاب جس کا ذکر
 ان اوراق میں جا بجا آیا ہے اُس کا چھٹواں چھا پا ہی کہ ۲۸۱ء لندن
 میں چھپ گئی ہے *

اور یہ کہ جستن کا قول اور ان علماؤں کی بات کہ مانند اُس کی کہتے
 ہیں کہ یہود نے مسیح کے بعد توریت کو تحریف کیا ہے ایک گمان خلاف اور بے اصل
 ہے اس امر کو ڈاکٹر لی صاحب نے بھی اپنی کتاب مباحثہ کے ۲ باب کی ۲ و ۳
 فصل میں اور پھر ڈاکٹر بیان صاحب نے بھی اپنی کتاب اسناد کی پہلی جلد میں
 تفصیل وار بیان اور مدلل کیا ہے اور مارن صاحب دوسری جلد کے ۷۹
 صفحہ میں کہتا ہے کہ عبرانی نسخہ کتاب عہد عتیق کا باوجود کاتبوں کے سہو و غلطیوں کے

موسیٰ کی توریت بنیوں کی کتاب زبور سب نبی اور توریت وغیرہ کے جو
 اُن آیتوں میں مسیح کے قول سے مذکور ہوئے ہیں مراد اُنکی توریت یعنی عہد
 عتیق کے سب صحیفوں سے ہی اور مسیح نے اُنکو خدا کا کلام کہا اور پڑھنے اور
 ماننے کا حکم دیا اور جانا چاہیے کہ توریت کے وے صحوف جو مسیح کے ایام میں
 یہودیوں کے بیچ مستعمل تھے اور اب بھی اُنکے پاس ہیں وہی کتاب توریت ہی
 جو مسیحیوں کے پاس بھی موجود ہے اور اُسکو کتب مقدسہ عہد عتیق کہتے ہیں اگر کسیکو
 اس بات کا کچھ شک ہو تو توریت کے اُس نسخہ کو جو مسیحی علما نے اُردو اور فارسی
 اور عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے لیکر اُس نسخے سے جو یہودیوں کے پاس اصل
 زبان عبرانی میں موجود ہے مقابلہ کرے تو معلوم اور یقین کر لگا کہ بعینہ وہی
 توریت ہی * اور مسیح کی اُس گواہی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وے اعتراض
 جو بعض محمدی وغیرہ نے توریت کی بعض آیات کے مضمون پر پیش کیے اور کہتے
 ہیں کہ اُن سے نقص آتا اور توریت کا تحریف یا غیر حق ہونا ثابت ہوتا ہے سب کے
 سب بیجا اور بے بنیاد ہیں بلکہ صرف اُنکی کم سمجھ یا تعصب سے ہی کہ مضمون اُنکو
 ناقص اور غیر مناسب معلوم دیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ساری توریت خدا سے نہیں ہوتی
 یا کوئی خارج و غیر حق بات اُس میں داخل ہوئی ہوتی یا تحریف و تبدیل اُس میں راہ
 پاتی تو مسیح اُسکے حق میں وہ گواہی کبھی نہ دیتا *۔

بعض محمدی ہماری کتابوں میں یہ بات دیکھ کر کہ جِسْتِین شاید نے جو قدیم
 مسیحی عالموں میں سے تھا کہا ہے کہ یہودیوں نے مسیح کے بعد توریت کی بعض

یوں کہا ہی کہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کے (یعنی یحییٰ نبی کے) وقت تک
نبوت کی اور متی کے ۲۲ باب کی ۲۹ آیت میں یہودیوں سے فرمایا کہ تم کتابوں
اور خدا کی قدرت کو نہ سمجھ کر غلط کرتے ہو پھر ایک تمثیل کے بیان میں جیسا کہ
لوقا کے ۱۴ باب کی ۳۱ آیت میں مسطور ہے کہا کہ جب وے موسیٰ اور
نبیوں کی نہ سنیں گے تو اگر مردوں میں سے کوئی اٹھے اُسکی بھی نہ مانیں گے پھر لوقا
کے ۲۴ باب کی ۲۴ و ۲۵ آیتوں میں لکھا ہے کہ مسیح نے حواریوں سے فرمایا
کہ کیا ضرور تھا کہ مسیح دکھ اٹھا وے اور اپنے جلال میں داخل ہو وے اور
موسیٰ اور سب نبیوں کی دے باتیں جو سب کتابوں میں اُسکے حق میں شروع
سے اُنکے لئے بیان کیں اور پھر اُسی باب کی ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ آیتوں میں
مسطور ہے کہ مسیح نے کہا کہ ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسیٰ کی توریت اور نبیوں
کی کتاب اور زبور میں میری بابت لکھا ہے پورا ہوتا اُنکی سمجھ کھول دی
کہ کتابوں کو سمجھیں اور اُن سے کہا کہ یوں ہی لکھا ہے اور یوں ہی ضرور
تھا کہ مسیح دکھ اٹھا وے اور تیسرے دن مردوں میں جی اٹھے اور پھر انجیل
کے دوسرے طوطیوں کے ۳ باب کی ۱۵ و ۱۴ و ۱۳ آیتوں میں مذکور ہے کہ
ساری کتاب الہام سے ہی اور تعلیم کے اور الزام کے اور سدھارنے کے
اور راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہی فقط *

اب ان آیات سے صاف معلوم اور یقین ہوتا ہے کہ مسیح نے ساری
توریت کو مان لیا اور حق اور مین الہ جانا کیونکہ الفاظ کتاب شریعت خدا کا کلام

مقصود اول

مسیح کی گواہی تورات کے حق اور صحیح ہونے کے باب میں

اور وہ اس مضمون پر ہی کہ مسیح نے یوحنا کے ۵ باب کی ۳۹ آیت میں یہودیوں سے فرمایا ہی کہ کتابوں میں (یعنی مقدس کتابوں میں جو تورات کے سب صحیفوں سے مراد ہے) ڈھونڈھو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ انہیں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور وہی ہیں جو میرے لئے گواہی دیتے ہیں اور پھر اسی باب کی ۴۶ و ۴۷ آیتوں میں کہا ہی کہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان لاتے اسلئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہی لیکن جب تم اُسکے لکھے ہوئے پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتیں کیونکر یقین کرو گے پھر یوحنا کے ۷ باب کی ۱۹ آیت میں مسیح نے یہودیوں سے فرمایا کہ کیا موسیٰ نے تمہیں شریعت نہ سونپی لیکن کوئی تم میں سے شرع پر عمل نہیں کرتا اور اسی باب کی ۳۸ آیت میں کہا کہ اُسکے پیٹ سے جو مجھ پر ایمان لاتا ہی جیسا کتاب کہتی ہے جیسے پانی کی ندیاں جاری ہو گئی پھر یوحنا کے ۱۰ باب کی ۳۴ و ۳۵ آیتوں میں مذکور ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ کیا تمہاری شرع میں یہ نہیں لکھا ہی کہ میں نے کہا تم خدا ہو اُس نے تو انہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب کی بات ٹلے پھر متی کے ۱۱ باب کی ۱۳ آیت میں مسیح نے

خدا کی طرف سے ہونے کو دریافت کرتا ہی اور اسی طرح ایمان اور نجات کی بابت
 وہ اطمینان اُسکو ملتی کہ دلی تسلی اور حقیقی خوشوقتی کا سبب اور بنیاد ہی اور
 اسی بات پر اشارہ کر کے مسیح نے فرمایا چنانچہ لوقا کے ۱۴ باب کی ۳۱ آیت
 میں مسطور ہے کہ جب وے موسیٰ اور نبیوں کی نہ سُنیں گے تو اگر مُردوں میں سے
 کوئی اُٹھے اُسکی بھی نہ مانیں گے یعنی خدا کے کلام میں ایک ایسی قدرت اور ایسا نور
 کہ ہر آدمی جو حق جو اور نجات کا طالب ہو اور صدق سے اُسکا مطالعہ کرے تو اُسکی
 حقیقت کو بخوبی و درستی سے سمجھیکا اور دریافت کر لیکا مگر وہ جو حجتی اور کج بحثی
 ہی اگرچہ ہر طرح کی معقول اور منقول دلائل اُسکی خاطر پیش کریں حتیٰ کہ مُردہ بھی
 زندہ ہو کر گواہی دینے کے واسطے حاضر ہو وے تو بھی نہ مانیکا کیونکہ دلی غرور
 اور باطنی تاریکی مانع ہوتی ہی چنانچہ بہترے علما ایام سلف میں تھے اور اب بھی
 ایسے ہیں کہ باوجود سب طرح کی دلیل اور دلائل کے پھر بھی خدا کے وجود پر اعتراض
 لاتے اور اُس سے انکار کرتے ہیں خلاصہ خداے رحمان والرحیم تجھے اے پڑھنیوالے
 بے ایمانی اور ملحدی سے محفوظ رکھے اور ہدایت کر کے تجھے ایمان حقیقی
 اور نجات مسیحی تلک پہنچا دیوے آمین

نہیں ہوا) خدا کے روح کی باتوں کو نہیں قبول کرتا کہ وہ اُسکے آگے بے وقوفیاں
 ہیں اور نہ وہ اُنکو جان سکتا ہے کیونکہ وہ روحانی طور پر بوجھی جاتی ہیں اور صلیب
 کی بات (یعنی وہ بات کہ مسیح کی صلیبی موت گناہ کا کفارہ اور نجات کا باعث ہے)
 ہلاک ہونیوالوں کے نزدیک (یعنی ایمان نہ لانیوالوں کے نزدیک) بیوقوفی ہی
 پر ہم نجات پانیوالوں کے لئے خدا کی قدرت ہی اور یوحنا کے ۳ باب کی ۳ آیت
 میں مرقوم ہے کہ مسیح نے نیکو و یموس سے کہ یہودیوں کے عالموں میں سے تھا فرمایا
 کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں اگر کوئی سر نو پیدا نہ ہو (یعنی اُسکا باطن نیا اور
 سنورا اور روحانی نہ ہو) تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا ہے یعنی انجیل
 کی بات اور تعلیمات نہیں سمجھ سکتا ہے پس انجیل کی سمجھ اور معرفت حق نہ تحصیل
 علم و علوم پر اور نہ دلیل و دلائل پر موقوف ہے بلکہ فضل الہی پر اور جب تک آدمی
 فروتنی سے فضل و ہدایت خدا سے نہیں ڈھونڈھتا ہے اور حق جوئی اور سادہ دلی
 سے انجیل کو نہیں پڑھتا تب تک اُسکے حیات بخش مضامین اُسپر نہ کھلیں گے اور حق
 ایمان اور حق پہچان تک نہ پہنچے گا جیسا آفتاب صرف اپنی ہی قوت نور سے
 دیکھا جاتا ہے ویسا ہی انجیل کے کلام میں بھی ایک فہم اور سمجھ اور ایمان بخش
 قوت ہی روح القدس کی تاثیر سے کہ اُسکے طفیل و نور سے حق جو کے دل میں انجیل
 کی سچائی کی نسبت اور خدا کی طرف ہونے کی بابت یقین کئی پیدا ہوتا ہے اور
 عوام آدمی کو بھی گو عقل و نقل کے دلیل و دلائل کی خوبی سمجھ نہیں سکتا پھر اسی
 وجہ سے اُسکا ایسا فہم حاصل ہوتا ہے کہ بد رستی و یقین تام انجیل کے حق اور

صاحب موصوف نے نہ ان باتوں کا جواب دیا نہ انکار کیا نہ سکامناں اور ادھر ادھر سے بات تو کہی قرآن کے حق میں لیکن نہ جواب دی ہی کی راہ سے بلکہ صرف اس مقصد سے کہ اسی طرح جواب سے گریز کرنے پر ایک پردہ ڈالے اب اس حال میں کہ مولوی صاحب امور مذکورہ کے انکار و جواب سے ساکت ہی پس میزان الحق کا جواب کہاں سے ادا ہوا یا دین عیسوی کیونکر رد کیا گیا البتہ اُس نے دعویٰ تحریف و تخریب میں بہت جولانی کی ہے مگر ثبوت کو رکھ چھوڑا اس لحاظ سے دعویٰ مولوی صاحب کا مثل اُس شخص کے ہے جس نے بڑی محنت کر کے عمارت سنگین سے ادھر ادھر ایک کترا یا ایک روڑا اُکھاڑ لیا پس جا کر پکارا اور فخر کیا کہ میں نے عمارت کو گرا دیا اور اُسکی بنیاد کو اُکھاڑ ڈالا۔

اب اس صورت میں کہ مولوی صاحب نے جواب ادا نہیں کیا پس جواب الجواب کا بھی مقام نہیں ہے پس پر بھی اس راہ سے جواب دے دوں گا کہ اپنی کتابوں سے وہی بات جو مباحثہ کے شامل ہیں منتخب کر کے اور کچھ تفصیل دیکے اس رسالہ میں پیش کروں گا اور امید ہے کہ صاحب انصاف اور حق جو آئندہ مقصودوں کو غور سے پڑھ کر سمجھیں گا اور معلوم کر لیں گے کہ اُنکے ضمن میں مولوی صاحب کے سب اعتراض کا کافی اور شافی جواب دیا گیا ہے۔

پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حق شناسی اور ایمان حقیقی کے لیے خدا کا فضل اور نور الہی لازم ہے لکھا ہے انجیل میں پہلے قریبوں کے پہلے اور دوسرے باب میں کہ نفانی آدمی (یعنی وہ آدمی جو خدا کے فضل اور نور الہی سے منور

سے ایک پر بھی دم نہ مارا *

پھر قرآن کے حق میں مولوی صاحب نے آیا چرائے کی کہ کہے کہ وہ بات
 صحیح نہیں ہے جو میں نے عثمان کے قرآن کے تالیف اور جمع کرنے اور اگلے نسخوں
 کے جلانے کے باب میں کتاب مشکات سے نکال دیا ہے یا بتا دیا کہ وہے نشانیاں
 جنگو میں نے میزان الحق کے تیسرے باب کے شروع میں حق نبی کی پہچان کے واسطے
 مسطور کیں محمد میں پائی گئیں یا کہہ سکا کہ آریہ اور حنفیہ و زینب کے گذارشات
 حق نہیں اور وہ آیات اور حدیث جنگو میں نے محمد کے گنہگار ہونے کی بابت
 مذکور کیا قرآن اور محدثوں کی کتابوں میں بعینہ ویسا ہی پائی نہیں جاتی ہیں
 یا اُسنے کوئی معجزہ محمد کا جو قرآن میں تفصیلاً مذکور ہو قرآن سے لاسکا چنانچہ
 معجزات مسیح اور عواریوں کے انجیل میں تفصیلاً مسطور ہوئے ہیں یا انکار کر سکا
 کہ قرآن کی آیات میں بہشت مجازی طور پر بیان ہوا اور یہ کہ جہاد کا حکم ہوا
 اور قرآن میں کہا ہے کہ خدا نے بہت جن اور انس کو جہنم کے واسطے پیدا کیا ہے
 اور آیا مولوی صاحب نے اُن دلیلوں کے جواب کو ادا کیا جن سے میں نے ثابت
 کیا کہ قرآن کی عبارت خواہ بے مثل و بے مانند ہو خواہ نہ ہو کسی وجہ سے اُسکے
 حق ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے اور یہ کہ قرآن ایک جمع آوری ہے تورات
 اور انجیل سے اور یہود اور عیسائیوں کی حدیثوں سے اور قدیم عربوں کی عادتوں
 اور قصوں سے اور آیا کہہ سکا کہ وہ اعمال غیر مناسبہ جو میں نے میزان الحق کے
 ۲۱۳ صفحہ سے ۲۲۲ تک مذکور کیے محمد سے سرزد نہیں ہوئے کبھی نہیں

بوجہ احسن پوری ہوئی اور انجام پائی ہیں چنانچہ اسی طرح انجیل کا من اللہ
 ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے اور اسی باب کی چھٹھی فصل میں میں نے اُن دلیلوں کو
 بھی بیان اور پیش کیا ہے جن سے انجیل کا حق اور خدا کا کلام ہونا صاف صاف معلوم
 اور یقین ہوتا ہے پس کیا مولوی صاحب نے اُنکا جواب دیا ہے کبھی نہیں بلکہ ایک
 بات بھی اُنکے رد میں نہیں لکھی ہے اور حال یہ ہے کہ وہ پانچ شرطیں اُن سات
 دلیلوں کے ساتھ میزان الحق کی اصل بنیاد ہیں چنانچہ سارا مباحثہ اُن پر مبنی ہے
 پھر مسیح کے اور حواریوں کے معجزات کو آیا اُنکا رد کر سکا یا اُن دلیلوں کو رد کر دیا جو
 میں نے دوسرے باب کی ساتویں فصل میں حواریوں کی رسالت کے باب میں مسطور
 کی ہیں یا کہاں ثابت کیا ہے کہ جو جو میں نے مسیح کی نجات اور شفاعت کے باب
 میں انجیل سے پیش اور مدلل کیا خلاف واقع ہے برگز نہیں بلکہ لا جواب ہو کر سکوت کو
 اختیار کیا * پھر مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے باب میں مولوی صاحب نے
 تو بہت سی باتیں کہیں مگر اصل مطلب کے جواب سے گریز کی ہے کیونکہ نہ تو یہ ثابت کر دیا
 کہ الوہیت مسیح و تعلیم تثلیث اُن مسئلوں میں سے نہیں ہے جو ماہیت ذات الہی
 سے منسوب ہو کے عدم الادراک اور عدم الحکم ہیں چنانچہ میں نے بیان کیا بلکہ اُن
 باتوں میں سے ہے کہ محکوم عقل ہیں اور عقل اُن کے محال و غیر محال کی بابت
 حکم دے سکتی ہے یا اگر اس میں لاچار رہا اور تثلیث اُن مسئلوں میں سے تھہری
 کہ محکوم کتاب ہیں تو اُس پر یہ لازم تھا کہ ثابت کرے کہ الوہیت مسیح اور تعلیم
 تثلیث خلاف کتاب انجیل مقدسہ ہے لیکن صاحب موصوف نے اُن دونوں باتوں میں

اور سُنوں کی تفصیل میں بھی غلط اور خلاف حقیقت کے لکھا ہی پھر ہمارے
 معتبر علماؤں کے قول کو مثل ماون ہنری اور اسکت وغیرہ کے قصداً
 مبالغہ کر کے نقل و بیان کیا ہی چنانچہ جو انھوں نے انجیل کے بعض فقرات کی
 تحریف اور بعض آیات کے مشتبہ ہونے کے باب میں لکھا اُس نے ایسا بیان کیا
 کہ گویا وہ مقرر ہوئے کہ انجیل اور توریت کی اکثر آیات نے تحریف پائی اور اکثر مطالب
 مشتبہ ہوئے ہیں یہاں تک کہ پھر گوی نہیں کہہ سکتا کہ انجیل کی کون سی بات
 اصل اور صحیح ہے لیکن ایسی باتوں سے اور کچھ ظاہر اور ثابت نہیں ہوتا مگر مولوی
 صاحب کا تعصب و طرفداری کیونکہ ہمارے انھیں علماؤں نے کہ اُن غلطیوں
 کی کیفیت جو کتابوں کے سہو وغیرہ کے سبب سے کتب مقدسہ میں وارد ہوئیں بیان
 کی اپنی انھیں کتابوں میں یہ بھی صاف صاف کہا اور لکھا ہی کہ باوجود ان
 غلطیوں کے توریت اور انجیل کے مضمون اور مطالب میں کچھ فرق اور نقصان
 نہیں پڑا بلکہ کتب مقدسہ اب بھی وہی ہیں کہ اول ہی میں تھیں چنانچہ فرصت
 پا کے آگے مذکور کیا جائیگا ۔

پھر مولوی صاحب نے بڑے تفخر سے بار بار کہا ہی کہ میزان الحق اور
 مفتاح الاسرار کا جواب میں نے خوب ادا کیا ہی مگر یہ بھی صرف اُس کا ایک
 دعویٰ ہی اور بس میں نے تو میزان الحق کے دیباچہ میں تفصیلاً دے شہ طیں
 بیان کی ہیں جن سے حق کلام ثابت ہوتا ہی اور اُس کے دوسرے باب کی فصلوں
 میں میں نے بتایا اور ثابت کیا کہ انجیل کے مضامین اور تعلیمات سے دے شروط

محمد و نیر خان صاحب کی اعانت اور انگریزی دالوں کی مدد سے تصنیف کی ہیں
 اور میں نے بھی آگے سے صاحب موصوف کو وعدہ کیا تھا کہ جب آپ کی کتاب چھپ
 چکی ہیں دیکھ کر اسکا جواب ادا کروں گا مگر مولوی صاحب کی سب کتابیں غور سے
 دیکھ کر معلوم ہوا کہ انہیں کچھ نئی بات اور کوئی اور اعتراض نہیں پائے جاتے
 ہیں مگر وہی جو کشف الاستار اور کتاب استفار وغیرہ میں مسطور کیے گئے
 اور جنکا جواب میں نے حل الاشکال اور میزان الحق اور مفتاح الاسرار کے
 آخر چھاپے میں دے دیا ہے ناں اتنا ہی کہ صاحب موصوف نے طعن و تعصب
 میں ان مستنفوں سے زیادہ تر کوشش کی اور انجیل کی تحریف اور تخریب کے
 ادعا میں زیادہ تر شور مچایا ہے یہاں تک کہ جا بجا کہا ہے کہ انجیل و توریت
 سب صورت سے تحریف اور خراب ہو گئی چنانچہ پھر قابل اعتقاد و اعتماد کے
 نہ رہی ہیں اور بہت جدوجہد کیا کہ اپنے انگریزی دان دوستوں کی مدد سے
 اس بات کو ہمارے علماؤں کی کتابوں سے ثابت کرے لہذا گاہے منکر اور ٹھنڈوں
 مثل استراوس اسپنوزہ پاہن کارلائل وغیرہ کے قول کو اپنی دلیل
 بنایا گاہے بدعتوں سے مثل فرقہ مارسیونی اور ایسیولی اور ارین
 سے مدد چاہی گاہے ان علماؤں کا قول پیش کیا کہ علم میں تو فاضل اور کامل تھے
 لیکن مسیحی ایمان میں ضعیف اور ناقص مثل پیلی لیکلرک میکاطیس
برٹشینڈر اسٹامدین ایوالد وغیرہ اور اسی سبب سے ہی کہ ان علماؤں
 نے اپنی کتاب کے بعض مقاموں میں الہام کے بیان اور مسیحی ایمان کے



لله الحمد

مبارک باد خداے قادر کہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا
خداوند ہی کہ بقا فقط اُسی کو ہی کہ اُس نور میں رہتا ہی جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا
اور جس کو کسی انسان نے نہ دیکھا نہ دیکھ سکتا ہی اُسی کی قدرت اور عزت
ابدی ہی آمین * ساری مقدس کتاب الہام سے ہی اور تعلیم کے اور الزام کے
اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہی —
قول انجیل * خداوند کی توریت کامل ہی کہ دلوں کی پھیر نیوالی ہی خداوند کی
شہادت سچی ہی کہ نادانوں کو تعلیم دینیوالی ہی خداوند کی شریعتیں سیدھی ہیں
کہ دل کو خوشی بخشی ہیں خداوند کا حکم صاف ہی کہ آنکھوں کو نور دیتا ہی —
قول داؤد * اَمَّا بَعْدُ اِنَّ دِنُوں میں دو تین کتابیں مسیحی دین کی تھوڑی
اور ہماری کتابوں کے جواب میں مطبوع ہوئی ہیں کہ مولوی رحمت اللہ نے

مقصد ہشتم

اس بات کے بیان میں کہ مضمون پر اعتراض کرنے سے تحریف ثابت نہیں ہوتی ہے۔ ۴۷-۴۹

مقصد نہم

کلمات چند مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے باب میں ... ۴۹-۷۴

مقصد دہم

قول مسیح اس بات کے بیان میں کہ شافع اور نجات دینے والا خود آپ ہی ہیں اور بس ... ۷۴-۸۰

مقصد یازدہم

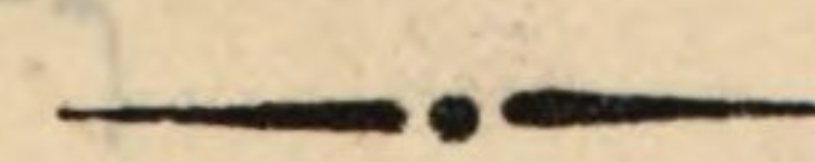
اُن دلیلوں کا ذکر جن سے معلوم و یقین ہوتا ہے کہ نہ قرآن کلام الہ اور

نہ محمد رسول الہ ہی ... ۸۰-۱۱۴



پادری صاحب کا خط جو انھوں نے مولوی رحمت الہ صاحب کو لکھا ... ۱۱۷-۱۲۳

پادری صاحب کا خط جو انھوں نے محمد وزیر خان کو لکھا ہے معاً جواب الجواب ... ۱۲۵-۱۵۲



فہرست

صفحہ نمبر

مقدمہ ۸ — ۱

مقصد اول

مسیح کی گواہی توریت کے حق اور صحیح ہونے کے باب میں اور یہ کہ مسیح کے

ایام کے بعد بھی توریت تغیر و تبدل نہیں ہوئی ہے ۱۲ — ۴

مقصد دوم

مسیح کی گواہی حواریوں کی رسالت کی بابت اور ان کے معجزات اور رسالت کے بیان میں ۲۲ — ۱۵

مقصد سوم

ذکر ان دلائل کا جن سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ توریت و انجیل کلام الہی ہے ۳۳ — ۲۲

مقصد چہارم

الہام اور نبی کے بیان میں اور حق نبی کی نشانیوں کا ذکر ۴۲ — ۳۲

مقصد پنجم

مسیح کی گواہی اور حواریوں کی شہادت انجیل کے منسوخ نہ ہونے کی بابت ۴۴ — ۴۴

مقصد ششم

سہوکاروں کے بیان میں اور اس بات کا ذکر کہ انجیل تحریف نہیں ہوئی ہے ۴۶ — ۴۱

مقصد ہفتم

آیات قرآن کے اٹھنے ضمن میں کہا گیا کہ انجیل خدا کا کلام ہے ۴۶ — ۴۱

والتفكر

الكتاب الثاني

في بيان ما يجب من العلم والعمل

في معرفة الله تعالى واسباب الخلق

في معرفة الله تعالى واسباب الخلق

في بيان ما يجب من العلم والعمل

في معرفة الله تعالى واسباب الخلق

في بيان ما يجب من العلم والعمل

في بيان ما يجب من العلم والعمل

في معرفة الله تعالى واسباب الخلق

بسم الله

الحمد لله الذي هدانا لهذا

الذي كنا نكفر

في بيان ما يجب من العلم والعمل

اختتام
دینی مسباحہ کا
معا

دو خط کہ پادری فائدہ صاحب نے
مولوی رحمت اللہ اور محمد وزیر خان صاحب کو
مسباحہ کے باب میں لکھے ہیں

تصنیف پادری فائدہ صاحب کی

اکبر آباد
سکندرہ کے چھاپہ خانہ میں چھاپا گیا
۱۸۶۵ء

Pfander, C. G.

Ikhtitámi Múbáhisah Summary of Muhammedan discussion by Revd. C. G.
Pfander

Agra 1855

A.or. 2835

urn:nbn:de:bvb:12-bsb10250405-1